كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

مصنف
مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ

(جس دن کہ بھاگے گا مرد اپنے بھائی سے اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے اور اپنی ساتھ والی اور اپنے بیٹوں سے)

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

جس کے حصہ اول میں برزخ (قبر) اہل قبر، دوزخ، اہل دوزخ

جنت اور اس کی نعمتوں کے مفصل حالات درج کئے گئے ہیں۔

اور

حصہ دوم میں قیامت، حشر ونشر، حساب وکتاب،

شفاعت اور اعراف والوں کے مفصل حالات درج کئے

گئے ہیں

از مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مولانا رحمت اللہ صاحب میرٹھی

ناشر

ادارۂ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین نئی دہلی ۱۳

قیمت مجلد کامل دو ۲ روپیہ چھہتر نئے پیسے

فہرست مضامین

حصہ اوّل

حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ ھُدَاۃِ الدِّیْنِ الْمَتِیْنِ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ط

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے کو گو ہم بظاہر مُردہ سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوتا ہے گو اس کی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑی جائے۔ ایک مرتبہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک قبر سے ٹیکہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا کہ اس قبر والے کو تکلیف نہ دے۔ [۱]

---

[۱] مشکوٰۃ

جب انسان مر جاتا ہے تو اس عالم سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں پہنچ جاتا ہے خواہ ابھی اسے قبر میں بھی نہ رکھا جائے یا آگ میں بھی نہ جلایا جائے۔ اس میں سمجھ اور شعور ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نعش (چارپائی وغیرہ) پر رکھدی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے لوگ اسے اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے کہ مجھے جلد لے چلو اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی۔ مجھے کہاں لے جاتے ہو (پھر فرمایا) کہ انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے۔ اگر انسان اس کی آواز سُن لے تو ضرور بے ہوش ہو جائے۔[۱]

موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گذرتا ہے۔ اس کو برزخ کہا جاتا ہے۔ برزخ کے لغوی معنی پردہ اور آڑ کے ہیں۔ چونکہ یہ زمانہ دُنیا و آخرت کے درمیان ایک آڑ ہوتا ہے اس لئے اسے برزخ کہتے ہیں۔

چونکہ عام انسان اپنے مُردوں کو دفن کیا کرتے ہیں۔ اس لئے احادیث شریفہ میں برزخ کی راحت یا عذاب کے بارے میں قبر ہی کے لفظ آتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جن انسانوں کو آگ میں جلا دیا جاتا ہے۔ یا پانی میں جو بہا دئے جاتے ہیں وہ برزخ میں زندہ نہیں رہتے۔ دراصل عذاب و ثواب کا تعلق روح سے ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ جل شانہٗ جلے ہوئے ذرّوں کو بھی جمع کر کے عذاب و ثواب دینے پر قادر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ــــــ (پہلے زمانہ میں) ایک شخص نے

---

[۱] بخاری

بہت زیادہ گناہ کیے۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو آدھی خشکی میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا یہ وصیت کر کے اس نے کہا کہ اگر خدا مجھ پر قادر ہو گیا اور اس نے اس کے باوجود بھی مجھے زندہ کر لیا تو مجھے ضرور بالضرور زبردست عذاب دے گا جو (میرے علاوہ) سارے جہانوں میں سے اور کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس نے وصیت کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ اس شخص کے جسم کے سارے ذرّوں کو جمع کر دے۔ سمندر نے اپنے اندر کے سارے ذرّوں کو جمع کر دیا۔ اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا۔ اس نے بھی اس شخص کے جسم کے سارے ذرّوں کو جمع کر دیا۔ سارے ذرّے جمع فرما کر اللہ جل شانہٗ نے اسے زندہ فرما دیا۔ پھر اس سے فرمایا کہ تو نے ایسی وصیت کیوں کی؟ اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار تیرے ڈر سے میں نے ایسا کیا اور آپ خوب جانتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔ [1]

حدیث شریف کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مومن بندے برزخ میں ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں اور اس عالم سے جانے والے سے یہ بھی دریافت کرتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلاں کس حالت میں ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنیوالا مرجاتا ہے تو برزخ میں اس کی اولاد اس کا اس طرح استقبال کرتی ہے جیسے دنیا میں کسی باہر سے آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اور حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مرنے والا مرجاتا ہے تو

---

[1] (بخاری و مسلم)

عالم برزخ میں اس کے عزیز و اقارب جو پہلے مر چکے ہیں اسے گھیر لیتے ہیں اور وہ آپس میں مل کر اس خوشی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو دنیا میں کسی باہر سے آنے والے سے مل کر ہوتی ہے ۔[۵۱]

حضرت قیس بن قبیصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مومن نہیں ہوتا اُسے مُردوں سے بات چیت کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مُردے کلام بھی کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ اور ایک دوسرے کی زیارت بھی کرتے ہیں ۔[۵۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کی (قبر کی) زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے تو وہ صاحب قبر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ زیارت کرنیوالا اٹھ کر چلا جاتا ہے[۵۳]

حضرت ام بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا مُردے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تیرا بھلا ہو روح مطمئنہ جنت میں سبز پرندوں کی قالب میں ہوتی ہے (اب تو خود سمجھ لے) کہ پرندے اگر آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں تو روحیں بھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں ۔[۵۴]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف پڑھنا شروع کرے

---

[۵۱] ابن ابی الدنیا [۵۲] ابن حبان [۵۳] ابن ابی الدنیا [۵۴] ابن سعد

اور پورا کیئے بغیر ہی مرجائے تو قبر میں ایک فرشتہ اُسے قرآن شریف پڑھاتا ہے چنانچہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کریگا کہ اُسے پورا قرآن پاک حفظ ہوگا[1]

جو حضرات اعمالِ صالحہ میں زندگی خرچ کرتے ہیں اور مرنے کی بعد کی زندگی کا یقین رکھتے ہیں اس دنیا میں ان کا دل نہیں لگتا اور موت کو یہاں کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور جو لوگ یہاں کی زندگی کو بُرائیوں میں گزارتے ہیں وہ موت سے گھبراتے ہیں۔ سلیمان بن عبدالملک نے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ یہ بتایئے کہ ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا۔ اس لئے گھبراتے ہو کہ تم نے دنیا کو آباد اور آخرت کو برباد کیا ہے۔ لہذا آبادی سے ویرانہ میں جانا پسند نہیں کرتے۔ سلیمان نے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہیں۔

جس شخص کو قبر کی زندگی کا یقین ہو اور اپنے اعمالِ صالحہ کے بدلے وہاں اچھے حال میں رہنے کی امید ہو اور یہ سمجھتا ہو کہ اس عالم سے دوست احباب و اقربا کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا تو برزخ میں رشتہ دار اور جان پہچان والے مل جائیں گے تو پھر موت سے کیوں گھبرائے اور اس زندگی کو برزخ کی زندگی پر کیوں ترجیح دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

يُحِبُّ الْاِنْسَانُ الْحَيٰوةَ وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِّنَفْسِهٖ[2] (انسان زندگی کو محبوب رکھتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے (بشرطیکہ مومن ہو اور اسکا عمل صالح ہو)

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کو مومن کا تحفہ بتایا ہے[3] اور یہ بھی فرمایا کہ انسان موت کو مکروہ جانتا ہے۔ حالانکہ موت فتنوں سے بہتر ہے کہ جتنی جلدی موت آجائے گی اتنی ہی جلدی دنیا کے فتنوں سے محفوظ ہو جائے گا[4]

---

[1] شوقِ وطن [2] بیہقی [3] مشکوٰۃ [4] احمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے دنیا سے انتقال کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ (کی تنگی اور تاریکی) سے نکل کر دنیا کے آرام و راحت میں آجاتا ہے[1]۔ الحاصل مومن کے لئے موت بڑی اچھی چیز ہے بشرطیکہ نیک عمل کرنے والا ہو اور اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست رکھا ہو۔ جو بندے اعمال صالحہ میں زندگی گزارتے ہیں وہ موت کو اس زندگی پر ترجیح دیتے ہیں اور یہاں کی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نکل کر جلد سے جلد امن و امان اور راحت و چین والی ہمیشہ کی زندگی میں جانا چاہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ کسی سے دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ بازار کا قصد ہے۔ فرمایا ہو سکے تو میرے لئے موت خریدتے لانا۔ مطلب یہ تھا کہ ہمیں اس دنیا میں رہنا پسند نہیں ہے۔ اگر قیمت سے بھی موت ملے تو خرید لیں۔

حضرت خالد بن معدان رضی فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جو شخص سب سے پہلے فلاں چیز چھولے تو وہ اسی وقت مرجائے گا تو مجھ سے پہلے کوئی شخص اس چیز کو نہیں چھو سکتا۔ ہاں اگر مجھ سے زیادہ دوڑ سکتا ہو اور مجھ سے پہلے پہنچ جائے تو اور بات ہے۔[2]

اَللّٰهُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلَيَّ وَاِلٰى مَنْ يَّعْلَمُ اَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ۔

اس تمہید کے بعد اب ہم احوال برزخ لکھنا شروع کرتے ہیں۔

واللہ ولی التوفیق وھو خیر عون و خیر رفیق

---

[1] حکیم ترمذی [2] شرح الصدور

مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ حصّہ اوّل

احوالِ بَرزخ

موت کے وقت اور موت کے بعد مومن کا اعزاز

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں قبرستان گئے جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے۔ اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس (باادب) اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پہ پرندے بیٹھے ہیں[۱]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی جس سے زمین کرید رہے تھے (جیسے کوئی غمگین کیا کرتا ہے) آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بلاشبہ جب مومن بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رُخ کرنے کو ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرشتے اس قدر ہوتے

---

[۱] یعنی اس طرح خاموش دم بخود ہو کر بیٹھ گئے جیسا کہ ہم میں حرکت ہی نہیں رہی۔ پرندہ غیر متحرک چیز پر بیٹھتا ہے۔ ۱۲۔ حضرات صحابۂ کرام کی یہ حالت حدیث پاک سننے کے وقت عام طور پر ایسی ہی ہوتی تھی جو ہمارے لئے سبق ہے۔

ہیں کہ جہاں تک اس کی نظر پہونچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر (حضرت) ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح اللہ کی مغفرت اور اسکی رضامندی کی طرف نکل کر چل۔ چنانچہ اس کی روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا) قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے۔ پس اُسے حضرت ملک الموت علیہ السلام لے لیتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے (جو دُور تک بیٹھے ہوتے ہیں) پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے۔ حتیٰ کہ اُسے لے کر اُسی کفن اور خوشبو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں۔ اس خوشبو کے متعلق ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو کبھی عمدہ سے عمدہ خوشبو مشک کی پائی گئی ہے۔ اس جیسی وہ خوشبو ہوتی ہے۔

پھر فرمایا کہ اس روح کو لے کر فرشتے (آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گذر ہوتا ہے: وہ کہتے ہیں کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے (اور وہ اس روح کو لیکر اوپر چلے جاتے ہیں) حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہر آسمان کے مقربین دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں (جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندہ کو کتاب علیین میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ۔ کیونکہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں انکو لوٹا دوں گا۔ اور اسی سے انکو دوبارہ نکالوں گا چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے۔ اس کے بعد دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں جو آکر اُسے بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا

رب اللہ ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون صاحب ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے۔ وہ اللہ کے رسول ہیں (یعنی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا عمل کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی سو اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے (جو اللہ کا منادی ہوتا ہے) کہ میرے بندہ نے سچ کہا سو اس کے لئے جنت کے بچھونے بچھا دو اور اس کو جنت کے کپڑے پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ چنانچہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنت کا آرام اور خوشبو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر اتنی کشادہ کر دی جاتی ہے کہ جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔

اس کے بعد نہایت خوبصورت چہرے والا بہترین لباس والا اور پاکیزہ خوشبو والا ایک شخص اس کے پاس آکر کہتا ہے کہ خوشی کی چیزوں کی بشارت سن لے۔ یہ تیرا وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا عمل صالح ہوں۔

اس کے بعد وہ (خوشی میں) کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم فرما دے رب قیامت قائم فرما تا کہ میں اپنے اہل و عیال اور مال میں پہنچ جاؤں۔

کافر کی ذلت

اور بلاشبہ جب کافر بندہ دنیا سے جانے اور آخرت کا رخ کرنے کو ہوتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اور اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔ پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں حتیٰ کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اے خبیث جان اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل (ملک الموت

---

۵۱ اس سے جنت کی حوریں اور جنتی نعمتیں مراد ہیں۔ ۱۲۔ مرقات

کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر اُدھر بھاگی پھرتی ہے۔ لہذا ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں جیسے پوٹیاں کھونٹے کی سیخ بھیگے ہوئے اُون سے صاف کی جاتی ہیں (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں۔ جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے دار سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے۔ پھر اس کی روح کو ملک الموت (اپنے ہاتھ میں) لے لیتے ہیں اور اُن کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرشتے پلک جھپکنے کی برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے۔ حتیٰ کہ فوراً ان سے لیکر اس کو ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں (جو اُن کے پاس ہوتے ہیں) اور ان ٹاٹوں میں سے ایسی بدبو آتی ہے جیسی کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مُردہ نعش سے روئے زمین پہ بدبو پھوٹی ہو۔ وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ اس کا بُرے سے بُرا نام لیکر کہتے ہیں جس سے وہ دنیا میں بُلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے۔ حتیٰ کہ وہ اسے لیکر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں مگر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا ہے۔

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ط (سورہ اعراف)

ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائینگے اور نہ وہ کبھی جنت میں داخل ہونگے جب تک اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ چلا جائے اور اونٹ سوئی کے ناکے میں جا نہیں سکتا لہذا وہ کبھی جنت میں نہیں جا سکتے

پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اس کو کتاب سجّین میں لکھدو جو سب سے نیچی زمین میں ہے چنانچہ اس کی روح وہیں سے پھینک دی جاتی ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (سورۂ حج)	اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر پرندوں نے اسکی بوٹیاں نوچ لیں یا اسکو ہوا نے دور دراز جگہ میں لیجا کر پھینک دیا۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دیجاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں پھر اس سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ شخص کون ہیں؟ جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں۔ جب یہ سوال وجواب ہو چکتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا[۵]۔ اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کا دروازہ کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے) اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لُو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں بھچکر آپس میں اِدھر کی اُدھر چلی جاتی ہیں۔ اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور بُرے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے اسکے جسم سے بُری بدبو آتی ہے وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ مصیبت کی خبر سُن لے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ وہ کہتا ہے تو کون ہے؟ واقعی تیری صورت اسی لائق ہے کہ تو بُری خبر سُنائے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا بُرا عمل ہوں۔ یہ سُن کر وہ (اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہونگا) یوں کہتا ہے کہ اے رب قیامت قائم نہ کر[۱]

ایک روایت میں ہے کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو آسمان وزمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں سب کے سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔

---

[۵] یعنی اس کو اپنے رب کی خبر ہے۔ لیکن ... کو ماننا نہ تھا۔ اور جس دین پر تھا۔ اس کا بھی علم ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بھی علم ہے۔ لیکن عذاب سے بچنے کے لئے اپنے کو نادان ظاہر کر رہا ہے۔

[۱] مشکوٰۃ

اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ہر دروازے والے فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر چڑھایا جائے اور کافر کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جان رگوں سمیت نکالی جاتی ہے۔ اور آسمان و زمین کے درمیان کا ہر فرشتہ اور وہ سب فرشتے جو آسمان میں ہیں، سب کے سب اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور ہر دروازے والے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح کو ہماری طرف سے لے کر نہ چڑھایا جائے [1]

مومن کا قبر میں نماز کا دھیان

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب مومن کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو سو جب اس کی روح لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر بیٹھتا ہے اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں۔ [2]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "گویا وہ اس وقت اپنے آپکو دنیا ہی میں تصور کرتا ہے کہ سوال و جواب کو رہنے دو مجھے فرض ادا کرنے دو وقت ختم ہوا جا رہا ہے میری نماز جاتی رہے گی" پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

اس سے بے نمازیوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے اور اپنے حال کا اس سے اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی۔

قبر میں مومن کا بے خوف ہونا اور اس کے سامنے جنت پیش ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ مردہ

---

[1] مشکوٰۃ [2] ابن ماجہ

اپنی قبر میں پہنچ کر بے خوف اور با اطمینان بیٹھتا ہے پھر اس سے سوال کیا جاتا ہے کہ (تو دنیا میں) کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں اسلام میں تھا؟ پھر اس سے سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدے میں) یہ کون ہیں؟ (جو تمھاری طرف بھیجے گئے) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس اللہ کے پاس سے کھلے کھلے معجزے لے کر آئے سو ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ (دنیا میں) کوئی آدمی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا (پھر میں کیسے دیکھ لیتا؟)۔

پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے۔ (جس کے ذریعہ) وہ دوزخ کو دیکھتا ہے کہ آگ کے انگارے آپس میں ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں (جب وہ دوزخ کا منظر دیکھ لیتا ہے) تو اس سے کہتے ہیں کہ دیکھ اللہ نے تجھے کس مصیبت سے بچا یا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف ایک روشن دان کھولا جاتا ہے (جس کے ذریعے) وہ جنت کی رونق اور جنت کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ (جنت) تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین ہی پر زندہ رہا اور یقین ہی پر تجھے موت آئی اور یقین ہی پر تو قیامت کے روز (قبر سے) اُٹھے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا کہ نافرمان آدمی خوف زدہ اور گھبرایا ہوا اپنی قبر میں بیٹھتا ہے۔ اس سے سوال ہوتا ہے کہ تو دنیا میں کس دین میں تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں۔ پھر اس سے (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق) سوال ہوتا ہے کہ (تیرے عقیدہ میں) یہ کون ہیں وہ کہتا ہے کہ اس بارے میں میں نے وہی کہا جو اور لوگوں نے کہا۔ پھر اس کے سامنے جنت کی طرف

ایک روشن دان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ اس کی رونق اور اس کے اندر کی دوسری چیزیں دیکھ لیتا ہے پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھ (تو نے خدا کی نافرمانی کی) خدا نے تجھے کس نعمت سے محروم کیا۔ پھر اس کے سامنے دوزخ کی طرف ایک روشندان کھولا جاتا ہے جس کے ذریعے وہ دوزخ کو دیکھ لیتا ہے۔ کہ آگ کے انگارے ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو شک ہی پر زندہ رہا اور شک ہی پہ تجھے موت آئی۔ اور انشاء اللہ قیامت کو بھی تو اسی شک پر اٹھے گا۔ [۱]

مومن سے فرشتوں کا کہنا کہ دلہن کی طرح سو جا اور منافق و کافر کو زمین کا بھینچنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے ان صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد صلعم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا۔ پھر اس کی قبر ستر ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر منور کر دی جاتی ہے پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ (اب تو) سو جا۔ وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کیلئے جاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ (یہاں

---

[۱] مشکوٰۃ عن ابن ماجہ

آکر جانے کا قانون نہیں ہے!) تو سو جا جیسا کہ دلہن سوتی ہے جسے اس کے شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے روز اس جگہ سے اُٹھائے گا۔

اور اگر مرنے والا منافق (یا کافر) ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے جو لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا (اس سے زیادہ) میں نہیں جانتا۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دیگا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اس کو بھینچ دے۔ چنانچہ زمین اسے بھینچ دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر چلی جاتی ہیں۔ پھر وہ قبر کے اندر عذاب ہی میں رہتا ہے یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اُٹھائے گا۔ (ترمذی)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہوں گے اور اُن کے ہوش و حواس سالم رہیں گے حتیٰ کہ ان کو نماز کا دھیان ہو گا اور فرشتوں کے سوالوں کا جواب دینے میں بے خوف ہوں گے اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوش خبری دینے کے لئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا۔ گھر والوں کو خبر کرنے جاتا ہوں۔" اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً ہی قیامت قائم ہونے کا سوال کریں گے تا کہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں۔ جس پر خداوند عالم کا کرم ہو اس کے ہوش و حواس باقی رہتے ہیں اور اس سے اللہ جل شانہٗ صحیح جواب دلاتے ہیں جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ

ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات یعنی کلمۂ طیبہ سے دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمرؓ اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جب کہ لوگ تم کو قبر میں رکھ کر اور مٹی ڈال کر چلے آئیں گے پھر تمھارے پاس قبر کے ممتحن (امتحان لینے والے) آئیں گے جن کی آواز سخت گرج کی طرح ہوگی اور جن کی آنکھیں نظر اُچک لینے والی بجلی کی طرح ہوں گی سو وہ تم کو ہلا ڈالیں گے اور تم سے حاکمانہ گفتگو کریں گے بتاؤ اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اس وقت ہماری عقل ہمارے ساتھ ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اسی طرح تمھاری عقلیں تمھارے پاس ہوں گی جیسی آج ہیں! یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بس تو میں نبٹ لوں گا۔

(طبرانی وغیرہ بحوالہ شوق وطن)

برزخ والوں کا مومن سے پوچھنا کہ فلاں کا کیا حال ہے۔؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب فرشتے مومن کی روح کو لے کر (ان) مومنین کی ارواح کے پاس لے جاتے ہیں (جو پہلے سے جا چکے ہیں) تو وہ ارواح اس کے پہونچنے پر ایسی خوش ہوتی ہیں کہ (اس

دنیا میں) تم بھی اپنے کسی غائب کے آنے پر اتنا خوش نہیں ہوتے پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ فلاں کا کیا حال ہے فلاں کا کیا حال ہے۔ پھر وہ خود ہی آپس میں) کہتے ہیں کہ (اچھا ابھی ٹھیرو... پھر پوچھ لینا چھوڑ دو ذرا آرام کرنے دو چونکہ دنیا کے غم میں مبتلا تھا۔ پھر (وہ بتانے لگتا ہے کہ فلاں اس طرح ہے اور فلاں اس طرح ہے اور) وہ کسی شخص کے بارے میں کہتا ہے جو اس سے پہلے مرچکا تھا کہ وہ تو مرگیا کیا تمھارے پاس نہیں آیا؟ یہ سن کر وہ کہتے ہیں کہ (جب وہ دنیا سے آگیا اور ہمارے پاس نہیں آیا تو) ضرور اس کو دوزخ میں پہنچا دیا گیا (احمد نسائی والروایۃ طویلۃ)

برزخ والوں پر زندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں

طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ تمھارے اعمال تمھارے رشتہ داروں اور خاندان والوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جو آخرت میں پہنچ چکے ہیں اگر تمھارا عمل نیک ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ یہ آپ کا فضل اور رحمت ہے سو آپ اپنی نعمت اس پر پوری فرما دیجئے اور اسی پر اس کو موت دیجئے اور اگر برا عمل ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ اے اللہ اس کے دل میں نیکی ڈال دے جو تیری رضا اور تیرے قرب کا سبب ہو جائے (شوق وطن)

قبر کا مومن کو دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں بیٹے کا سر دباتی ہے

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب سے آپ نے منکر نکیر کی (ہیبت ناک) آواز اور قبر کے بھینچنے کا ذکر فرمایا ہے اس وقت سے مجھے کسی چیز سے تسلی نہیں ہوتی ہے (اور دل کی پریشانی دور نہیں ہوتی) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ منکر نکیر کی آواز مومن کے کانوں میں ایسی ہوگی جیسے (ایک سریلی آواز کانوں میں بھلی معلوم ہوتی ہے جیسے) آنکھوں میں سرمہ لگانے سے آنکھوں کو لذت محسوس ہوتی ہے اور مومن کو قبر کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے کسی کے سر میں درد ہو اور اس کی شفقت والی ماں آہستہ آہستہ اپنے بیٹے کا سر دباتی ہے اور وہ اس سے آرام و راحت پاتا ہے اور (یاد رکھ) اے عائشہ رض اللہ کے بارے میں شک کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ قبر میں اس طرح بھینچے جائیں گے جیسے انڈے پر پتھر رکھکر دبایا جائے (بحوالہ شوق وطن)

زمین و آسمان کا مومن سے محبت کرنا اور اُس کی موت پر رونا!

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے لئے آسمان کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ سے اس کا عمل چڑھتا ہے اور دوسرے دروازے سے اس کا رزق اترتا ہے۔ جب مومن مرجاتا ہے تو دونوں دروازے اس کے (مرنے پر) روتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بیشک جب مومن مرجاتا ہے تو اُس کے مرنے پر قبرستان اپنے آپ کو سجا لیتے ہیں لہٰذا ان میں کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جو یہ تمنا نہ کرتا ہو کہ یہ مجھ میں دفن ہو (ابن عساکر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے تھے کہ مومن کے مرنے پر ۴۰ دن تک زمین روتی ہے (حاکم وغیرہ)

حضرت عطاء الخراسانی فرماتے تھے کہ جو بندہ زمین کے کسی حصہ میں سجدہ کرتا ہے وہ حصہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دیگا۔ اور اس کے مرنے کے دن روئے گا۔ (ابو نعیم بحوالہ شوق وطن)

صدقہ جاریہ اور اولاد وغیرہ کی طرف سے استغفار کا نفع

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مرنے کے بعد جو چیزیں مومن کو اس کی نیکیوں سے پہنچتی ہیں ان میں سے ایک علم ہے جس کو اس نے پھیلایا ہو یا نیک اولاد چھوڑی ہو یا کوئی قرآن شریف ورثہ میں چھوڑ گیا ہو یا مسجد تعمیر کرا گیا ہو یا مسافر خانہ بنا گیا ہو یا نہر جاری کر گیا ہو یا اپنی زندگی و تندرستی کی حالت میں اپنے مال سے ایسا صدقہ کر گیا ہو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہو۔ (مشکوٰۃ)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرما دیگا۔ وہ کہے گا کہ اے خدا یہ درجہ مجھے کیسے ملا؟ اللہ جل شانہٗ ارشاد فرمائیں گے تیری اولاد نے تیرے لئے استغفار کی جس کی وجہ سے یہ مرتبہ تجھکو ملا (مشکوٰۃ)

ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز بعض آدمیوں کے ساتھ پہاڑوں کی برابر نیکیاں ہوں گی۔ وہ یہ دیکھکر عرض کرے گا کہ یہ مجھے کہاں سے ملیں؟ ارشاد ہوگا تیری اولاد کے استغفار کرنے کی بدولت تجھے یہ عنایت کی گئی ہیں (بحوالہ شوق وطن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میت اپنی قبر میں بس ایسا ہی (محتاج) ہوتا ہے جیسے کوئی ڈوبتا ہوا (پھر فرمایا کہ) وہ دعا کا منتظر رہتا ہے جو اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی جانب سے اسے پہنچ جائے۔ جب اسے (ان میں سے کسی کی) دعا پہنچتی ہے تو ساری دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے زیادہ اس کو وہ دعا محبوب ہوتی ہے اور بیشک زمین والوں کی دعاء سے اللہ تعالےٰ قبر والوں پر پہاڑوں کی برابر ثواب داخل فرماتے ہیں اور بیشک زندوں کا ھدیہ مُردوں کے لئے ان کے واسطے استغفار کرنا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف)

مومن کو ملک الموت کا سلام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ جب ملک الموت خدا کے مقبول بندے کے پاس آتے ہیں تو اس کو سلام کرتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰه — تم پر سلام ہو اے اللہ کے دوست اٹھو اور اس گھر
قُمْ فَاخْرُجْ مِنْ دَارِكَ الَّتِيْ — سے نکلو جسے تم نے (خواہشات نفس کو قربان
خَرَّبْتَهَا اِلٰى دَارِكَ الَّتِيْ — کرکے) برباد کیا ہے اور اس گھر کو چلو جسے تم نے
عَمَّرْتَهَا (شرح الصدور) (عبادت کرکے) آباد کیا ہے۔

مومن کا دنیا میں رہنے سے انکار کرنا اور اس کو بشارت ملنا

حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشاد فرمایا کہ جب مومن (مرتے وقت) فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو دنیا میں واپس کردیں اور روح قبض نہ کریں) وہ کہتا ہے کیا مجھے غموں اور فکروں کے مقام میں چھوڑ جانا چاہتے ہو؟ (اب تو میں نہیں رہتا) مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس لے چلو (ابن جریر وغیرہ)

حضرت زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ موت کے وقت مومن کے پاس فرشتے آکر اسے خوش خبری سناتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم جہاں جارہے ہو وہاں جانے سے ڈرو نہیں۔ لہٰذا اس کا خوف جاتا رہتا ہے اور اس سے یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا اور اہل دنیا (سے جدا ہونے) پر رنج نہ کرو اور جنت کی خوش خبری سن لو لہٰذا وہ اس حال میں مرتا ہے کہ اس دنیا میں

خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے (ابن ابی حاتم)

شہداء سے اللہ جل شانہ کا خطاب

حضرت مسروق (تابعی رح) روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت سمجھو بلکہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے مقرب ہیں ان کو رزق ملتا ہے۔

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کر چکے ہیں۔ پھر فرمایا کہ شہدا کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں۔ ان کے لئے عرش الٰہی کے نیچے قندیلیں ٹلکے ہوئے ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جنت میں چلتی پھرتی ہیں۔ پھر ان قندیلوں میں آکر ٹھہر جاتی ہیں۔ اللہ رب العزت نے اُن سے فرمایا کہ تم کچھ چاہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم کیا چاہیں۔ حالانکہ جہاں چاہتے ہیں جنت میں چلتے پھرتے ہیں، چنانچہ تین بار خدا نے ان سے یہی سوال و جواب فرمایا۔ سو جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ جب تک ہم جواب نہ دیں گے سوال ہی ہوتا رہے گا۔ تو انہوں نے یہ عرض کیا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس کر دی جائیں حتےٰ کہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل کر دیئے

جائیں۔ سو جب پروردگار عالم نے ان سے معلوم کر لیا کہ ان کو کوئی حاجت نہیں تو چھوڑ دیئے گئے۔ (اور پھر ان سے سوال نہیں کیا گیا یعنی وہاں کی کوئی چیز انہوں نے طلب نہ کی اور سوال کیا تو دنیا میں واپسی کا سوال کیا جو قانون کے خلاف ہے۔ لہٰذا پھر اُن سے سوال نہ کیا گیا (مسلم)

روحوں کا سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہونا شہداء کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ دوسرے مومنوں کی روحیں بھی ان پرندوں کے پوٹوں میں جنت کی سیر کرتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ بِشَجَرِ الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ)

بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں جو جنت کے درختوں کو کھاتی پیتی ہیں

ملا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک حدیث میں ہے کہ بلاشبہ ایمان والوں کی روحیں پرندوں کی پوٹوں میں جنت کے پھل کھاتی اور پانی پیتی پھرتی ہیں اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں آرام کرتی ہیں۔

شہادت کی تکلیف چیونٹی کے کاٹے کے برابر ہوتی ہے!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہید قتل ہونے کی تکلیف بس اتنی ہی محسوس کرتا ہے جیسی تم چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتے ہو (مشکوٰۃ)

عذاب قبر کی تفصیلات

اہل سنت والجماعت کے عقیدہ میں عذاب قبر حق ہے، جس طرح مومنین صالحین کو قبر میں آرام ملتا ہے اور خوشی کے ساتھ قیامت تک رہنا ہوتا ہے اسی طرح کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے احادیث شریفہ سے یہ باتیں ثابت ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کے پاس ایک یہودی عورت آئی اور اس نے ان کے سامنے عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (یعنی تجھے اللہ عذاب قبر سے پناہ میں رکھے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے آنحضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ (ہاں قبر کا عذاب حق ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے جب بھی نماز پڑھی قبر کے عذاب سے ضرور اللہ کی پناہ مانگی (بخاری ومسلم) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ مبارک ڈاڑھی تر ہو جاتی تھی، سوال کیا گیا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کر کے نہیں روتے اور قبر کو دیکھکر (اس قدر) روتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے سو اگر اس سے نجات پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہیں اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہیں (ترمذی) عذاب قبر کی کچھ تفصیلات گذر چکی ہیں اور کچھ اب ذکر کی جاتی ہیں۔

قبر میں عذاب دینے والے اژدہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قبر میں کافر پر ضرور ۹۹ اژدہے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اسے ڈستے رہتے ہیں۔ ان کے زہر کا یہ عالم ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین بالکل سبزی نہ اُگائے (دارمی) یعنی ان کے زہر کا یہ اثر ہے کہ ان میں سے ایک اژدہا بھی اگر ایک دفعہ زمین کی طرف پھنکار مار دے تو اس کے زہر کے اثر سے زمین گھاس کا ایک تنکا بھی اگانے کے قابل نہ رہے۔ آجکل کے آلات جنگ جیسے ایٹم بم وغیرہ دیکھکر۔ اس ارشاد نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سمجھنے میں ذرا بھی تامل کی گنجائش نہیں رہتی۔

قبر میں عذاب کی وجہ سے میت کا چیخنا اور لوہے کے گرز سے اُس کا مارا جانا

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کافر جواب دیتا ہے کہ ہائے ہائے مجھے پتہ نہیں! تو آسمان سے منادی آواز دیتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اسے آگ کا پہناوا پہنا دو اور اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھولدو۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

جس کے ذریعہ دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر تنگ کردی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے عذاب دینے کے لئے ایک (عذاب دینے والا) مقرر کر دیا جاتا ہے جو اندھا اور بہرا ہوتا ہے۔ اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اگر وہ پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ ضرور مٹی ہو جائے (پھر ارشاد فرمایا کہ) اس گرز کو ایک مرتبہ مارتا ہے تو اس کی آواز کو انسان اور جنات کے علاوہ پورب پچھم کے درمیان کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ ایک مرتبہ مارنے سے وہ مٹی ہو جاتا ہے۔ اور پھر روح لوٹا دی جاتی ہے۔ (احمد و ابوداؤد)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس گرز کے مارے جانے سے وہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنّات کے سوا اس کے قریب کی ہر چیز اس کی چیخ و پکار سنتی ہے **سوال** یہاں یہ بات دریافت طلب ہے کہ انسانوں اور جنات کو میت کے مارنے اور اس کے چیخنے کی آواز کیوں نہیں سنائی جاتی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانوں اور جنّات کو عالم برزخ سے واسطہ پڑنا ہے۔ اگر ان کو عذاب قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کی چیخ و پکار کی آواز سنا دی جائے تو ایمان لے آئیں اور نیک عمل کرنے لگیں۔ حالانکہ خدا کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے کہ صرف رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بات سُن کر مان لیں اور سمجھ میں آوے

یا نہ آوے۔ بہرحال آپ کی بات صحیح مانیں۔ اسی کو ایمان فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّہُمْ بالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ — بلاشبہ جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے۔

اگر دوزخ و جنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دکھا دئے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہیگا اور سب مان لیں اور مومن ہو جائیں مگر خدا کے یہاں آنکھوں سے دیکھے ہوئے پر ایمان لانا معتبر نہیں ہے اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانا معتبر نہیں ہے کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آجاتے ہیں

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (مومن) — سو ان کو ان کا ایمان لانا نفع مند نہ ہوا جب کہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا۔

جب قیامت کو اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر جنت دوزخ آنکھ سے دیکھ لیں گے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کریں گے مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

انسانوں کو عذاب قبر کے نہ دکھانے اور اس کی آواز نہ سنانے میں یہ مصلحت بھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس کی برداشت نہیں کر سکتے اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سن لیں تو بے ہوش ہو جائیں جیسا کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نافرمان کی میت کو جب لوگ اٹھا کر چلتے ہیں تو وہ کہتا ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ اس کی اس آواز کو انسان کے سوا ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان سن لیوے تو بے ہوش

ہو جاوے (بخاری شریف)

البتہ خداوند عالم نے اپنے رسول صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو برزخ کی چیزیں نہ صرف بتادیں بلکہ دکھا بھی دیں چونکہ آپ میں ان کو دیکھکر برداشت کا ظرف موجود تھا جتنے کہ دوزخ کے منظر کو دیکھکر بھی آپ کے ہنسنے بولنے اور صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم کے ساتھ اُٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے میں فرق نہ آتا تھا حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم ایک مرتبہ آفتاب غروب ہونے کے بعد (مدینہ منورہ سے) باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی (جو بھیانک آواز تھی) اس کو سن کر فرمایا کہ یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے خچر پر سوار ہو کر قبیلہ بنونجار کے ایک باغ میں تشریف لے جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ کا خچر بدک گیا اور ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ کو . . . گرا دے وہیں پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں پہچانتا ہوں۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا یہ کب مرے تھے؟ اس نے کہا کہ زمانہ شرک میں مرے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے سو اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ تم آپس میں دفن کرنا چھوڑ دوگے تو خدا سے ضرور دعا کرتا کہ تم کو (بھی) اس قبر کے عذاب کا کچھ حصہ سنا دیوے جسے

میں سن رہا ہوں (مسلم)

چغلی کرنے اور پیشاب سے نہ بچنے سے عذابِ قبر ہوتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا دو قبروں پر گذر ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے (بلکہ ایسی معمولی باتوں پر جن سے بچ سکتے تھے۔

پھر آپ نے ان دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ) ان دونوں میں ایک پیشاب کرنے میں پردہ نہیں کرتا تھا (اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا) اور یہ دوسرا چغلی کرتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگاکر بیچ میں سے اس کو چیر کر آدھی اس قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ شاید ان دونوں کا عذاب ان کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے[ع] (مشکوٰۃ شریف)

چند مخصوص کاموں پر مخصوص عذاب

بخاری شریف میں ایک طویل روایت ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا ایک خواب روایت کیا گیا ہے جس میں عالم برزخ کے خاص خاص عذابوں کا ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آج رات خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک مقدس زمین کی طرف

ع اس کی تشریح میں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تر ٹہنی کے تسبیح خداوندی میں مشغول رہنے کی وجہ سے عذاب ہلکا ہونے کی امید پر آپ نے ایسا کیا ۱۲

لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے۔ اس بیٹھے ہوئے شخص کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گُدّی تک جا پہنچتا ہے پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کرتا ہے۔ اور وہ پہلا کلّہ اس کا درست ہو جاتا ہے وہ پھر اس پہلے کلّے کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ یہ کھڑا ہوا شخص اس پتھر سے اس لیٹے ہوئے شخص کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے تو پتھر لڑھک کر دُور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کو اُٹھانے کے لئے جاتا ہے تو ابھی تک لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اس کا سر جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ یہاں تک کہ ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا اور اوپر سے تنگ تھا نیچے سے فراخ تھا۔ اس میں آگ جل رہی تھی اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے تھے جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی تو اس کے ساتھ وہ سب اوپر کو اُٹھ آتے تھے۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے۔ پھر جس وقت آگ بیٹھتی تو وہ بھی سب نیچے چلے جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص ہے جس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے جس وقت

وہ نکلنا چاہتا ہے۔ یہ کنارے والا شخص اس کے منہ پر پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ پھر اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب بھی وہ کنارے کی طرف آنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے۔ اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی ہے اور بچے ہیں۔ اس درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے آگ جل رہی ہے جسے وہ دھونک رہا ہے پھر وہ دونوں مجھکو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے وہاں ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ تھا اس میں مجھے داخل کر دیا۔ میں نے اس گھر سے اچھا گھر کبھی نہیں دیکھا اس میں بہت سے مرد، بوڑھے جوان، عورتیں اور بچے تھے پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا۔ اس میں لے گئے۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھکو تمام رات پھرایا۔ اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ انہوں نے کہا وہ جو تم نے دیکھا تھا جس کے کلے چیرے جاتے تھے۔ وہ شخص جھوٹا ہے جو جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا اور وہ باتیں جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا وہ شخص ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا۔ اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جن کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والے ہیں اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے

وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے ارد گرد جو بچے تھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہو جاؤں بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے۔ پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکی ہوتی تو ابھی چلے جاتے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:۔ جاننا چاہیے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا تیسرے زنا کا چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

زمین کا میت سے بات کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کے دانت باہر نکلے ہوئے ہیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار! بلاشبہ اگر تم لذتوں کی کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں نہ دیکھتا۔ لہٰذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس دن وہ یہ نہ کہتی ہو کہ میں بیگانگی کا گھر ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی کا

گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں ۔

پھر فرمایا کہ جب مومن بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ مرحبا تو اپنے ہی گھر آیا۔ سمجھ لے بلا شبہ تو مجھے ان سب سے زیادہ محبوب تھا جو مجھ پر چلتے ہیں۔ سو جب تو آج میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور میرے پاس آگیا ہے تو اب میرا سلوک دیکھے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا اچھا سلوک کرتی ہوں۔ اس کے بعد جہاں تک نظر پہنچتی ہے۔ وہاں تک قبر کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر یا کافر بندہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اس سے قبر کہتی ہے کہ تیرا آنا بُرا آنا ہے اور تو بُری جگہ آیا سمجھ لے، کہ مجھ پر چلنے والوں میں تو مجھے سب سے زیادہ مبغوض (دشمن) تھا سو اب جب تو میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور آج میرے بس میں آگیا ہے۔ اب تو دیکھے گا کہ تجھ سے کیا معاملہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد وہ اسے اس طرح بھینچتی ہے کہ اس کی دائیں پسلیاں بائیں پسلیوں میں اور بائیں پسلیاں دائیں پسلیوں میں گھس جاتی ہیں۔ اس کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح ظاہر فرمایا کہ اپنے مبارک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل فرمائیں (الحدیث اخرجہ بطولہ فی المشکوٰۃ)

عذابِ قبر سے محفوظ رہنے والے

حضرت فخر بنی آدم محبوب العالمین سید المرسلین جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ۔ جب میت کو قبر میں رکھدیا جاتا ہے تو دفن کرنے کے بعد

جب لوگ واپس ہوتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ سو اگر وہ مومن ہوتا ہے تو نماز اس کے سرہانے آجاتی ہے اور روزے اس کی داہنی طرف آجاتے ہیں اور زکوٰۃ اس کے بائیں طرف آجاتی ہے اور (نفل کام جو کئے تھے مثلاً) صدقہ اور نفل نماز اور لوگوں کے ساتھ جو خیر اور نیکی و بھلائی کی تھی وہ اس کے پیروں کی طرف آجاتی ہے اگر اس کے سرہانے کی جانب سے عذاب آتا ہے تو نماز کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر اس کی داہنی طرف سے عذاب آتا ہے تو روزے کہتے ہیں کہ ہماری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر بائیں طرف سے عذاب آتا ہے تو زکوٰۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے جگہ نہ ملے گی۔ پھر پیروں کی طرف سے عذاب آتا ہے تو امور خیر صدقہ اور احسان کے کام جو لوگوں کے ساتھ کئے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہماری جانب سے جگہ نہ ملے گی (الترغیب)

سورۂ ملک اور الٓمٓ سجدہ پڑھنے والا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی رضؓ نے ایک قبر پر خیمہ لگالیا اور ان کو پتہ نہ تھا کہ یہ قبر ہے (خیمہ میں بیٹھے بیٹھے اچانک دیکھتے کیا ہیں) کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے۔ پڑھتے پڑھتے اس نے پوری سورت ختم کردی یہ واقعہ انھوں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورت عذاب روکنے والی ہے (اور) اس کو اللہ کے عذاب سے بچا رہی ہے (مشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ قرآن میں ایک سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں اس نے ایک شخص کی سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخشدیا گیا۔ پھر فرمایا کہ وہ سورہ تبارک الذی بیدہ الملک ہے (ایضًا)

حضرت خالد بن معدان (تابعیؒ) سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک اور سورۃ الٓمٓ سجدہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کے لیئے قبر میں اللہ سے جھگڑیں گی اور دونوں میں سے ہر ایک کہے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ یہ پرندوں کی طرح اپنے پڑھنے والے پر پر پھیلا دیں گی اور اسے عذاب قبر سے بچالیں گی (مشکوٰۃ شریف)

ان دونوں سورتوں کو عذاب قبر سے بچانے میں بڑا دخل ہے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہ سوتے تھے۔ (ایضًا)

فائدہ جس طرح سورہ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ ملک قبر کے عذاب سے بہت زیادہ بچانے والی ہیں۔ اسی طرح چغل خوری کرنا اور پیشاب سے نہ بچنا دونوں فعل عذاب قبر میں بہت زیادہ مبتلا کرنے والے ہیں

پیٹ کے مرض میں مرنے والا

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اس کے پیٹ (کے مرض) نے قتل کیا اس کو قبر میں

عذاب نہ دیا جائے گا (احمد وترمذی) پیٹ کے کئی مرض ہیں۔ ان میں سے جو بھی موت کا سبب بن جائے اس کو قبر میں عذاب نہ ہوگا۔ ہر ایک کو حدیث شریف کا مضمون شامل ہے مثلاً استسقاء، ہیضہ، پیٹ کا درد وغیرہ۔

جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنے والا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرتا ہے اس کو خدا قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے (احمد وترمذی)

رمضان میں مرنے والا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ بلاشبہ رمضان[1] کے مہینہ میں مردوں سے قبر کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔ (بیہقی بسند ضعیف)

جو مریض ہو کر مرے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرض کی حالت میں مرا وہ شہید مرا یا (فرمایا) وہ قبر کے فتنہ سے بچا دیا جائے گا اور صبح شام اسے جنت کا رزق ملتا رہے گا (مشکوٰۃ)

مجاہد اور مرابط اور شہید حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ

---

[1] لفظ الحدیث ان عذاب القبر یرفع عن الموتی فی شہر رمضان وترجمتہ سے ان اللہ فی شہر رمضان، متعلق بیرفع وفیہ احتمال اخران یکون متعلقاً بالموت فیکون المعنی ان الذین یموتون فی شہر رمضان لا یعذبون ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے پاس شہید کے لئے چھ انعام ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی بخش دیا جاتا ہے اور جنت میں جو اس کا ٹھکانا ہے وہ اسے دکھایا جاتا ہے (۲) اور وہ قبر کے عذاب سے محفوظ کر دیا جاتا ہے (۳) اور وہ بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا (جو صور پھونکے جانے کے وقت لوگوں کو ہوگی) اور اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا (ایک ایک) یاقوت دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سب سے بہتر ہوگا اور بہتر حورعین[عہ] اس کے جوڑے کے لئے دی جائیں گی (۶) اور ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی (ترمذی وابن ماجہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی کے راستہ میں اسلامی ملک کی سرحد کی حفاظت[عہ] ایک رات و دن کرنا ایک مہینہ کے (نفلی) روزے رکھنے اور راتوں رات نماز میں ایک ماہ تک کھڑے رہنے سے بہتر ہے اور یہ حفاظت کرنے والا اگر (اسی حالت میں) مر گیا تو جو عمل وہ کرتا تھا اس کا ثواب اس کے لئے برابر (قیامت تک) جاری رکھا جائے گا اور اس کا رزق جاری رہے گا (جو شہیدوں کے لئے جاری رہتا ہے) اور قبر میں فتنہ ڈالنے والوں سے امن میں رہے گا (مشکوٰۃ شریف عن المسلم)

حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

عہ حورعین۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ۱۲ عہ اسلامی ملک کی سرحد کی محافظت کو مرابط کہتے ہیں ۱۲

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دشمن سے مقابل ہوا اور پھر ثابت قدم رہا یہاں تک کہ مقتول یا غالب ہوگیا تو قبر کے اندر فتنہ میں نہ ڈالا جائے گا (نسائی و طبرانی)

ایک شخص کو زمین نے قبول نہ کیا

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ کا کاتب تھا، وہ اسلام سے پھر کر مشرکین سے جا ملا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں بد دعا فرمائی کہ اس کو زمین قبول نہ کرے گی۔ اس کے بعد جب وہ مرگیا تو حضرت ابو طلحہ رضؓ اس قبر کی طرف تشریف لے گئے تو اسے قبر سے باہر پڑا ہوا پایا۔ یہ۔۔۔۔ دیکھکر انہوں نے وہاں کے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ ماجرا کیا ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس کو ہم نے کئی بار دفن کیا مگر ہر بار اس کو زمین نے باہر پھینک دیا۔ لہٰذا ہم نے باہر ہی چھوڑ دیا (بخاری و مسلم) بعض اساتذہ سے احقر راقم الحروف نے یہ واقعہ سُنا ہے کہ ایک عالم کی قبر کسی ضرورت سے کھودی گئی جو مدینہ منورہ میں تھی تو اس میں ایک لڑکی کی نعش نکلی۔ دیکھنے والوں میں سے بعض لوگ اس لڑکی کو پہچانتے تھے اور ان کو معلوم تھا کہ یہ فلاں شہر کے فلاں عیسائی کی لڑکی ہے چنانچہ انہوں نے وہاں پہونچ کر اس کے ماں باپ سے اس کا حال پوچھا اور نیز دریافت کی تو انہوں نے قبر بھی بتائی اور یہ بھی فرمایا کہ دل سے مسلمان تھی اور مدینہ منورہ میں مرنے کی خواہش رکھتی تھی۔ پھر اس کی قبر کھدواکر دیکھی گئی تو اس میں اس عالم کی نعش نکلی جس کی قبر میں وہ لڑکی مدینہ منورہ میں دیکھی

تھی۔ پھر اس عالم کی بیوی سے ان کا عمل دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ وہ بڑے نیک آدمی تھے۔ یہ بات ضرور۔ تھی کہ وہ یوں کہا کرتے تھے کہ عیسائی مذہب میں یہ بات بڑی آسانی کی ہے کہ ان کے یہاں جنابت کا غسل ضروری نہیں ہے اسی وجہ سے وہ اس لڑکی کی قبر میں پہنچائے گئے۔

برزخ میں صبح شام جنت یا دوزخ کا پیش ہونا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح شام اس کا ٹھکانا (جنت یا دوزخ اس کے سامنے) پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو صبح شام اس کے سامنے جنت پیش کی جاتی ہے اور اگر وہ دوزخی ہے تو صبح شام اس کے سامنے دوزخ پیش کی جاتی ہے اور اس کا ٹھکانا دکھا کر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانا ہے (پھر فرمایا کہ) قیامت کے دن تک جب کہ خدا اسے (قبر سے) اُٹھائے گا ہر صبح شام ایسا ہی ہوتا رہے گا (بخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمت کے اعمال پیش ہوتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے۔ ...... اور میری وفات تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوں گے پس جو بھلائی (تمہاری طرف سے پیش کی جائے گی جسے) میں

دیکھوں گا تو اس پر اللہ کی تعریف کروں گا اور جو کوئی بُرائی دیکھوں گا (جو تمہاری طرف سے پیش کی جائے گی) تو تمہارے لئے اللہ تعالےٰ سے مغفرت کی دعا کروں گا۔ (جمع الفوائد)

روضۂ مطہرہ کے پاس درود وسلام پڑھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور جو کوئی دور سے درود وسلام بھیجے اس کو فرشتے پہونچا دیتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر میری قبر کے پاس درود پڑھے میں اس کو سُنوں گا اور جو کوئی مجھ پر دور سے درود بھیجے وہ درود مجھے پہونچا دیا جاتا ہے (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کے بہت سے فرشتے ہیں جو زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں (اور) میری امت کا سلام میرے پاس پہونچاتے ہیں (حاکم نسائی وغیرہ)

دنیا میں قاعدہ ہے کہ حاضرین آپس میں بالمشافہ سلام کرتے ہیں اور جو دور ہوتے ہیں ان کو ڈاک سے یا آدمی کے ذریعہ سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنی رحمت کاملہ سے یہ سلسلہ جاری رکھا ہے کہ جو مسلمان اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دور سے سلام بھیجیں تو اس کو فرشتوں کے ذریعہ پہونچا دیتے ہیں،

ان حدیثوں سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات برزخیہ میں بھی اپنی امت سے تعلق باقی ہے اور یہ کہ اللہ رب العزت نے اس امت کو یہ شرف بخشا ہے کہ فرشتوں کو اس کارعظیم کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ امتیوں کا سلام فخر کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو پہونچادیں وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ گو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام باحیات ہیں لیکن العیاذ باللہ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اور نہ دور کی بات کو سنتے ہیں، جب حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ ثابت ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر آواز سننے والے نہیں ہیں تو ان اولیاء اللہ کے بارے میں ایسا خیال کرنا تو بالکل ہی غلط اور بدعت ہوگا جو اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کے صحابیوں سے بھی کم درجہ کے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات برزخیہ

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی زندہ ہی ہیں گو شہداء کے بارے میں قرآن شریف میں وارد ہوا ہے کہ ان کو مُردہ مت کہو لیکن حضرات انبیاء کرام علیہم التحیۃ والسلام کے متعلق بھی متعدد روایات حدیث سے ثابت ہے کہ اس عالم سے منتقل ہوجانے کے بعد زندہ ہی ہیں مشہور محدث علامہ بیہقی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اور مشہور مصنف علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس موضوع پر ایک ایک رسالہ لکھا ہے اور " حیات الانبیاء " کا اثبات کیا ہے علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ " آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام

علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قبور میں باحیات ہونے کا دلائل کے ساتھ ہم کو قطعی علم ہے اور اس بارے میں تواتر کے درجہ کو حدیثیں پہونچ چکی ہیں۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب "تذکرہ" میں فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت کا حاصل اتنا سمجھو کہ وہ ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیئے گئے ہیں اور ان کا حال ہماری نسبت ایسا ہے جیسے فرشتوں کا حال ہے (کہ ہم فرشتوں کو دیکھ نہیں سکتے ہیں) محدث بیہقی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی روحیں قبض کرنے کے بعد پھر واپس کر دی گئیں، اس لئے وہ اپنے رب کے حضور میں زندہ ہیں جیسا کہ شہدا رہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں (ابو یعلی) یہ نماز تکلیف شرعی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ لذت حاصل کرنے کے لئے ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہود ہے، جس کے معنی یہ ہیں کہ) اس میں فرشتوں کی آمد (بکثرت) ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) بیشک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اس میں مشغول ہو سوال کیا گیا کہ یارسول اللہ وفات کے بعد کیا ہوگا؟ ارشاد ہوا کہ (وفات کے بعد بھی مجھ پر درود پیش کیا جاتا رہے گا کیونکہ اس عالم

میں جا کر بھی اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ رہتے ہیں) اور یہ زندگی روحانی نہیں ہوتی بلکہ جسمانی ہوتی ہے کیونکہ) بشیک اللہ نے زمین پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھا جاوے ، لہٰذا اللہ کا نبیؐ زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے (ابن ماجہ)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضرات انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اس عالم سے منتقل ہو کر حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں اور رزق بھی پاتے ہیں۔ یہ رزق اسی عالم کے مناسب ہے، شہدار کے متعلق بھی رزق ملنا وارد ہوا ہے لیکن حضرات انبیار کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیوٰۃ اور مرزوقیت شہدار سے اکمل ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے

حیات انبیار متفق علیہ است ہیچ کس را در وا اختلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی، نہ حیات معنوی روحانی۔

حضرات انبیا رکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں، اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی اُن کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر کر رہے تھے، آپ نے ایک وادی کے متعلق دریافت کیا کہ کونسی وادی

ہے ؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ " وادیٔ ازرق " ہے ، آپ نے ارشاد فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ علیہ السلام کی طرف ، یہ فرما کر اُن کا رنگ اور بالوں کی کیفیت کچھ بیان فرمائی (اور فرمایا کہ وہ) اس حال میں (نظر آرہے) ہیں کہ اپنی دونوں انگلیاں دونوں کانوں میں دیئے ہوئے ہیں (اور) اپنے رب کے نام کا تلبیہ زور زور سے پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم اور آگے چلے حتیٰ کہ ایک وادی آئی ، اس کے متعلق فخر دوعالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے سوال فرمایا کہ یہ کون سی وادی ہے ؟ حاضرین نے جواب دیا کہ یہ وادی ،، ہرشٰی " (نامی) ہے یا بجائے ہرشٰی کے لفت کہا ، آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گویا میں یونس (علیہ السلام) کو دیکھ رہا ہوں کہ سرخ اونٹنی پر سوار ہیں ان کے جسم پر اون کا جبہ ہے اور ان کی اونٹنی کی لگام درخت کی چھال کی ہے تلبیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں (مسلم شریف)

اس مبارک حدیث سے ثابت ہوا کہ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو بحالت بیداری تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا ، معلوم ہوا کہ حضرات انبیاء کرام (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی حیات برزخیہ اس قدر اکمل اور اس قدر رفیع ہے کہ اس دنیا میں تشریف لاسکتے ہیں اور مناسک حج ادا کرسکتے ہیں اور اُن کا دیکھنا

جانا بھی ممکن ہے بعض بزرگوں سے جو منقول ہے کہ انہوں نے آں حضرت فخر دو عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھا تو یہ قابل تکذیب نہیں ہے اگر کوئی تصدیق نہ کرے تو جھٹلانا بھی بیجا ہے، معراج شریف کا واقعہ جو کتب احادیث میں آیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا، اتنے میں نماز کا وقت آ گیا تو میں ان کا امام بنا (مسلم شریف)

اس وقت آنحضرت صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم اپنی حیات دنیاوی ہی میں تھے اور جن نبیوں کو آپ نے نماز پڑھائی وہ حیات برزخی میں تھے۔ حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام گو اس دنیا میں نہیں ہیں مگر حیات برزخیہ میں بھی نہیں ہیں بلکہ اُن کی یہی حیات دنیاوی جاری ہے تاآنکہ دوبارہ تشریف لاکر وفات پائیں۔

بعض شہداء احد کے جسم برسہا برس کے بعد صحیح سالم پائے گئے

موطا امام مالکؒ میں ہے کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کی قبر کو پانی کے بہاؤ نے کھود دیا تھا یہ دونوں انصاری تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے اور ایک ہی قبر میں دونوں کو دفن کر دیا گیا تھا جب پانی نے قبریں کھود ڈالیں تو دوسری جگہ دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کھودی گئی تو اس حالت میں پائے گئے کہ ان کے جسموں میں ذرا بھی فرق نہ آیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کل ہی وفات پائی ہے۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب کہ غزوۂ احد کو ۴۶ سال گذر چکے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ امارت میں مدینہ طیبہ میں نہر نکلنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی گذرگاہ میں احد کا قبرستان پڑ گیا، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرما دیا کہ اپنے اپنے عزیزوں کی نعشیں یہاں سے اُٹھا کر منتقل کر لیں جب اس غرض سے نعشیں نکالی گئیں تو بالکل اپنی اصلی حالت پر تر و تازہ معلوم ہوتی تھیں اسی وقت یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ کُھدوائی کرتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدم میں کدال لگ گیا تو اسی وقت خون جاری ہو گیا۔ یہ واقعہ غزوۂ احد سے پچاس سال بعد کا ہے (مختصر تذکرۃ القرطبی)

شہدائے احد کے علاوہ اور بھی بعض اکابر امت کے متعلق سیر و تاریخ کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ دفن کرنے کے بعد جب برسہا برس کے بعد دیکھے گئے تو ان کے جسموں میں تغیر و تبدل نہ ہوا تھا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تو حدیث شریف میں قطعی فیصلہ ہے کہ ان کے جسموں کو زمین گلا نہیں سکتی ہے لیکن کسی غیر نبی کو بھی اللہ رب العزت یہ شرف بخشیں تو ان کی رحمت اور قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ اللھم انی اسئلک خیر الحیات وخیر الممات وان تغفر لی وترحمنی وان تتوب علی انک انت ربی۔ انت مولای وانت لی نعم الوکیل وصلے اللہ تعالیٰ علے خیر خلقہ سیدنا وسندنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین ۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا

مرنے کے بعد کیا ہوگا حصہ اول

احوالِ جہنّم

دوزخ اور اہلِ دوزخ کے مفصّل حالات

از

مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ

ادارہ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین اولیاءؒ
نئی دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دوزخ کے حالات

دوزخ کی گہرائی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے (دوزخ کی گہرائی بیان کرتے ہوئے) فرمایا اگر ایک پتھر جہنم میں ڈال جائے تو دوزخ کی تہ میں پہنچنے سے پہلے ستر سال تک گرتا چلا جائے گا (ترغیب عن ابن حبان وغیرہ) اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ کا بیان ہے کہ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے کسی چیز کے گرنے کی آواز سنی۔ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو، یہ (آواز) کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو خدا تعالےٰ نے جہنم کے منہ پر (اس کی تہ میں گرنے کے لئے) چھوڑا تھا اور وہ ستر سال تک گرتے گرتے اب دوزخ کی تہ میں پہنچا ہے (سو یہ اس کے گرنے کی آواز ہے) (مسلم شریف)

دوزخ کی دیواریں

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے (ترمذی) یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کے لئے چالیس سال

خرچ ہوں۔

دوزخ کے دروازے قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا ہے۔

وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ	اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات
لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ۚ لِكُلِّ بَابٍ	دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے ان
مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُومٌ (حجر پ)	لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔

حدیث شریف میں بھی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس کے لئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے (مشکوٰۃ)

دوزخ کی آگ اور اندھیری حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک جلایا اور دہکایا گیا ہے یہاں تک کہ اس کی آگ سرخ ہو گئی، پھر ایک ہزار برس تک جلایا اور دہکایا یہاں تک کہ اس کی آگ سفید ہو گئی پھر ایک ہزار برس تک جلایا اور دہکایا یہاں تک کہ اس کی آگ سیاہ ہو گئی چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیری والی ہے (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے! صحابہؓ نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے، آپ نے فرمایا (ہاں) اسکے باوجود

دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجہ بڑھی ہوئی ہے (مشکوٰۃ)
اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجائیں تو ان کو نیند آجائے (ترغیب)
کیونکہ بہ نسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے لہٰذا
اس میں ان کو دوزخ کے مقابلہ میں آرام ہوگا۔ (ترغیب)

عذابِ دوزخ کا اندازہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا جس
کی دونوں جوتیاں اور دونوں تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح
اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھ ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے حالانکہ اس کو
سب سے کم عذاب ہوگا (بخاری و مسلم) اور حضور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ
لذت اور عیش میں رہا تھا پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے
پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم کیا تو نے کبھی نعمت دیکھی ہے کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا ہے؟
اس پر وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب نہیں! میں نے کبھی آرام نہیں پایا پھر فرمایا کہ
قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا
تھا پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا کہ اے ابن آدم کیا کبھی
تو نے مصیبت دیکھی ہے کیا کبھی تجھ پر سختی گذری ہے؟ وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب مجھ پر کبھی
سختی نہیں گذری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی۔ (مسلم شریف)

دوزخ کا سانس حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی

سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (پھر فرمایا کہ) دوزخ نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ (میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ) اس کے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں (لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں) چنانچہ رب العالمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک (گرمی) کے موسم میں' لہٰذا سخت گرمی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کی لُو کا اثر ہے (جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے) اور سخت سردی جو تم محسوس کرتے ہو' دوزخ کے سرد حصہ کے سانس کا اثر ہے (بخاری شریف) مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ دھکایا جاتا ہے کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا میں گرمی بڑھ جاتی ہے اور سردی میں سانس اندر کھینچتی ہے اور اس طرح دنیا کی گرمی کھینچ لیتی ہے اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔ مشہور اہل کشف بزرگ حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ جنات کو آگ کا عذاب نہیں دیا جائے گا کیونکہ آگ ان کی طبیعت ہے بلکہ ان کو زمہریر یعنی انتہا درجہ کی ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا جنات دنیا میں بھی سردی سے بے حد ڈرتے ہیں اور سرد ہوا سے جنگلی گدھوں کی طرح بدحواس ہو کر بھاگتے ہیں موصوف فرماتے تھے کہ پانی میں نہ شیطان داخل ہو سکتا ہے نہ کوئی جن جا سکتا ہے اگر کوئی ان کو پانی میں ڈال دے تو جھلکر فنا ہو جائیں یہ بھی فرماتے ہیں کہ قاتلوں کو شیطانوں کے ساتھ ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔

یہاں پہنچ کر ذرا چشم عبرت کھولئے کہ اس دنیا کی معمولی سردی اور گرمی کو انسان برداشت نہیں کر سکتا جو دوزخ کے سانس سے پیدا ہوتی ہے پھر بھلا دوزخ کی اصلی گرمی اور سردی کو برداشت کرنے اور وہاں کا عذاب بھگتنے کے دعوے کس بل بوتے پر ہیں! کس قدر افسوس کا مقام

ہے کہ کروڑوں انسان ایسے ہیں جو اس دنیا کی معمولی سردی و گرمی سے بچنے کا بڑا اہتمام کرتے ہیں مگر دوزخ سے بچنے کا ان کو کچھ بھی دھیان نہیں حالانکہ دوزخ میں لے جانے والے کاموں میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔

دوزخ کا ایندھن قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ	اے ایمان والو اپنے نفسوں کو اور اپنے گھر
اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ	والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ
نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (تحریم)	جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

پتھروں سے کیا مراد ہے؟ اس کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو پتھر دوزخ کا ایندھن ہیں وہ کبریت (یعنی گندھک) کے پتھر ہیں جو خدا تعالیٰ نے قریب والے آسمان میں اس دن پیدا کئے تھے جس دن آسمان و زمین پیدا فرمائے تھے (پھر فرمایا کہ یہ پتھر کفار کے عذاب) کے لئے تیار فرمائے ہیں (ترغیب)

ان پتھروں کے علاوہ مشرکین کی مورتیاں بھی دوزخ میں ہوں گی جن کو وہ پوجا کرتے تھے چنانچہ سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے۔

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ	اے مشرکو! بے شک تم اور تمہارے
اللّٰہِ حَصَبُ جَھَنَّمَ اَنْتُمْ لَھَا	وہ معبود جن کی خدا کے سوا پوجا کرتے ہو
وَارِدُوْنَ (پ ۱۷)	سب دوزخ میں جھونکے جاؤ گے اور تم

سب اس میں داخل ہو گے۔

دوزخ کے طبقے پہلے گذر چکا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے

ہیں۔ چنانچہ فرمایا لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ط لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ط اس آیت کی تفسیر میں مؤلف بیان القرآن قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ سات طبقے مراد ہیں جن میں مختلف قسم کے عذاب ہیں جو جس عذاب کا مستحق ہوگا اسی طبقہ میں داخل ہوگا۔ چونکہ ہر طبقہ کا دروازہ علیحدہ علیحدہ ہے اس لئے سات دروازوں سے تعبیر فرمایا اور بعض نے فرمایا ہے کہ سات دروازے ہی مراد ہیں اور مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کی کثرت کی وجہ سے ایک دروازہ کافی نہ ہوگا اس لئے سات دروازے بنائے گئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر قدس سرہٗ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (سات دروازوں) کے متعلق ہاتھوں سے اشارہ کرکے فرمایا کہ دوزخ کے دروازے اس طرح ہیں یعنی اوپر نیچے ہیں اس ارشاد سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نیچے اوپر جہنم کے سات طبقے ہیں اور ہر طبقہ کا علیحدہ علیحدہ دروازہ ہے اور قرآن حکیم کی آیت

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ط (نساء)	بلاشبہ منافق دوزخ کے سب نیچے کے طبقہ میں جائیں گے۔

سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ جہنم کے متعدد طبقے ہیں بعض اکابر نے ان طبقوں کے نام اور ان طبقوں والوں کی تفصیل اچھی طرح بتائی ہے لیکن یہ تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ سب سے نیچے کے طبقہ میں منافقین ہوں گے۔

دوزخ کی ایک خاص گردن

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے

ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھتی ہو گی اور دو کان ہوں گے جن سے وہ سنتی ہوگی اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی وہ کہے گی کہ میں تین شخصوں پر مسلط کی گئی ہوں۔ (۱) ہر سرکش ضدی پر (۲) ہر اس شخص پر جس نے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ٹھہرایا (۳) تصویر بنانے والوں پر (ترمذی)

دوزخ پر مقررہ فرشتے اور ان کی تعداد

قرآن کریم میں ارشاد ہے،
عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (مدثر)
دوزخ پر انیس (۱۹) فرشتے مقرر ہوں گے۔

ان انیس (۱۹) فرشتوں میں ایک مالک ہے اور باقی خازن ہیں، اور گو دوزخیوں کو سزا دینے کے لئے ان میں کا ایک فرشتہ بھی کافی ہے مگر مختلف قسم کے عذاب دینے اور عذاب کے انتظام کے لئے ۱۹ فرشتے مقرر ہیں) ...... سورہ تحریم میں ہے کہ

عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ	اس پر تند اور مضبوط فرشتے مقرر ہیں
لَّا يَعْصُونَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ	جو اللہ کی ذرا نافرمانی اس کے حکم میں
وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝	نہیں کرتے اور جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں

بیان القرآن میں درمنثور سے نقل کیا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ پر مقرر شدہ فرشتوں میں سے ہر ایک کی تمام جنات و انسانوں کے برابر قوت ہے۔

دوزخ کا غیظ و غضب چیخنا چلاّنا اور دوزخیوں کو آواز دیکر بلانا اور دوزخیوں کا تنگ جگہوں میں ڈالا جانا

سورۂ ملک میں ارشاد ہے۔

وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ۝

اور جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں ان کیلئے دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب یہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتا ہوگا جیسے ابھی غصہ کیوجہ سے پھٹ پڑے گا۔

حضرت حکیم الامت قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ یا تو اللہ تعالےٰ اس میں ادراک (سمجھ) اور غصہ[1] پیدا کردے گا مغضوبین حق پر اس کو بھی غصہ آئیگا اور یا مثال دے کر سمجھانا مقصود ہے کہ ایسا معلوم ہوگا جیسے دوزخ کو غصہ آرہا ہے۔ سورۂ فرقان میں ارشاد ہے۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۝

جب وہ (دوزخ) ان کو دور سے دیکھے گی تو (وہ دیکھتے ہی اس قدر غضبناک ہو کر جوش مارے گی کہ) وہ لوگ (دور ہی سے) اس کا جوش و خروش سنیں گے اور جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں ڈال دئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔

1323

---

[1] بہت سی روایات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوزخ اور جنت کو اللہ پاک سمجھ دیدیں گے۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ

یعنی جیسے دنیا میں کسی مصیبت کے وقت کہتے ہیں ہائے مر گئے ہائے مر گئے اسی طرح دوزخ میں پکاریں گے نگران کی چیخ و پکار بے فائدہ ثابت ہوگی اگرچہ دوزخ بہت بڑی جگہ ہے لیکن عذاب کے لئے دوزخیوں کو تنگ جگہوں میں رکھا جائے گا بعض روایات میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح دیوار میں کیل گاڑی جاتی ہے۔ اس طرح دوزخیوں کو دوزخ میں ٹھونسا جائے گا (ابن کثیر) سورۂ معارج میں فرمایا۔

تَدْعُوا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰی وَجَمَعَ فَاَوْعٰی
دوزخ اس شخص کو (خود) بلائے گی جس نے دنیا میں حق سے پیٹھ پھیری ہوگی اور (طاعت سے) بے رخی کی ہوگی اور (مال) جمع کیا ہوگا پھر اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا۔

اس آیت میں مال جمع کرنے والوں کا ذکر ہے حضرت قتادہ رض اس کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ جو شخص مال جمع کرنے میں حلال و حرام کا خیال نہ رکھتا تھا اور اور فرمانِ خداوندی کے باوجود خرچ نہ کرتا تھا۔ اس آیت میں ایسا شخص مراد ہے حضرت عبداللہ بن حکیم اس آیت کی وجہ سے کبھی تھیلی کا منہ ہی بند نہ کرتے تھے حضرت حسن بصریؒ فرماتے تھے کہ ابن آدم! تو خدا کی وعید سنتا ہے اور پھر بھی مال سمیٹتا ہے

دوزخ کی باگیں اور اس کو کھینچنے والے فرشتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز دوزخ کو لایا جائے گا جس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ میں

ستر ہزار فرشتے مقرر ہوں گے جو اس کو کھینچ رہے ہوں گے (مسلم شریف)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ بالفرض اگر اس وقت فرشتے دوزخ کی باگیں چھوڑ دیں تو ہر نیک و بد کو اپنے نرغہ میں لے لے (ترغیب و ترہیب)

دوزخ کے سانپ بچھو

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کی گردن کے برابر سانپ ہیں (جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ ایک بار جب ان میں سے ایک سانپ ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔ (پھر فرمایا کہ) اور بے شک دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں (جن کے زہریلے مادہ کی حقیقت یہ ہے کہ) ایک بار جب ان میں سے ایک بچھو ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد)

قرآن شریف میں ارشاد ہے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ ۔ الآیۃ (ہم ان کے لئے عذاب پر عذاب بڑھا دیں گے۔ اس شرارت کے بدلے جو وہ کرتے تھے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ آگ کے عام عذاب کے علاوہ ان کے لئے یہ عذاب بڑھا دیا جاوے گا کہ ان پر بچھو مسلط کئے جائیں گے جن کے کیلے (بڑے دانت) لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے۔ (ترغیب و ترہیب)

اعاذنا اللہ منہ

دوزخیوں کے حالات

دوزخیوں کی تعداد

مسلم شریف کی ایک طویل روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بار صور پھونکے جانے کے بعد لوگ اچانک اٹھ کھڑے ہوکر دیکھتے ہوں گے اس کے بعد پکارا جائے گا کہ اے لوگو چلو اپنے رب کی طرف، فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ٹھیراؤ ان سے سوال ہوگا، اس وقت ارشاد (ربانی) ہوگا کہ دوزخ والے علیحدہ کر دو، اللہ جل شانہٗ سے عرض کیا جائے گا کہ کتنے ان میں کتنے دوزخی نکالے جائیں گے؟ ارشاد عالی ہوگا کہ ہر ہزار میں سے ۹۹۹ دوزخی نکال لو، یہ فرماکر آں حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہوگا جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۴۸۱)

دوزخ میں اکثر عورتیں ہونگی

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں نظر ڈالی تو اکثر بے پیسہ والے دیکھے اور میں نے دوزخ میں نظر ڈالی تو اکثر عورتیں دیکھیں (مشکوٰۃ)

دوزخیوں کی بد صورتی

سورۂ یونس میں فرمایا۔

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ اور جن لوگوں نے برے کام کئے ان کی

سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَا اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ؕ

کی سزا اس برائی کے برابر ملے گی اور ان پر ذلت چھا جائے گی ان کو اللہ (کے عذاب) سے کوئی نہ بچا سکے گا (ان کی بدصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ) گویا ان کے چہروں پر اندھیری رات کے پرت کے پرت لپیٹ دیئے گئے ہیں۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کے چہرے انتہائی سیاہ ہونگے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا اگر دوزخیوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اس کی وحشی صورت کے منظر اور بدبو کی وجہ سے دنیا والے ضرور مر جائیں اس کے بعد حضرت عبداللہ بہت روئے (ترغیب و ترہیب)

سورۂ مومنون میں ہے

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۞

آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے ہونگے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے "کالحون" کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دوزخی کو آگ جلا دے گی جس کی وجہ سے اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر بیچ سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا (ترمذی)

دوزخیوں کے آنسو حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ سے فرمایا اے لوگو! روؤ اور رونہ سکو تو رونے کی صورت بناؤ کیونکہ دوزخی دوزخ

علم چھپانے والے کی سزا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی اور اس نے جانتے ہوئے (نہ بتائی بلکہ) اس کو چھپا لیا تو اس کے منہ میں قیامت کے روز آگ کی لگام دی جائے گی (مشکوٰۃ شریف)

شراب یا اور کچھ نشہ پینے والے کی سزا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب عزّوجل نے قسم کھائی ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم ہے میرے بندوں میں سے جو بھی شراب کا کوئی گھونٹ پئے گا تو اس کو اتنی ہی پیپ پلاؤں گا۔ اور جو بندہ میرے ڈر سے شراب چھوڑے گا اس کو مقدس حوضوں سے پلاؤں گا (احمد)

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے اپنے ذمہ یہ عہد کر لیا ہے کہ جو کوئی نشہ دار چیز پئے گا قیامت کے دن ضرور اس کو "طینۃ الخبال" میں سے پلائے گا۔ صحابہؓ نے عرض کیا طینۃ الخبال کیا ہے! ارشاد فرمایا دوزخیوں کا پسینہ یا فرمایا دوزخیوں کا نچوڑ (مشکوٰۃ)

حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی عادت شراب پینے کی تھی اور وہ اسی حال میں مر گیا تو اللہ جل وعلا اس کو "نہر الغوطہ" سے پلائیں گے عرض کیا گیا نہر الغوطہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ایک نہر ہے جو زنا کار عورتوں کی شرمگاہوں سے جاری ہوگی۔ (رواہ احمد وابن حبان)

بے عمل واعظوں کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس رات مجھکو معراج کرائی گئی میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے دریافت کیا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اور اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے (مشکوٰۃ)

صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اس کی انتڑیاں آگ میں جلدی سے نکل پڑیں گی۔ پھر وہ اس میں اس طرح گھومے گا جس طرح گدھا چکی کو لے کر گھومتا ہے۔ اس کا حال دیکھ کر دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ اے فلاں! تجھے کیا ہوا! کیا تو ہم کو بھلائی کا حکم نہ کرتا تھا اور برائی سے نہ روکتا تھا؟ وہ کہیگا ہاں میں تم کو بھلائی کا حکم کرتا تھا مگر خود بھلائی نہ کرتا تھا اور تم کو برائی سے روکتا تھا مگر اس کو خود کرتا تھا۔

فوٹوگرافر کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا (بخاری ومسلم)

اور ارشاد فرمایا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا دوزخ میں ہوگا اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے میں ایک جان بنا دی جائے گی جو اس کو دوزخ میں

عذاب دے گی۔ اس روایت کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ اگر تجھے بنانی ہو تو درخت اور بے روح چیز کی تصویر بنالے (مشکوٰۃ)

خودکشی کرنیوالے کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پہاڑ سے گر کر خودکشی کر لی تو وہ دوزخ کی آگ میں ہوگا، اس میں ہمیشہ ہمیشہ (نیچے اور) گرتا رہے گا۔ اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا جس کو دوزخ کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے کسی لوہے کی چیز سے خودکشی کر لی تو اس کی وہ لوہے کی چیز اس کے ہاتھ میں ہوگی جس کو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا (بخاری)

مغرور کی سزا

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تکبر کرنے والے چیونٹیوں کے برابر جسموں میں اٹھائے جائیں گے جن کی صورتیں انسانوں کی ہوں گی (پھر فرمایا) ہر طرف سے ان کو ذلت گھیرے گی اور وہ دوزخ کے جیل خانہ کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی اور ان کو طینۃ الخبال یعنی دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ پلایا جائے گا (مشکوٰۃ)

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ بیشک جہنم میں ایک وادی ہے جس کو ہبہب کہا جاتا ہے اس میں ہر جبار (سرکش) رہے گا۔

دوزخیوں کا کھانا پینا

دوزخ میں بس عذاب، درد، تکلیف ہی ہے وہاں کا کھانا پینا بھی مصیبت عظیم ہو گا ذیل میں اس کی کچھ تفصیل اور وہاں کی کھانے پینے کی چیزیں قرآن و حدیث سے اخذ کر کے لکھی جاتی ہیں۔

ضریع یعنی آگ کے کانٹے

سورۂ غاشیہ میں ارشاد فرمایا

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۔ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۔ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ۔

دوزخیوں کو کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی پلایا جائے گا، اور سوائے جھاڑ کانٹوں والے کھانے کے ان کے لئے کچھ کھانا نہ ہوگا۔ اور یہ جھاڑ کانٹوں والا کھانا نہ طاقت دیگا نہ بھوک دور کرے گا۔

صاحب مرقات لکھتے ہیں کہ ضریع حجاز میں ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جس کی خباثت کی وجہ سے جانور بھی اس کے پاس نہیں پھٹکتے، اگر اس کو جانور کھائے تو مر جائے (پھر لکھتے ہیں کہ) یہاں ضریع سے آگ کے کانٹے مراد ہیں جو ایلوے سے زیادہ کڑوے اور مُردہ سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوں گے اور جن کو بہت زیادہ کھانے پر بھی نہ بھوک دور ہوگی نہ طاقت آئیگی

غسلین زخموں کا دھوون

سورۂ حاقہ میں ارشاد ہے۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۔ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۔ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۔

سو آج اس کا کوئی دوست نہیں اور نہ اس کے لئے سوائے زخموں کے دھوون کے کچھ کھانے کو ہے جس کو بجز بڑے گنہگاروں کے کوئی نہ کھائے گا۔

زقوم (سینہڈ) سورۂ دخان میں فرمایا۔

إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ۝

بےشک گنہگار کی غذا پگھلے ہوئے تانبے جیسا زقوم کا درخت ہے جو پیٹوں میں گرم پانی کی طرح کھولے گا۔

سورۂ واقعہ میں فرمایا:۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ لَآكِلُونَ مِنْ شَجَرٍ مِنْ زَقُّومٍ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ فَشَارِبُونَ شُرْبَ الْهِيمِ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝

پھر اے جھٹلانے والے گمراہو! تم زقوم کے درخت سے کھاؤ گے اور اس سے اپنے پیٹ بھر لوگے پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پیو گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں قیامت کے روز اس طرح ان کی مہمانی ہوگی۔

سورۂ صافات میں فرمایا:۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝

بلاشبہ وہ (زقوم) ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

زقوم کا ترجمہ سینہڈ کیا جاتا ہے جو مشہور کڑوا درخت ہے لیکن یہ صرف سمجھانے کے لئے ہے کیونکہ وہاں کی ہر چیز کڑواہٹ اور بدبو وغیرہ میں یہاں کی چیزوں سے کہیں زیادہ بدتر ہے وہ کیا ہی بُرا منظر ہوگا جب کہ دوزخی اس درخت سے کھائیں گے اور پھر اوپر سے کھولتا ہوا پانی پئیں گے اور وہ بھی تھوڑا

بہت نہیں بلکہ پیاسے اونٹوں کی طرح خوب ہی پئیں گے آعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنَ الزَّقُّوْمِ وَالْحَمِیْمِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ عَذَابِ الْجَحِیْمِ۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں بگاڑ ڈالے (یعنی سب کڑوی ہو جائیں) اب بتاؤ کہ اس کا کیا حال ہوگا جس کی خوراک ہی زقوم ہوگی (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے دریاؤں میں ڈال دیا جائے تو وہ یقیناً تمام دنیا والوں کی غذائیں کڑوی کر دے تو بتاؤ اس کا کیا حال ہوگا جس کا کھانا ہی زقوم ہوگا (ترغیب)

غساق سورہ نبا میں فرمایا۔

لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِیْمًا وَّغَسَّاقًا۔

وہ اس دوزخ میں کھولتے ہوئے پانی اور غساق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کی چیز نہ چکھ سکیں گے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غساق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں (ترمذی حاکم)

غساق کیا چیز ہے؟ اس کے متعلق اکابر امت کے مختلف اقوال ہیں صاحب مرقاۃ نے چار قول نقل کئے ہیں (۱) دوزخیوں کے پیپ اور ان کا دھوون ہے۔ (۲) دوزخیوں کے آنسو مراد ہیں (۳) زمہریر یعنی دوزخ کا ٹھنڈک والا عذاب مراد ہے (۴) سڑی ہوئی اور بہت ہی ٹھنڈی پیپ ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے پی نہ جا سکے گی مگر بھوک کی وجہ سے مجبوراً پینی پڑیگی۔ اللھم اعذنا منہ ۱۲

طَعَامٍ ذِی غُصَّةٍ گلے میں اٹکنے والا کھانا | سورۂ مزمل میں فرمایا

اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ه

بیشک ان کافروں کے لئے ہمارے پاس بیڑیاں، آگ کا ڈھیر، گلے میں اٹک جانے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے تھے کہ "طَعَامٌ ذِی غُصَّةٍ" ایک کانٹا ہوگا جو گلے میں اٹک جائے گا نہ باہر نکلے گا نہ نیچے اترے گا (ترغیب)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں کو اتنی زبردست بھوک لگا دی جائے گی جو تنہا اس عذاب کے برابر ہوگی جو ان کو بھوک کے علاوہ ہو رہا ہوگا لہٰذا وہ کھانے کے لئے فریاد کریں گے اس پر ان کو آگ کے کانٹے کھانے کو دیئے جائیں گے جو نہ موٹا کریں گے نہ بھوک دفع کریں گے۔ پھر (دوبارہ) کھانا طلب کریں گے۔ تو ان کو "طَعَامٌ ذِی غُصَّةٍ" یعنی گلے میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا جو گلے میں اٹک جائے گا۔ اس کے اتارنے کے لئے تدبیر سوچیں گے تو یاد کریں گے کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے گلے کی اٹکی ہوئی چیزیں اتارا کرتے تھے۔ لہٰذا پینے کی چیز طلب کریں گے چنانچہ کھولتا ہوا پانی لوہے کی سنڈاسیوں کے ذریعہ ان کے سامنے کر دیا جائے گا۔ وہ سنڈاسیاں جب ان کے چہرے کے قریب ہوں گی تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گی پھر جب پانی پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں (یعنی آنتوں وغیرہ) کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا (مشکوٰۃ)

مَاءٍ صَدِيدٍ پیپ کا پانی

سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے۔

يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ط

اس (دوزخی) کو پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جس کو وہ گھونٹ گھونٹ کرکے پیئے گا اور اس کو گلے سے مشکل سے اتار سکے گا اور اس کو ہر طرف سے موت آئے گی مگر وہ مرے گا نہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ پیپ کا پانی دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو وہ اس سے نفرت کرے گا پھر اور قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کو بھون ڈالے گا اور اس کے سر کی کھال گر پڑے گی پھر جب اسے پیئے گا تو وہ انتڑیاں کاٹ ڈالے گا اور بالآخر اس کے پاخانہ کے مقام سے باہر نکل جائے گا، اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ (سورہ محمد)

اور ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔

اور اللہ تعالے فرماتے ہیں۔

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ ط

اور اگر پیاس سے تڑپ کر فریاد کریں گے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا وہ کیا بُری پینے کی چیز ہو گی۔

(رواہ الترمذی)

عذاب کے مختلف طریقے دوزخ کی آگ اور اس کی سخت گرمی سانپ بچھو کھانے پینے کی چیزیں، اندھیرا یہ سب کچھ عذاب ہی عذاب ہو گا مگر یہ جو کچھ اب تک ذکر کیا گیا دوزخ کے عذاب کا تھوڑا سا حصہ ہے، قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان طریقوں کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقوں سے عذاب دیا جائے گا جن میں سے چند ذیل میں لکھے جاتے ہیں۔

آگ کا پہاڑ قرآن شریف میں ہے۔

سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا (مدثر) عن قریب میں اس کو صعود پر چڑھاؤں گا (جو دوزخ میں آگ کا پہاڑ ہے)

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "صعود" آگ کا ایک پہاڑ ہے جس پر دوزخی کو ستر سال تک چڑھایا جائے گا پھر ستر سال تک اوپر سے گرایا جلئے گا یعنی ستر سال میں تو اوپر چڑھا تھا اب ستر سال تک گرتے گرتے نیچے پہنچے گا، اور ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا (ترمذی)

سلسلہ (بہت لمبی زنجیر) قرآن شریف میں ہے۔

خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ

(فرشتوں کو حکم ہو گا کہ) اس کو پکڑو پھر اس کو طوق پہنا دو پھر دوزخ میں داخل کردو پھر ایک ایسی زنجیر میں جکڑ دو جس کی پیمائش ستر گز ہے۔

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس گز کی مقدار خدا

کو معلوم ہے کیونکہ یہ گرز وہاں کا ہوگا حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر رانگ کا ایک ٹکڑا زمین کی طرف آسمان سے چھوڑ دیا جائے تو رات کے آنے سے پہلے زمین تک پہنچ جائے جو پانچ سو سال کی مسافت ہے اور اگر وہ ٹکڑا دوزخی کی زنجیر کے سرے سے چھوڑا جائے تو دوسرے سرے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک چلتا رہے گا (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ دوزخیوں کے جکڑنے کی زنجیریں آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلہ سے بھی لمبی ہوں گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ زنجیریں اس کے جسم میں پرو دی جائیں گی یا پاخانہ کے راستہ سے ڈالی جائینگی پھر اسے آگ میں اس طرح بھونا جائے گا جیسے سیخ میں کباب اور تیل میں ٹڈی بھونی جاتی ہے (ابن کثیر)

طوق

اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝ (دہر)

ہم نے کافروں کے لئے زنجیریں طوق اور دہکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

سورۂ مومن میں ہے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ يُسْحَبُوْنَ فِي الْحَمِيْمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝

ان کو ابھی معلوم ہو جائے گا جب کہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور (ان طوقوں میں) زنجیریں (پروئی ہوئی ہونگی) اور اسی طرح وہ گھسیٹتے ہوئے گرم پانی میں لے جائے جائیں گے پھر آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک جانب سے سیاہ ابر اٹھے گا جسے دوزخی دیکھیں گے، ان سے پوچھا جائے گا تم کیا چاہتے ہو! وہ دنیا پر قیاس کر کے کہیں گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ ابر برسے! چنانچہ اس میں سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے برسنے لگیں گے جس کے شعلے انہیں جلائیں گے اور ان کے طوقوں و زنجیروں میں اور اضافہ ہو جائے گا (ترغیب) جس کھولتے پانی میں دوزخی ڈالے جائیں گے اس کے متعلق حضرت قتادہؓ فرماتے تھے۔ کہ لمنہ گار گلے پکڑ کر اس پانی میں غوطہ دیا جائے گا تو اس کا تمام گوشت گل کر گر جائے گا اور ہڈیوں کے ڈھانچے اور دو آنکھوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔

صھر (گرم پانی سر پر ڈالا جائیگا)

سورۂ حج میں ارشاد ہے۔

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ — ان کے سروں پر جلتا جلتا پانی ڈالا جائے گا

يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ — جس کی تیزی سے ان کے پیٹ کی چیزیں اور ان کی کھالیں سب گل جاویں گی۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک کھولتا ہوا پانی ضرور دوزخیوں کے سروں پر ڈالا جائے گا جو ان کے پیٹوں میں پہنچ کر ان تمام چیزوں کو کاٹ دیگا۔ جو ان کے پیٹوں کے اندر ہیں اور آخر میں قدموں میں نکل جائے گا، اس کے بعد پھر دوزخی کو ایسا ہی کر دیا جائے گا جیسا تھا پھر ارشاد فرمایا کہ آیت میں جو لفظ یُصْهَرُ ہے اس کا یہی مطلب ہے (ترمذی بیہقی)

مَقَامِعُ (گُرز)

سورۂ حج میں یہ بھی ارشاد ہے۔

وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

اور دوزخیوں کے مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہیں وہ لوگ جب بھی دوزخ کی گھٹن سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں دھکیل دیے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ جلنے کا عذاب چکھتے رہو۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دوزخ کے لوہے کا ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے تو اگر اس کو تمام جنات وانسان مل کر اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے (رواہ احمد وابویعلی) اور ایک روایت میں ہے کہ جہنم کا لوہے کا گرز اگر پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ یقیناً ریزہ ریزہ ہو کر راکھ ہو جائے (ترغیب)

آیۃ شریف کے سیاق سے معلوم ہوا کہ جب دوزخی نکلنے کا ارادہ کریں گے تو گرزوں سے واپس کئے جائیں گے۔

کھال پلٹ دی جائیگی

سورہ نساء میں ارشاد ہے۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۝

جب ایک دفعہ ان کی کھال جل چکے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری نئی کھال پیدا کردیں گے تاکہ عذاب چکھتے ہی رہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے کہ دوزخیوں کو روزانہ ستر ہزار مرتبہ آگ جلائے گی ہر مرتبہ جب آگ جلائے گی تو کہا جائے گا جیسے تھے ویسے ہو جاؤ چنانچہ وہ ہر بار ویسے ہی ہو جائیں گے (ترغیب وترہیب)

دوزخیوں کی چیخ و پکار | سورۂ ہود میں ارشاد ہے

فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ — جو لوگ شقی ہیں وہ دوزخ میں اس حال میں ہوں گے
فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا — کہ گدھوں کی طرح چلّاتے ہوں گے

قاموس میں ہے کہ زفیر گدھے کی شروع آواز کو کہتے ہیں اور شہیق اس کی آخری آواز کو کہتے ہیں

گندھک کے کپڑے | سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے

سَرَابِیْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ — ان کے کرتے گندھک کے بنے ہوں گے
تَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ — اور ان کے چہروں پر آگ لپٹی ہوئی ہوگی۔

حضرت حکیم الامت لکھتے ہیں کہ چیڑ کے تیل کو قطران کہتے ہیں (جس کا ترجمہ گندھک کیا گیا ہے) اور اس کے کرتوں کا مطلب یہ ہے کہ سارے بدن کو قطران لپٹی ہوگی تاکہ اس میں جلدی اور تیزی کے ساتھ آگ لگ سکے۔ (بیان القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ "قطران" پگھلے ہوئے تانبے کو کہتے ہیں اس تانبے کے دوزخیوں کے لباس ہوں گے جو سخت گرم آگ جیسے ہوں گے (ابن کثیر) مسلم شریف میں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میت پر چیخ و پکار کرکے رونے والی عورت اگر موت سے پہلے توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کا ایک کرتہ "قطران" (گندھک[۱] یا پگھلے ہوئے تانبے)

---

[۱] اگر قطران سے مراد گندھک ہی ہے تو یہ گندھک اس لئے نہ ہوگی کہ اس کی کھجلی کو آرام ہوجائے بلکہ اس لئے کہ جسم پر اور زیادہ جلن ہو کیونکہ کھجلی میں گندھک لگانے سے بہت جلن ہوتی ہے۔ واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲

کا ہوگا اور ایک کھجلی کا ہوگا یعنی اس کے جسم پر خارش پیدا کر دی جائے گی اور اوپر سے قطران لپیٹ دیا جائے گا۔

سورہ حج میں ارشاد ہے۔

فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ

سو جو لوگ کافر تھے ان کے (پہننے کے) لئے آگ میں سے کپڑے تراشے جاویں گے۔

اہل دوزخ سے شیطان کا خطاب

ادھر تو دوزخی اتباع شیطان پر پچھتاتے ہوں گے ادھر شیطان اس تقریر سے ان کو ستائے گا۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (سورۂ ابراہیم)

اور (قیامت کے دن) جب سب مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا (مجھے برا بھلا کہنا ناحق ہے کیونکہ) بلاشبہ اللہ نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے کئے تھے اور تم پر میرا اس سے زیادہ تو کچھ زور چلتا نہ تھا کہ میں نے تم کو گمراہی کی (دعوت دی سو تم نے (خود ہی) میرا کہنا مان لیا تم مجھ پر ملامت نہ کرو اور اپنے آپ کو ملامت کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے (دنیا میں) مجھے

(خدا کا) شریک قرار دیتے تھے، یقیناً ظالموں
کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دوزخیوں کو واقعی بڑی حسرت ہوگی جبکہ شیطان اپنی برأت ظاہر
کرے گا اور ہر قسم کی اعانت و مدد اور تسلی سے دست بردار ہو جائے گا،
اس وقت دوزخیوں کے غیظ و غضب کی جو حالت ہوگی ظاہر ہے۔

گمراہ کرنیوالوں پر دوزخیوں کا غصّہ

جو لوگ گمراہ کرنے والے تھے ان پر
دوزخیوں کو غصہ آئے گا اور ان سے
کہیں گے۔

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ
مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ
مِنْ شَيْءٍ ؕ

ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم کو خدا کے عذاب
کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو۔

وہ جواب دیں گے۔

لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ؕ سَوَآءٌ
عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا
مِنْ مَّحِيْصٍ ؕ (ابراہیم)

(تمہیں کیا بچائیں ہم تو خود ہی نہیں بچ سکتے)
اگر اللہ ہم کو بچنے کی کوئی راہ بتاتا تو ہم تم کو
بھی وہ راہ بتا دیتے، ہم سب کے حق میں دونوں
صورتیں برابر ہیں خواہ ہم پریشان ہوں خواہ ضبط
کریں ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔

وہ فرط بغض اور شدت غیظ کی وجہ سے گمراہ کرنے والوں کے بارے
میں بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے۔

رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِيَكُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِيۡنَ ۝

اے ہمارے رب جنھوں نے ہمکو گمراہ کیا ان کو ہمیں دکھادے تاکہ ہم ان کو پیروں کے نیچے کچل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں

(حم سجدہ ۵)

داروغہائے دوزخ اور مالک سے عرض معروض

دوزخی عذاب سے پریشان ہوکر معروضات اور گذارشات کی سلسلہ جنبانی شروع کریں گے چنانچہ داروغہائے دوزخ سے کہیں گے کہ

اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ يُخَفِّفۡ عَنَّا يَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ ۝

تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی یک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔

وہ جواب دیں گے۔

اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِيۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ

کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے (دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے تھے)

اس پر دوزخی جواب دیں گے کہ بَلٰی یعنی ہاں آتے تو تھے لیکن ہم نے ان کا کہا نہ مانا، فرشتے جواباً کہیں گے کہ

فَادۡعُوۡا وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِيۡنَ اِلَّا فِيۡ ضَلٰلٍ (مومن)

تو پھر (ہم تمہارے لئے دعا نہیں کرسکتے) تم ہی دعا کرلو اور وہ بھی بے نتیجہ ہوگی، کیونکہ کافروں کی دعا آخرت میں بالکل بے اثر ہے۔

اس کے بعد مالک یعنی دوزخ کے افسر کی جناب میں درخواست پیش کر کے کہیں گے۔ یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ اے مالک تم ہی دعا کرو کہ) تمہارا پروردگار (ہم کو موت دے کر) ہمارا کام تمام کر دے۔

وہ جواب دیں گے۔ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ ؕ (سورۂ زخرف)

کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے (نہ نکلو گے نہ مرو گے)

حضرت اعمش رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے تھے کہ مجھے روایت پہنچی ہے کہ مالک علیہ السلام کے جواب اور دوزخیوں کی درخواست میں ہزار برس کی مدت کا فاصلہ ہو گا۔

اس کے بعد کہیں گے کہ آؤ اپنے رب سے براہ راست ہی درخواست کریں اور اس سے دعا کریں کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے چنانچہ عرض کریں گے۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۔ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ؕ

اے ہمارے رب واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا تھا اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہم کو اس سے نکال دیجئے پھر ہم اگر دوبارہ (ایسا) کریں تو ہم بے شک قصوروار ہیں۔

اللہ جل شانہٗ جواباً فرمائیں گے۔

اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ؕ اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔ (مومنون)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ جل شانہٗ کے اس ارشاد پر ہر قسم کی بھلائی سے نا امید ہو جائیں گے اور گدھوں کی طرح بیخنے چلانے اور حسرت واویلا میں لگ جائیں گے (مشکوٰۃ شریف) اعاذنا اللہ من عذابہ وعقابہ

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ

(بسلسلۂ مرنے کے بعد کیا ہوگا حصہ اوّل)

جنّت اور اُسکی نعمتیں

جنّت اور اہلِ جنّت کے حالات اور اسکی بے شمار نعمتوں کے تفصیلی بیانات

از مولانا رحمت اللہ صاحب زید مجدہم میرٹھی

ناشر

ادارۂ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین دہلی

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہٖ الکریم

امابعد۔ انسان اس دُنیا میں رہتا ہے تو اس کی چیزوں سے فائدہ بھی اُٹھاتا ہے، اچھے اچھے کھانے کھاتا ہے۔ بڑھیا کپڑے پہنتا ہے، اونچے اونچے مکانوں میں رہتا ہے۔ خود بھی یہی چاہتا ہے کہ اس دنیا کی زیادہ سے زیادہ نعمتوں سے فائدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی اسی میں گھرا ہوا دیکھتا ہے کہ ہر شخص کی دوڑ دھوپ اس دنیا کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے ہے۔ جب اس کا سارا وقت اسی دنیا کی نعمتوں کے حاصل کرنے میں لگتا ہے تو پھر اچھے بُرے کاموں کی تمیز بھی نہیں رہتی، جن کاموں سے دنیا کی لذتیں ملتی ہیں انھیں کاموں کو کرنے لگتا ہے۔ اگر دنیا کی لذتیں جھوٹ بولنے سے ملتی ہوں تو جھوٹ بولتا ہے۔ دھوکا دیکر ملتی ہوں تو دھوکا دیتا ہے۔ کسی کا ناحق مال دبانے سے دنیا کی نعمتیں ملتی ہوں تو اس سے بھی نہیں چوکتا دنیا کی دلچسپیوں اور لذتوں کے پھیر میں بُرے سے بُرے کام کرنے میں پھر ذرا بھی شرم معلوم نہیں ہوتی۔ جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو ہر شخص ایسے آدمی سے نفرت کرتا ہے اس کی صحبت سے ہر ایک بچنا چاہتا ہے۔ پھر یہ آدمی اس زمین پر بوجھ بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی ناراض، اللہ کے لاڈلے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناراض، سارے فرشتے بھی ناراض اور دنیا کے رہنے والے سبھی ناراض ہو جاتے ہیں۔ غرض اس کو دنیا کی لذتوں کی کچھ ایسی چاٹ لگتی ہے کہ گناہ پر گناہ، جرم پر جرم کرنے لگتا ہے۔

کسیوقت بھی ایسے آدمی کو چین نہیں ملتا۔ اسی موقعہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ حُبُّ الدُّنیا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو دنیا کی محبت سے نکالنے کے لئے۔ اور اچھے کاموں کے کرنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے جنّت تیار فرمائی جو مرنے کے بعد ایمان والوں کو دیدی جائیگی۔ اور اس کا شوق دلایا کہ اس جنت کی تیاری کرو۔ جس میں ہمیشہ رہنا ہے۔ جب انسان کے اندر جنت کی طلب اور جستجو پیدا ہو جاتی ہے تو وہ محنت کے لئے تیار ہو جاتا ہے، بڑی سے بڑی قربانی جنت جیسی اونچی چیز کے کے لئے آسان معلوم ہونے لگتی ہے۔ جنت چونکہ اچھے کام کرنے سے ملیگی اس لئے اچھے کاموں کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جنت کا طالب چاہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے تاکہ جنت کے اونچے درجے حاصل ہوں۔

آج کی دنیا ہزاروں مشکلات میں پھنسی ہوئی ہے۔ غریب اور امیر بادشاہ اور فقیر۔ چپراسی اور وزیر غرض سب کے سب اپنی اپنی من مانی زندگیوں کی وجہ سے امن و چین سے محروم کردئے گئے ہیں اور امن وسکون کا راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے ساری دنیا کے ہر طبقہ کے انسانوں کو دعوت ہے کہ وہ اس دنیا کی لذتوں اور نعمتوں سے اپنی نگاہوں کو ہٹائیں اور مرنے کے بعد جنت کی شکل میں جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں انہیں حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جوں جوں جنت

کا شوق بڑھتا جائیگا دنیا کی فانی چیزوں کی محبت کم ہوتی چلی جائے گی اور جو کچھ اللہ نے دے رکھا ہے اسپر صبر اور قناعت پیدا ہوتی چلی جائیگی۔ اس لئے ضروری ہوا کہ آج کی بے صبر دنیا کو جنت کی سیر کرائی جائے۔ یعنی بتایا جائے کہ جنت کیا ہے؟ اس میں راحت و آرام اور سکون و اطمینان کیونکر حاصل ہوگا۔ کیا کیا چیزیں ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ اگرچہ جنت میں اتنی نعمتیں ہونگی جن کے بیان کے لئے سارے قلم گھس جائیں، روشنائی خشک ہو جائیں اور دفتر کے دفتر بھی لکھ لکھ کر بھر دئے جائیں تب بھی جنت کی ادنیٰ اونیٰ نعمتوں کا بیان مشکل ہے۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ، وہ جنت ایسی ہے کہ جسکو آنکھوں نے نہیں دیکھا اور نہ کانوں نے سُنا اور نہ دل پر کبھی اس کا خیال ہی گذرا۔ تاہم نمونے کے طور پر کچھ قرآن مجید کی آیتیں اور چند احادیث پیش کی جاتی ہیں تاکہ اللہ تعالےٰ اس کی برکت سے مجھے بھی جنت کا شوق عطا فرمائے اور پڑھنے سننے والوں کو بھی۔

جنت قرآن کریم کی روشنی میں:۔

۱۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ط اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ	بیشک خدا سے ڈرنے والے باغوں اور چشموں میں ہونگے، تم انہیں سلامتی اور امن کیساتھ داخل ہو۔ اور اُن کے دلوں میں جو کینہ تھا ہم وہ سب انکو دور کر دینگے کہ

لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِينَ ۝

(سورۂ حجر)

سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے۔ وہاں انکو ذرا بھی تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ (بیان القرآن)

۲۔ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّأَكْوَابٍ ۚ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ۝

(سورہ زخرف)

اے میرے بندو! تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے۔ یعنی وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے تھے اور فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری بیویاں خوش بخوش جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جائیں گے۔ اور وہاں وہ چیزیں ملینگی جن کو جی چاہیگا۔ اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی اور تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنا دئے گئے اپنے اعمال کے عوض میں تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جنمیں سے کھا رہے ہو۔

۳۔ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَّعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ

بیشک، خدا سے ڈرنے والے امن کی جگہ میں ہونگے، یعنی باغوں میں اور

سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقَا
بِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ
فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ
فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ
وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا
مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۝

(پارہ ۲۵ سورہ دخان)

نہروں میں وہ لباس پہنیں گے۔ باریک
اور دبیز ریشم کا۔ آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔
یہ بات اسی طرح ہے۔ اور ہم ان کا گوری
گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ
کر دینگے۔ وہ وہاں اطمینان سے ہر قسم کے
میوے منگاتے ہونگے وہ وہاں بجز اس موت کے
جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ
چکھیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ انکو دوزخ سے
بچا لیگا۔ یہ سب کچھ آپ کے رب کے فضل
سے ہوگا۔ بڑی کامیابی یہی ہے۔

۴ - اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْاَرَآ
ئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ
رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۚ
وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝
وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا
يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

نیک لوگ بڑی آسائش میں ہونگے۔
مسہریوں پر دیکھتے ہونگے۔ اے مخاطب تو
ان کے چہروں میں آسائش کی بشاشت
پہچانیگا۔ انکو پینے کیلئے شراب خالص سربمہر
جسپر مشک کی مہر ہوگی ملیگی اور حرص کرنے
والوں کو ایسی چیز کی حرص کرنا چاہیئے اور
اسکی آمیزش تسنیم سے ہوگی یعنی ایک ایسا
چشمہ جس سے مقرب بندے پئیں گے۔ (التطفیف)

(بیان القرآن)

۵ ـ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُو
لٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ۚ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ
وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۗ عَلٰى
سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ۙ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا
مُتَقٰبِلِيْنَ ۚ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ
وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ بِاَكْوَابٍ
وَّاَبَارِيْقَ ۙ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ
لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ وَلَحْمِ
طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۗ وَحُوْرٌ عِيْنٌ ۙ
كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ جَزَاۤءًۢ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۚ لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ اِلَّا قِيْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا ۚ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ
مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۗ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ
وَّمَاۤءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ
لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۙ وَّ
فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۗ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ

اور جو اعلیٰ درجے کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجے ہی کے ہیں وہ خاص
قرب رکھنے والے ہیں۔ یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے۔
انکا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے
پچھلے لوگوں میں سے ہونگے۔ وہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے
ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ انکے
پاس ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ یہ چیزیں لیکر
آیا جایا کرینگے۔ آبخورے اور آفتابے ایسا جام شراب جو
بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائیگا۔ نہ اس سے انکو درد سر ہوگا
اور نہ اس سے عقل میں فتور آئیگا۔ اور میوے جن کو وہ
پسند کرینگے اور پرندوں کا گوشت جو انکو مرغوب ہو۔
اور ان کیلئے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں
ہونگی جیسے پوشیدہ رکھا ہوا موتی۔ یہ ان کے اعمال کے
صلہ میں ملیگا۔ وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ کوئی اور
بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کی آواز آئیگی اور جو داہنے
والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں۔ وہ ان باغوں میں
ہونگے جہاں بے کانٹے کی بیریاں ہونگی اور تہ بہ تہ کیلے
ہونگے۔ اور لمبا لمبا سایہ ہوگا اور بہتا ہوا پانی ہوگا۔ اور
کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے اور نہ انکی روک
ٹوک ہوگی۔ اور اونچے اونچے فرش ہونگے۔ ہم نے ان عورتوں
کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے انکو ایسا بنایا ہے کہ وہ

إِنْشَاءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ۝ عُرُبًا — کنواریاں ہیں، محبوبہ ہیں، ہم عمر ہیں۔ یہ سب چیزیں
أَتْرَابًا ۝ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ (الواقعہ) — داہنے والوں کے لئے ہیں۔ (بیان القرآن)

۶۔ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَأْسٍ — جو نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے پئیں گے
كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا — جس میں کافور کی آمیزش ہو گی۔ یعنی ایسے چشمے سے
يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا — جس سے خدا کے خاص بندے پئیں گے جسکو
تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ — وہ بہا کر لے جائیں گے۔ وہ لوگ واجبات کو پورا
يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ — کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جسکی سختی
وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ — عام ہو گی اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور
مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا ۝ إِنَّمَا — یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم تم کو محض
نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ — خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں۔ نہ
جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ إِنَّا — ہم تم سے بدلہ چاہیں نہ شکریہ۔ ہم اپنے رب کیطرف
نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا — سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں۔
قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ — سو اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کی سختی سے محفوظ
ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ — رکھے گا۔ اور ان کو تازگی اور خوشی عطا فرمائیگا
سُرُوْرًا ۝ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا — اور انکی پختگی کے بدلہ میں انکو جنت اور ریشمی
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا — لباس دیگا۔ اس حالت میں کہ وہ ہاں مسہریوں پر تکیہ
عَلَى الْأَرَآئِكِ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا — لگائے ہونگے۔ وہاں تپش پاویں گے اور نہ جاڑا۔
شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝ وَدَانِيَةً — اور یہ حالت ہوگی کہ درختوں کے سائے ان پر
عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا — جھکے ہونگے اور انکے میوے انکے اختیار میں ہونگے

تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّىٰ سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ (الدھر)

اور ان کے پاس چاندی کے برتن لائے جاوینگے اور آبخورے جو شیشے کے ہونگے وہ شیشے چاندی کے ہونگے جن کو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا۔ اور وہاں انکو ایسا جام شراب پلایا جائیگا جسمیں سونٹھ کی آمیزش ہوگی یعنی ایسے چشمے سے جو وہاں ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا۔ اور انکے پاس ایسے لڑکے آیا جایا کریں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اے مخاطب اگر تو انکو دیکھے تو یوں سمجھے کہ موتی ہیں۔ جو بکھر گئے ہیں اور اے مخاطب اگر تو اس جگہ کو دیکھے تو تجھ کو بڑی نعمت اور بڑی سلطنت دکھائی دے۔ اُن جنتیوں پر باریک ریشم کے سبز کپڑے ہونگے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی اور انکو چاندی کے کنگن پہنائے جائینگے اور انکا رب انکو پاکیزہ شراب پینے کو دیگا۔ یہ تمہارا صلہ ہے۔ اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ (بیان القرآن)

۷۔ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا

جن لوگوں نے اقرار کرلیا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت پر خوش رہو۔

بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝ (سورۂ حم سجدہ)

جسکا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور تمہارے لئے اسمیں جس چیز کو تمہارا جی چاہیگا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے۔

جنّت احادیث کی روشنی میں!

یہاں تک آپ نے حق تعالیٰ شانہٗ کی بھیجی ہوئی آیات سے معلوم کیا کہ جنت کیا ہے؟ اور اس کی نعمتیں کیسی کیسی ہیں۔ اب آگے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کا بھی مطالعہ فرمائیے کہ یہی وہ باتیں ہیں جنکو حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا جن کی تاثیر سے وہ ایمان واعمال صالحہ، اخلاق واخلاص اور آپس کی الفت وایثار وہمدردی میں اتنے آگے بڑھ گئے تھے کہ جنکے واقعات وحالات سے سیکڑوں کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اور جو اپنی زندگی میں بے مثال تھے۔ دنیا کی کوئی قوم اِنکی اِن خوبیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

جنت کو ناگواریوں سے ڈھانپا گیا ہے

جب حق تعالیٰ شانہٗ نے جنت کو پیدا کر دیا تو حضرت جبریلؑ سے فرمایا جاؤ اور اسکو دیکھو۔ چنانچہ وہ گئے اور اُسے دیکھا تو بولے قسم ہے آپکی عزت کی کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ اس کی لذتوں اور راحتوں کو سُنے اور اسمیں داخل نہ ہو۔ پس حق تعالیٰ شانہٗ نے ناگوار (مصائب ومشقتوں سے) اسکا احاطہ کھینچدیا (کہ پہلے

کوئی انکو برداشت کرے جب داخلہ نصیب ہو) اور پھر فرمایا کہ جاؤ اور اب اسکو دیکھو چنانچہ وہ گئے اور اس کو دیکھا تو کہنے لگے قسم ہے آپکی عزت کی مجھے اندیشہ ہو گیا کہ کوئی بھی اسمیں داخل نہ ہو سکے۔ (جمع الفوائد)

جنت کی تعمیر کس چیز سے ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ مخلوق کس چیز سے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا پانی سے میں نے عرض کیا جنت کی تعمیر کس چیز کی ہے۔ فرمایا ایک اینٹ چاندی کی اور ایک اینٹ سونے کی اور اسکا گارہ مشک خالص کا۔ اور کنکریاں موتی اور یاقوت کی اور مٹی اس کی زعفران (اور یہ بھی ایک تمثیل ہے ورنہ حقیقتِ حال اس سے بھی بہت بالا ہے) جو اس میں داخل ہوگا وہ چین کریگا اور کوئی کلفت نہ اٹھائیگا اور ہمیشہ اسی راحت میں زندہ رہیگا اور موت نہ آئیگی اور نہ انکے کپڑے پرانے ہونگے (کہ میلے ہوں یا پھٹ جائیں اور نہ انکی جوانی ختم ہوگی (کہ بڑھاپا آئے اور ہر چیز کا مزہ ہی جاتا رہے)۔ (جمع الفوائد)

دو جنتیں خالص چاندی کی ہیں کہ انکے برتن اور جو کچھ بھی (تخت، مسہری وغیرہ) اس میں ہوگا (سب نقرئی ہوگا) اور دو جنتیں سونے کی کہ انکے برتن اور سارا سامان طلائی ہوگا۔ اور جنتیوں کے اور اس کے درمیان کہ اپنے رب کو دیکھیں صرف ردائے کبریائی ہوگی۔ ذاتِ حق پر جنتِ عدن میں (کہ اسکو دیکھیں گے مگر عظمت و جلال کی وجہ سے کنہ کا ادراک نہ ہو سکے گا جیسے سورج کے دیکھنے میں یہ وہ حرارت ہے کہ مانع رویت نہیں ہے مگر ادراکِ حقیقت کے لئے آڑ ہے) (جمع الفوائد)

جنت میں مؤمن کیلئے ایک خالی موتی کا خیمہ ہوگا جس کی وسعت ساٹھ کوس

تک ہوگی۔ اُس خیمہ کے ہر گوشہ میں اس کی بیویاں وغیرہ ہونگی اور ایک گوشہ کے آدمی دوسرے گوشہ والوں کو نہ دیکھ سکیں گے۔

جنت کی وسعت جنت میں (اوپر تلے) سَو درجے ہیں کہ ایک درجہ سے دوسرے درجہ کا فصل جیسے آسمان و زمین کا درمیان اور فردوس سب سے اونچا درجہ ہے کہ جنت کی چاروں نہریں اُسی سے نکلتی ہیں اور اس کے اوپر عرش ہے۔ لہذا جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگو۔ (جمع الفوائد)

(حضرت عتبہ ابن عزوانؓ) جنت کے دروازے کے دونوں کواڑوں کے درمیان چالیس برس کی مسافت کا فاصلہ ہے اور ایکدن ایسا ہوگا کہ یہ جنت لوگوں سے بھری ہوگی۔

(حضرت ابو سعید خدریؓ) جنت میں سو درجے ہیں۔ اگر تمام عالم کے لوگ ایک درجے میں جمع ہو جائیں تو وہ انکے لئے کافی ہوگا۔ (ترمذی)

جنّت کے فرش

(حضرت ابو سعید خدریؓ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام اللہ کی آیت "وفرش مرفوعۃ" کے متعلق فرمایا کہ اُن بچھونوں کی بلندی اتنی ہوگی جیسے زمین سے آسمان (یعنی پانچسو سال کی مسافت)

جنتیوں کی قوتِ مردانہ

(حضرت انسؓ) جنت میں مومن کو جماع کی اتنی اتنی قوت عطا کی جاوے گی۔

(یعنی مثلاً دس عورتوں سے جماع کرنے کے برابر) پوچھا گیا یا رسول اللہ کیا مرد کو اتنی عورتوں سے جماع کرنے کی قوت ہوگی؟ فرمایا جب مرد کو سو مردوں کے برابر قوت عطا کی جائے گی تو پھر وہ کیوں اتنی عورتوں سے جماع کی قوت نہ رکھیگا؟ (ترمذی)

جنّت میں جانے والی پہلی جماعت

(حضرت ابوہریرہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی صورت پر ہوگا۔ پھر وہ لوگ کہ اس صورت کے قریب ہونگے بہشت میں جا دینگے اس ستارے کی صورت پر ہونگے جو آسمان میں بہت ہی روشنی سے چمکنے والا ہو۔ وہ لوگ نہ پیشاب کرینگے اور نہ پاخانہ پھریں گے۔ اور نہ تھوکیں گے اور نہ رینٹ سنکیں گے۔ انکی کنگھیاں سونے کی ہونگی۔ اور پسینہ مشک کی مانند خوشبودار ہوگا۔ انکی انگیٹھیاں اگر اور عُود کی خوشبو والی ہونگی۔ انکی بیویاں حور عین ہونگی۔ سب ایک ہی مرد کے اخلاق و عادات پر ہونگے۔ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی شکل پر ساٹھ گز کے قد پر ہونگے۔ (ریاض الصالحین)

جنّت کی زمین کی قیمت

(حضرت ابوہریرہؓ) جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب سے بہتر ہے۔ متفق علیہ (انسؓ) تمہاری کمان کی برابر جگہ اُن تمام چیزوں سے بہتر و برتر ہے جنپر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے (متفق علیہ)

جنّت کی عورتیں

(حضرت انسؓ) اگر جنتیوں میں سے کسی کی عورت دنیا کی طرف جھانک لے تو مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کردے اور ساری فضائے مشرق و مغرب کو خوشبو سے بھردے اور اس کے سر کی

اوڑھنی دنیا اور جو کچھ دنیا کے اندر ہے سب سے بہتر ہے۔

(حضرت ابو سعید خدری رضؓ) ہر جنتی کو دو بیویاں ایسی ملیں گی جن کے بدن پر ستر ستر جوڑے ہونگے پھر بھی پنڈلی کے اندر کا گودا تک نظر آتا ہوگا۔

جنت کے درخت

(حضرت ابو ہریرہ رضؓ) جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی سوار اس کے سایہ میں سو برس تک چلتا رہے تب بھی وہ سایہ ختم نہ کر سکے۔ متفق علیہ۔

(حضرت ابو ہریرہ رضؓ) جنت میں جو درخت بھی ہے اس کا تنہ سونے کا ہے۔ (ترمذی)

(حضرت اسماء بنت ابی بکر رضؓ) سدرۃ المنتہیٰ کی شاخوں کے سائے میں تیز رو سوار سو برس تک چلتا رہیگا۔ یا آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے سایہ میں سو سوار پناہ حاصل کر سکیں گے۔ اس درخت کی ڈنڈیاں سونے کی ہیں اور پھل مٹکوں کے مانند۔ (ترمذی)

جنت کا بازار

(حضرت انس رضؓ) جنت میں ایک بازار ہے جس میں ہر جمعہ کو جنتی جمع ہونگے اور وہاں شمالی ہوا چلے گی جو جنتیوں کے منہ اور کپڑوں پر خوشبو ڈالے گی اور انکے حُسن و جمال میں زیادتی ہو جائیگی پھر جب وہ زیادہ حسین و جمیل بن کر اپنی بیویوں کے پاس جائیںگے تو ان کی بیویاں کہیں گی قسم ہے خدا کی ہم سے جُدا ہو کر تم نے اپنے حُسن و جمال کو بڑھا لیا۔ اس کے جواب میں وہ کہیں گے اور ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی زیادتی ہو گئی۔ (مسلم)

(حضرت علی رضؓ) جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید و فروخت نہیں ہوتی بلکہ مردوں اور عورتوں کی صورت کا بازار ہوگا یعنی جب کوئی شخص کسی کو خوش کرنا چاہے

تو اس کو اس بازار میں لے کر آجائیگا۔ (ترمذی)

اللہ کا دیدار اور جنت کا بازار

(حضرت سعید بن المسیبؒ) کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے جاکر ملا۔ انھوں نے کہا میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اور تم کو جنت کے بازار میں ملائے۔ حضرت سعیدؒ نے کہا کیا جنت میں بازار بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہاں مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہونگے تو اعمال کے مطابق انکو مقامات اور منازل ملیں گے۔ پھر انکو جمعہ کے دن اجازت دی جائیگی اور وہ اپنے پروردگار کی زیارت کریں گے۔ اس روز خداوند تعالیٰ اپنے عرش کو نمایاں کریگا اور جنتیوں کو اپنا دیدار کرانے کے لئے۔ جنت کے ایک بڑے باغ میں ظاہر ہوگا (جہ لوگ دیدار الہٰی کے لئے آئیں گے) اُنکے لئے نور کے ممبر موتیوں کے۔ یاقوت کے۔ زبرجد کے سونے کے اور چاندی کے ممبر بچھائے جائیں گے (اور ان پر حسب مراتب لوگ بیٹھیں گے) اور ادنیٰ درجہ کے جنتی (جنت میں کوئی شخص ذلیل اور کمینہ نہ ہوگا) مشک و کافور کے ٹیلوں پر بٹھلائے جائیں گے۔ اور یہ ٹیلوں پر بیٹھنے والے کرسیوں پر بیٹھنے والوں کو اپنے سے بہتر خیال نہ کرینگے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ فرمایا ہاں تم کیا سورج کو اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شبہ رکھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھنے میں کوئی شک نہ کروگے۔ اور دیدار الہٰی کی اس مجلس میں کوئی شخص ایسا باقی نہ رہیگا جس سے خداوند تعالیٰ گفتگو نہ فرماتے۔ یہاں تک کہ حاضرین میں سے ایک شخص کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اے فلانے۔ فلانے کے بیٹے کیا تجھ کو وہ دن یاد

ہے جس روز تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟ وہ شخص کہیگا اے پروردگار کیا تو نے میرے ان
گناہوں کو بخش نہیں دیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیگا ہاں میں نے بخشدیا اور تو میری بخشش
ہی سے آج اس مرتبہ کو پہنچا ہے سب لوگ اسی حال میں ہونگے کہ ایک ابر آئیگا اور ان پر
چھا جائیگا پھر یہ ابر ان پر ایسی خوشبو برسائیگا کہ اس جیسی خوشبو انھوں نے کبھی نہ پائی
ہوگی۔ پھر خداوند تعالیٰ ان لوگوں سے فرمائیگا، اٹھو اور اس چیز کی طرف چلو۔ جو میں نے
تمہاری عظمت اور بزرگی بڑھانے کے لئے تیار کی ہے اور جو چیز تم کو پسند آئے اسکو
لے لو، پھر ہم ایک بازار میں آئیں گے جسکو فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس بازار میں
وہ چیزیں نظر آئیں گی جنکے مانند نہ کبھی آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور
نہ کبھی دل میں ایسی چیزوں کا خیال تک پیدا ہوا۔ پھر اس بازار میں سے ہم کو وہ چیزیں
دی جائینگی جن کی ہم خواہش کرینگے۔ حالانکہ اس بازار میں خرید و فروخت کا کوئی معاملہ
نہ ہوگا۔ اور اس بازار میں جنتی ایک دوسرے سے ملاقات کرینگے۔ (حضرت سعیدؓ راوی
کہتے ہیں) کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے (کہ جنت میں اور اس بازار میں) ایک بلند مرتبہ
شخص ایک معمولی درجہ کے آدمی سے ملاقات کرے گا اور یہ کمزور درجہ کا شخص جنت میں
معمولی اور ذلیل خیال نہ کیا جائیگا اور جو اعلیٰ قسم کا لباس وہ پہنے ہوئے ہوگا اس کو
بہت پسند آئیگا اور اچھا معلوم ہوگا۔ پھر جب دونوں شخصوں کی باتیں ختم ہونگی تو بلند
مرتبہ شخص یہ محسوس کریگا کہ میرے مخاطب کا لباس مجھ سے بہتر ہے اور یہ اسلئے کہ جنت
میں کسی شخص کو غمگین ہونے کا موقع نہ دیا جائیگا۔ پھر ہم اپنے مکانوں کی طرف
واپس ہونگے اور ہماری بیویاں ہم سے ملاقات کرینگی اور مرحبا اور خوش آمدید کہیں گی۔
اور پھر ظاہر کریں گی کہ تم اس حال میں آئے کہ تمہارا حسن و جمال اس سے زیادہ ہے جبکہ

تم ہم سے جُدا ہوئے تھے ہم انکو جواب میں کہیں گے کہ آج ہم نے اپنے پروردگار کیساتھ ہم نشینی کی عزت حاصل کی ہے اور ہم اسی شان کے ساتھ واپس آنے کے لائق ہیں جس شان سے کہ آئے ہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

جنتیوں کے احوال

(حضرت ابوہریرہؓ) جو لوگ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونگے وہ چودھویں رات کے چاند کے مانند ہونگے اور ان کے بعد جو جماعت داخل ہوگی وہ اُس روشن ستارے کے مانند ہوگی جو سورج اور چاند سے کم اور دوسرے ستاروں سے زیادہ روشن ہے اور جنتیوں کے دل ایک شخص کے دل کے مانند ہونگے یعنی نہ تو اُن میں اختلاف ہوگا اور نہ بغض و عداوت۔ جنت میں ہر جنتی کی دو بیویاں حورعین میں سے ہونگی جن کی پنڈلیوں کا گودا ہڈی اور گوشت کے اندر سے نظر آتا ہوگا۔ (یعنی وہ اسقدر حسین ہونگی اور لطیف ہونگی کہ ان کی ہڈی اور گوشت اندر کے گودے کے دیکھنے سے حجاب نہ ہوگا)۔

جنتی صبح شام اللہ کو یاد کرینگے۔ نہ وہ بیمار ہونگے نہ پیشاب کرینگے نہ پاخانہ۔ نہ تھوکیں گے اور نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوگی۔ انکے برتن سونے چاندی کے کنگھیاں سونے کی ہونگی، انگیٹھیوں کا ایندھن اگر[۱] ہوگا۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا اور سارے جنتی ایک شخص کی سیرت اور عادت پر ہونگے۔ اور صورت میں اپنے باپ آدمؑ کی شکل پر ہونگے اور ان کا قد ساٹھ گز اونچا ہوگا۔ (متفق علیہ)

(حضرت جابرؓ) جنتی جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے لیکن نہ تھوکیں گے نہ پیشاب پاخانہ کریں گے اور نہ ناک صاف کرنے کی ضرورت ہوگی۔ صحابہؓ نے پوچھا کھانے کا فضلہ کیا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ڈکار ہوجائے گا اور پسینہ مشک کی خوشبو کی مانند ہوگا

---

[۱] "اگر" ایک خوشبودار چیز جس کی اگربتیاں بنتی ہیں

اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا جنتیوں کے دل میں ڈال دیا جائیگا اور یہ الفاظ اس طرح انکی زبان پر رواں ہونگے جیسے سانس جاری ہے۔ (مسلم)

(حضرت ابوہریرہ رضؓ) جو شخص جنت میں داخل ہوگا چین سے اور خوش رہیگا۔ فکر و رنج اس کے پاس نہ آئیگا۔ نہ اسکے کپڑے پرانے ہونگے نہ اسکا شباب فنا ہوگا (مسلم)

(حضرت ابوہریرہؓ و ابوسعیدؓ) جنت میں اعلان کیا جائیگا کہ تم تندرست رہوگے اور کبھی بیمار نہ ہوگے۔ ہمیشہ زندہ رہوگے۔ کبھی نہ مروگے۔ جوان رہوگے کبھی بوڑھے نہ ہوگے۔ ہمیشہ خوشی اور آرام سے رہوگے۔ فکر و غم تمہارے پاس نہ آئیگا۔ (مسلم)

بالاخانے (حضرت ابوسعید خدریؓ) جنتی اپنے اوپر کے بالاخانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم اس روشن ستارے کو دیکھتے ہو جو طلوع و غروب کے وقت آسمان کے اُفق میں ہوتا ہے اور یہ بالاخانے بزرگی اور فرق مراتب کے سبب سے ہونگے جو جنتیوں کے درمیان پایا جائیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا یہ بالاخانے انبیاء کے مکانات ہونگے اور ان کے سوا ان میں کوئی نہ جا سکیگا۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان میں وہ لوگ بھی جا سکیں گے جو خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی۔ (متفق علیہ)

(حضرت ابوہریرہؓ) جنت میں ایک جماعت ایسے لوگوں کی داخل ہوگی جن کے دل پرندوں کے دل کے مانند ہونگے۔ (یعنی نہایت نرم اور حسد و بغض سے خالی) (مسلم)

خدا کی خوشنودی (حضرت ابوسعیدؓ) خداوند تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیگا اے جنتیو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں اور بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ خداوند تعالیٰ فرمائیگا کیا تم راضی اور خوش ہو وہ کہیں گے۔ اسے

پروردگار! ہم کیونکر راضی اور خوش نہ ہوں تو نے ہم کو اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیگا۔ کیا میں ان سب چیزوں سے بہتر چیز تم کو عطا کروں وہ کہیں گے اے رب اِن چیزوں سے بہتر اور کون سی چیز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میں تم کو اپنی خوشنودی عطا کروں گا اور اس کے بعد پھر کبھی تم سے ناخوش نہ ہوں گا۔

جنت کی نہریں

(حضرت ابوہریرہؓ) سیحان جیحان، فرات اور نیل یہ سارے دریا جنت کی نہریں ہیں۔ (مسلم)

(حکیم ابن معاویہؓ) جنت میں پانی کا دریا ہے۔ شہد کا دریا، دودھ کا دریا۔ اور شراب کا دریا ہے۔ جب جنتی جنت میں داخل ہوجائیں گے تو ان دریاؤں سے اور نہریں نکلیں گی۔ (ترمذی)

جنتیوں کی عمر

(حضرت ابوسعید خدریؓ) جنتیوں میں سے (دنیا میں) جس نے بھی وفات پائی خواہ بچپن میں یا بڑا ہو کر جنت میں وہ سب تینتیس برس کے عمر والے (نوجوان بنکر) داخل ہونگے کہ کبھی اس سے اوپر نہ بڑھیں گے۔ (اور یہ جوانی ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گی) اور فرمایا کہ ان کے سروں پر تاج ہونگے جن کا ادنیٰ موتی بھی مشرق و مغرب کے درمیان منور کر دیگا۔ (جمع الفوائد)

جنتیوں کا حسن

(حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ) اگر جنت کی چیزوں میں سے ناخن برابر ظاہر ہو جائے تو آسمان و زمین کے تمام اطراف و جوانب اس سے زینت پا جائیں اور اگر جنتیوں میں سے کوئی شخص جنت سے دنیا کیطرف جھانک لے اور اس کے ہاتھوں کے کڑے نمایاں ہو جائیں تو انکی چمک آفتاب کی روشنی

کو ماند کر دے جس طرح آفتاب ستاروں کی روشنی کو چھپا دیتا ہے ۔ (ترمذی)
(حضرت ابوہریرہؓ) جنتی بغیر بالوں کے اور امرد ہونگے ۔ انکی آنکھیں سُرمگیں ہونگی
اُن کا شباب کبھی فنا نہ ہوگا اور کپڑے پُرانے نہ ہونگے ۔ (ترمذی۔ دارمی)
(حضرت معاذ بن جبلؓ) جنتیوں کے جسم بالوں سے صاف ہونگے ، آنکھیں سُرمگیں ہونگی ۔ تیس تینتیس سال کی عمر ہوگی ۔ (ترمذی)

جنت میں ضیافت (مہمانی)

(حضرت ابوسعیدؓ) یہ زمین بروز قیامت ایک روٹی کی طرح ہوجائے گی جسکو حق تعالیٰ اپنے ہاتھ سے الٹے پلٹے گا ۔ جیسے تم میں سفر میں اپنی روٹی کو پلٹا کرتا ہے اس کو جنت والوں کی پہلی ضیافت (مہمانی) قرار دیگا ۔ (اسی درمیان میں) ایک یہودی آیا اور اُس نے کہا رحمٰن تم پر برکت بخشے ۔ اے ابوالقاسم کہو تو اہل جنت کی ضیافت بروز قیامت بتاؤں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں بتاؤ ۔ کہا کہ زمین ایک بڑی روٹی بن جائیگی جیسا کہ رسول اللہ صلعم فرما چکے تھے ۔ پس حضور نے ہمیں دیکھا اور مسکرائے کہ کچلیاں ظاہر ہوگئیں ۔ اس کے بعد اس نے کہا کہ کہو تو اُن کا سالن بتلاؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا کہ بیل اور مچھلی کہ انکی کلیجی کے زائد حصے سے ستر ہزار اشخاص کھا سکیں گے ۔ (جمع الفوائد)

جنت کی بعض نعمتیں

(حضرت ابوسعید خدریؓ) ادنیٰ درجہ کا جنتی وہ ہوگا جس کے پاس اسی ہزار خادم ہونگے اور بہتر بیویاں اور اسکے لئے موتی ، زبرجد اور یاقوت کا خیمہ ہوگا ۔ اتنا بڑا جتنی مسافت کہ جابیہ اور صنعا ر کے درمیان ہے ۔ دوسری روایت میں ہے کہ جنت میں داخل ہونیوالے سب تیس سال کی عمر کے ہوجائیں گے ۔ اس سے زیادہ انکی عمر نہ ہوگی ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جنتیوں کے

سر پر تاج رکھے ہوئے ہونگے اور ان تاجوں کا معمولی موتی ایسا ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیان کو روشن کر دے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب جنتی جنت میں اولاد کا خواہشمند ہوگا تو حمل اور بچہ کی (تیس سال کی) عمر ایک ساعت میں وقوع پذیر ہوگی (ترمذی)

(حضرت ابوسعید خدری رض) جنت میں مرد ستر مسندوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے گا اور یہ صرف ایک پہلو پر ہونگے۔ (دوسرے پہلو پر اور طرح طرح کے مسند اور تکیئے ہونگے) پھر جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور اس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس کے کاندھے پر ٹہو کا دیگی۔ مرد اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے رخساروں میں جو آئینہ سے زیادہ صاف اور روشن ہونگے اپنا چہرہ دیکھے گا اور اس عورت کا معمولی سا موتی مشرق اور مغرب کے درمیان کو روشن کر دیگا۔ یہ عورت اس مرد کو سلام کریگی اور مرد اس کے سلام کا جواب دیگا اور پوچھیگا تو کون ہے، عورت کہے گی میں مزید میں سے ہوں (جسکا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ میں آیا ہے وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ یعنی جن نعمتوں کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ہم کر چکے وہ کر چکے ہمارے پاس مزید بہت ہے جسکو ہم وقتاً فوقتاً دیتے رہا کرینگے) اُس عورت کے جسم پر ستر کپڑے (رنگ برنگ کے) ہونگے۔ جن کے اندر سے اُسکا جسم نظر آئیگا۔ (احمد)

جنت میں گانا یعنی حوروں کا ترانہ (حضرت علی رض) جنت میں حورعین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی۔ اس اجتماع میں حوریں بلند آواز سے ترانہ گائیں گی انکی آواز ایسی دلکش ہوگی کہ لوگوں نے کبھی بھی نہ سنی ہوگی۔ یہ حوریں یہ ترانہ گائیں گی "ہم ہمیشہ زندہ رہیں گے، کبھی نہ مریں گے چین و آسائش سے رہیں گے کبھی فکر مند نہ ہونگے۔ ہم اپنے خاوندوں سے راضی اور خوش رہیں گے کبھی ناخوش

نہ ہونگے۔ خوش خبری ہے اس شخص کے لئے جو ہمارے لئے ہے اور ہم اسکے لئے۔" (ترمذی)

جنت میں کھیتی

(حضرت ابوہریرہؓ) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گاؤں کے رہنے والے ایک صحابی بیٹھے ہوئے تھے اور آپ یہ بیان فرما رہے تھے کہ جنتیوں میں سے ایک شخص اپنے پروردگار سے کھیتی طلب کرنے کی اجازت طلب کریگا۔ خداوند تعالیٰ فرمائے گا کہ جس حال میں تو ہے کیا وہ کافی نہیں ہے؟ (یعنی جبکہ تیری ہر خواہش کی چیز بلا کھیتی مل جاتی ہے) وہ کہیگا ہاں! لیکن میں کھیتی کو پسند کرتا ہوں (چنانچہ اس کو اجازت دے دی جائیگی) وہ زمین میں بیج ڈالیگا کہ پلک جھپکتے سبزہ اُگ آئیگا۔ بڑھ جائیگا اور کھیت تیار ہو کر کٹ بھی جائیگا۔ اور پہاڑوں کے برابر انبار لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ آدم کے بیٹے! تیری خواہش پوری ہوگئی۔ تیری حرص کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھرتی۔ حضورؐ کا یہ ارشاد سنکر ان گاؤں والے صحابی نے جو آپکے قریب بیٹھے تھے عرض کی۔ خدا کی قسم وہ شخص قریشی ہوگا یا انصاری۔ اسلئے کہ یہی لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ اور ہم اور ہمارا پیشہ زراعت نہیں ہے۔ ان صحابی کی یہ بات سُنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (بخاری)

جنت میں نیند کی حاجت نہیں

(حضرت جابرؓ) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا جنتی سوئیں گے۔ آپؐ نے فرمایا نیند موت کی بہن ہے اور جنتی مریں گے نہیں (دراصل نیند مقصود بالذات نہیں ہے بلکہ دن بھر کی تکان کو دور کرنے کے لئے دنیا میں اس کی ضرورت ہے۔ جنت میں تکان ہے ہی نہیں بلکہ نیند سے جو راحت مقصود ہے اُس سے کہیں زیادہ انکو میسر حاصل ہوگی اس لئے نیند کی حاجت نہیں)۔

حوض کوثر

(حضرت انسؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوثر کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے (جنت میں) جسکو خداوند تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ (اس کا پانی) دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس نہر کے کنارے پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹوں کی مانند لمبی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ پرندے تو خوب فربہ اور خوشحال ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ فربہ اور توانا ہونگے۔ (ترمذی)

جنت میں گھوڑے

(حضرت بریدہؓ) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جنت میں گھوڑے ہونگے۔ آپ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ نے تجھ کو جنت میں داخل کیا اور تو نے جنت میں گھوڑے پر سوار ہونے کی خواہش ظاہر کی تو تجھ کو سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کیا جائیگا۔ اور جہاں تو جانا چاہیگا یہ گھوڑا تجھ کو اڑا کر لے جائیگا۔ پھر ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! جنت میں اونٹ بھی ہونگے؟ آپ نے اس شخص کو وہ جواب نہیں دیا جو پہلے سائل کو دیا تھا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ تجھ کو بہشت میں داخل کرے گا تو تجھ کو ہر وہ چیز ملے گی جسکو تیرا دل چاہیگا۔ اور تیری آنکھیں پسند کرینگی۔ (ترمذی)

(حضرت ابو ایوبؓ) ایک دیہاتی صحابیؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں گھوڑوں کو بہت پسند کرتا ہوں کیا جنت میں گھوڑے ہونگے؟ آپ نے فرمایا اگر تجھ کو جنت میں داخل کیا گیا تو تجھ کو یاقوت کا ایک گھوڑا دیا جائیگا جس کے دو بازو ہونگے۔ پھر تجھ کو اس پر سوار کیا جائیگا اور جہاں تو جانا چاہے گا۔ یہ گھوڑا تجھ کو اڑا کر لے جائیگا۔ (ترمذی)

جنتیوں کی صفوں میں اُمتِ محمدیہ کا مقام

(حضرت بریدہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہونگی۔ انمیں سے اسّی اس امت کی ہونگی اور چالیس دوسری امتوں کی۔ (ترمذی۔ دارمی بیہقی)

جنت میں دیدارِ الٰہی

(حضرت جریر بن عبد اللہؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ وقت قریب ہے جبکہ تم اپنے پروردگا کو اپنی آنکھوں سے دیکھوگے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھ کر فرمایا کہ جس طرح تم اس چاند کو دیکھ رہے ہو اسی طرح تم اپنے پروردگار کو دیکھوگے (یعنی بے تکلف) خداتعالیٰ کو دیکھنے میں تم کو کوئی اذیت و تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ اگر تم سے ہوسکے تو آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے (فجر و عصر) کی نمازوں کو وقت پر ادا کرو۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا (ترجمہ) اور اپنے پروردگار کی حمد و پاکی بیان کریں۔ آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے (بخاری و مسلم)

(حضرت صہیب رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائینگے تو خداوند تعالیٰ انسے فرمائیگا۔ تم اور کچھ چاہتے ہو تو میں تم کو زیادہ دوں۔ جنتی کہیں گے۔ کیا ہمارے چہروں کو تو نے روشن نہیں کیا ؟ کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کیا ؟ کیا تو نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی ؟ (یعنی اے پروردگار تیرے یہ احسانات کیا کم ہیں کہ ہم اور مطالبہ کریں ؟)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سن کر خداوند تعالےٰ اپنے چہرہ سے نقاب الٹ دیگا۔ جنتی خداوند بزرگ و برتر کے دیدار سے مشرف ہونگے۔ اور جنتیوں کو اس سے بہتر کوئی چیز نہ دی گئی ہوگی، کہ وہ اپنے پروردگار کا دیدار کریں۔ اس کے بعد حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ یعنی جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کا ثواب نیک ہے یعنی جنت ہے اور اسپر زیادہ دیدار الٰہی ہے (مسلم شریف)

(حضرت ابن عمرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں مرتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ وہ شخص ہوگا جو اپنے باغوں، بیویوں، نعمتوں، خدمتگاروں اور اپنی نشستگاہوں کو جو ایک ہزار برس کی مسافت کے اندر پھیلے ہوئے ہونگے۔ دیکھے گا (اور خوش رہیگا) اور خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ کا جنتی وہ ہوگا جو صبح، شام دیدار الٰہی سے مشرف ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (ترجمہ) بہت سے چہرے اُس روز اپنے پروردگار کے دیدار سے تروتازہ اور خوش و خرم ہونگے۔ (احمد، ترمذی)

(حضرت ابورزین عقیلیؓ) میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا قیامت کے دن ہر شخص بلامزاحمت غیر اپنے پروردگار کو دیکھے گا (یعنی اتنی بڑی بھاری بھیڑ میں اللہ تعالیٰ دکھائی بھی دے جائیں گے) آپ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا دنیا کی مخلوق میں اس کی کوئی مثال ہے۔ فرمایا اے ابورزین کیا چودھویں رات کو تم میں سے ہر شخص بلامزاحمت غیر چاند کو نہیں دیکھتا؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں دیکھتا ہے۔ فرمایا چاند خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک (ادنیٰ) مخلوق ہے۔

اور اللہ تعالیٰ بہت بزرگ و برتر ہے ، (ابوداؤد) (یعنی چھوٹے سے چاند کو دیکھنے میں بھری دنیا کی بھیڑ رکاوٹ نہیں ہوتی تو اللہ کی ذات تو بہت بڑی ہے ۔ اس کے دیکھنے میں کیا دقت ہوگی ۔

دنیا میں دیدار الٰہی نہیں ہوگا

(حضرت ابوذرغفاریؓ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ نے اپنے پروردگار کو (معراج میں) دیکھا ہے فرمایا ۔ پروردگار ایک نور ہے ۔ میں کیونکر دیکھ سکتا ہوں ۔ (مسلم)

(حضرت ابن عباسؓ) اس آیت کی تفسیر میں مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دل نے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے غلط نہیں کہا ۔ اُس چیز کی بابتہ جو اُس نے آنکھوں سے دیکھی (یعنی اللہ) اور البتہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نے خدا کو دوسری بار دیکھا اس آیتہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالےٰ کو دل کی آنکھوں سے دوبار دیکھا (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگا کو دیکھا ۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ۔ میں نے ابن عباسؓ سے یہ کہا کہ خداوند تعالےٰ تو فرماتا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ یعنی آنکھیں اُس کو نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے پھر اسکو دیکھنا کیونکر ممکن ہے[1] ۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کے جواب میں کہا ، عکرمہ ! تجھپر افسوس ہے یہ اُس وقت کے لئے ہے جبکہ خداوند تعالےٰ اپنے نور کی تجلی فرمائے اور اپنے نور

[1] یعنی بندے ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالےٰ کو نہیں دیکھ سکتے

کے ساتھ ظاہر ہو۔ کہ وہ نور اس کی ذات خاص کا نور ہے اور البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خدا کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔ (مشکوۃ شریف)

(حضرت شعبی رضی اللہ عنہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ عرفات میں کعب احبارؓ سے ملے اور ان سے ایک بات دریافت کی (یعنی دیدار الٰہی کی بابت) کعبؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا جس سے پہاڑ گونج اٹھے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم ہاشم کی اولاد ہیں (یعنی اہل علم و معرفت ہیں۔ کوئی عقل سے بعید بات دریافت نہیں کرتے) پھر کعبؓ نے کہا خداوند تعالیٰ نے اپنے دیدار اور کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کر دیا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے دو مرتبہ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا اور دو مرتبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کو دیکھا۔ (مشکوۃ شریف)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب جنتی آرام و آسائش میں مشغول ہونگے ناگہاں ایک بڑی تیز روشنی نظر آئیگی وہ اپنے سروں کو اٹھا کر اس روشنی کو دیکھیں گے تو اپنے پروردگار کو اپنے اوپر جلوہ گر پائیں گے۔ خداوند تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیگا۔ جنتیو! تم پر سلامتی ہو۔ اور یہی معنی ہیں خداوند تعالیٰ کے اس قول کے سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ الرَّحِیۡمٍ ٥ دیدار الٰہی میں اس قدر محو ہونگے کہ جنت کی نعمتوں میں سے کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھتے رہیں گے یہاں تک کہ خدائے تعالیٰ ان کی نظروں سے مخفی ہو جائے گا۔ اور صرف اس کا نور

باقی رہ جائیگا۔ (ابن ماجہ)

جنت میں سب سے اخیر میں جانے والا اور سب سے ادنیٰ درجہ کا جنتی

(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) میں اس شخص کو اچھی طرح جانتا ہوں جو دوزخیوں میں سب سے اخیر دوزخ سے نکلیگا اور جنتیوں میں سب سے اخیر جنت میں جائیگا وہ شخص ہوگا جو سُرینوں پر گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلیگا۔ پس حق تعالےٰ فرمائیگا (میں نے تجھے بخشا) پس جنت میں داخل ہو، وہ جنت کے پاس آئیگا تو اس کو ایسا معلوم ہوگا کہ لبریز ہے (اور کہیں جگہ نہیں) پس واپس آئیگا اور عرض کرے گا کہ اے رب میں نے اسے لبریز پایا (کہ تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں پھر اندر کیسے جاؤں ؟) پس حق تعالیٰ فرمائیگا۔ جا جنت میں داخل ہو جا۔ چنانچہ وہ (دوبارہ) آئیگا اور اُسے یوں معلوم ہوگا کہ وہ لبریز ہے۔ پس واپس آئے گا اور کہیگا کہ اے رب میں نے اُسے لبریز پایا۔ پس حق تعالےٰ فرمائیگا جا جنت میں داخل ہو کہ تجھے دنیا کی برابر (جگہ دی) اور اتنی ہی اتنی دس گنی اور دی پس عرض کریگا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں اور آپ تو بادشاہ ہیں (جنھیں ادنیٰ رعیت سے مذاق کرنا زیبا نہیں) پس (حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ) میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا (کہ یہ فرماکر) ہنسے۔ حتیٰ کہ کچلیاں ظاہر ہوگئیں (کہ بیچارہ جنت کو پُر سمجھ کر اتنا پریشان تھا کہ اتنی کثیر علما کو جسکا اس نے کبھی خواب بھی نہ دیکھا تھا، مذاق سمجھا کیونکہ اُنگلی ٹیکنے کی جگہ بھی اُسے غنیمت معلوم ہوتی تھی) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یہ

شخص جنتیوں میں سب سے ادنیٰ درجہ کا ہے (پھر اس سے اونچے درجہ والوں کا کیا پوچھنا) (جمع الفوائد)

(حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ) سب سے اخیر جو جنت میں جائیگا وہ ایک شخص ہوگا کہ (دوزخ کی مصیبت سے چکنا چور نکلے گا) تو کبھی (ہمت کرکے اٹھیگا اور) پاؤں چلیگا اور کبھی گر پڑے گا (اور گھٹنوں گھسکیگا) اور کبھی اسکو آگ کی لپیٹ جھلسیگی (جس سے بھاگنے کی پڑی ہوگی) پس جب (گرتا پڑتا) اس سے آگے بڑھ جائیگا تو اس کی طرف دیکھ کر کہے گا۔ بڑی شان ہے (اس خدائے برتر کی) جسنے مجھے تجھ سے نجات بخشدی۔ درحقیقت اللہ تعالٰی نے مجھے وہ نعمت دی کہ اولین و آخرین (ساری مخلوق) میں کسیکو بھی نہیں دی (کہ اس کے نزدیک تو جہنم کی زد سے نکل جانا ہی بڑی سے بڑی نعمت ہے) بس ایک درخت اس کی نظر کے سامنے کیا جائیگا تو وہ کہیگا کہ اے میرے رب مجھے اس درخت کے قریب کردیجئے کہ اس کے سایہ کا ذرا لطف اٹھالوں اور اسکا پانی (جو نہر بنا ہوا نیچے بہ رہا ہے) پی لوں۔ حق تعالٰے فرمائیگا عجب نہیں اگر یہ تجھے دیدوں تو اس کے بعد تو اور کوئی درخواست کرنے لگے۔ عرض کرے گا کہ نہیں اے رب۔ اور عہد و پیمان کریگا کہ اس کے بعد اور کچھ نہ مانگونگا۔ اور اس کا رب اسے معذور سمجھتا ہے (کہ جھوٹ تو بولتا نہیں کہ اس وقت نیت یہی ہے مگر نباہ نہ سکیگا) کیونکہ اس کو وہ چیز نظر آئے گی جسپر صبر ہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس کو درخت کے قریب لایا جائے گا کہ وہ اس کے سایہ میں بیٹھے گا اور اس کا پانی پیئے گا۔ اس کے بعد اس کے لئے دوسرا درخت بلند کیا جائیگا جو پہلے سے بڑھا

اچھا ہوگا۔ پس (اسپر نظر پڑے گی تو) عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اسکے نزدیک پہونچا دے تا کہ اس کا پانی پیوں اور اس کے سایہ میں بیٹھوں اور اس کے علاوہ آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے عہد و پیمان نہ کیا تھا کہ اس کے بعد کچھ نہ مانگے گا اور پھر فرمائے گا کہ عجب نہیں اگر میں تجھے اس کے قریب لے آؤں تو پھر اور کچھ مانگنے لگے۔ پس وہ پختہ وعدہ کریگا کہ اس کے سوا اور کچھ نہ مانگوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کو معذور سمجھتا ہے کیونکہ (اسکے بعد) اُس چیز پر نظر پڑیگی جسپر صبر ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ اس کو اس درخت کے پاس پہونچا دیگا۔ اور وہ اس کے سایہ کا لطف اٹھائیگا اور پانی پئے گا۔ اس کے بعد اُس کے لئے دروازۂ جنت کے قریب ایک درخت اٹھایا جائیگا۔ جو پہلے دونوں درختوں سے زیادہ خوشنما ہوگا۔ پس عرض کریگا کہ اے رب مجھے اس درخت کے قریب پہونچا دیجئے کہ ذرا اسکا سایہ لیلوں اور اسکا پانی پی لوں اسکے سوا آپ سے کچھ نہ مانگونگا۔ ارشاد ہوگا کہ اے ابن آدم کیا تو نے مجھ سے پختہ وعدہ نہ کیا تھا کہ اسکے سوا کچھ نہ مانگونگا۔ عرض کریگا۔ بیشک کیا تھا اے رب۔ مگر اب کے اور سن لیجئے (آئندہ) اس کے سوا آپ سے کچھ نہ مانگوں گا۔ اور حق تعالیٰ اُسے معذور سمجھتا ہے کیونکہ اُسے وہ چیز نظر آتی ہے۔ جسپر صبر ہی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اُسے اُسکے قریب لے آئیگا۔ اور جب اس کے قریب لے آئیگا تو اسکو جنتیوں کی آوازیں سنائی دیں گی (کہ مزہ مزہ کی باتیں کر رہے ہیں تو پھر للچائیگا اور) کہیگا کہ اے رب مجھے اس کے اندر پہونچا دیجئے۔ ارشاد ہوگا۔ اے ابنِ آدم آخر مجھ سے سوال کرنا تیرا کسی طرح ختم بھی ہوگا۔ کیا تیری خوشی یہ ہے کہ تجھے دنیا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور دیدوں؟ عرض کریگا۔ اے رب (مجھے تو اسمیں گھسنا ہی غنیمت معلوم ہوتا ہے) کیا

آپ مجھ سے مذاق فرما رہے ہیں۔ اور آپ تو رب العالمین ہیں۔ پس ابن مسعودؓ اس حدیث کو نقل کرکے ہنسے اور (حاضرین سے) فرمایا کہ تم مجھ سے دریافت نہیں کرتے کہ میں کس لئے ہنسا اور پھر فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اس حدیث کو بیان کرکے) ہنسے تھے تو صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا کہ اللہ رب العالمین کے ہنسنے پر جبکہ بندہ نے کہا کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں۔ حالانکہ آپ رب العالمین ہیں (چونکہ بار بار وعدے کرتا اور پھر اُسکو توڑتا تھا گویا خود مذاق کرتا تھا اس لئے سمجھا کہ میرے اس فعل کی سزا بصورت مذاق دی جا رہی ہے) پس حق تعالیٰ فرمائیں گے میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا بلکہ (واقعی اتنا تجھے دیا کہ) میں جو کچھ بھی چاہوں اوسپر قدرت رکھتا ہوں۔ (جمع الفوائد)

(حضرت ابو ہریرہؓ) تم میں سے ادنیٰ شخص کا جنت میں یہ مرتبہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائیگا کہ آرزو ظاہر کر وہ اپنی آرزوئیں ظاہر کرنا شروع کریگا اور سب کو پورا کیا جائیگا۔ پھر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے دل میں جتنی آرزوئیں ہیں وہ تو نے پوری کرلیں وہ کہے گا۔ ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ وہ سب چیزیں جو تو نے مانگیں اور اسی قدر تجھ کو دی جاتی ہیں۔ (مسلم)

خاتمہ جنت کے متعلق آیات و احادیث سے جو کچھ اس کتاب میں پیش کیا گیا ہے وہ بہت ہی مختصر اور قلیل ہے ورنہ قرآن مجید اور احادیث میں اگر غور کیا جاوے تو ابھی بہت سی تفصیل مل سکتی ہیں۔ لیکن ہم نے طوالت کے خوف سے اسی کو غنیمت سمجھا کہ عام طور پر طبیعتیں ذوق و شوق سے خالی ہیں اور مطالعہ کی تکلیف بھی لوگ گوارا نہیں کرتے اور قرآن و حدیث میں ابھی جنت کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب بھی محض اشتیاق

ہی ہیں تاکہ بندوں کے دلوں میں اسکی رغبت پیدا ہو ورنہ حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہاں جو کچھ تیار فرما رکھا ہے اسکا تو انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آخر میں حسب ذیل آیت پر کتاب کو ختم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سب کو اس آیت کا مظہر و مصداق فرمائے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ۝ دَعْوٰھُمْ فِیْھَا سُبْحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَتَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہدایت فرمائیگا اللہ تعالیٰ ان کو انکے ایمان کی وجہ سے۔ (عطا فرمائیگا) انکو جنت کی نعمتیں، چلیں گی ان کے نیچے نہریں۔ اس میں انکی دعا ہوگی کہ اے اللہ پاکی ہے تجھ کو اور (آپس کی) ملاقات کے موقع پر سلام ہوگا۔ اور آخر انکا پکارنا یہ ہوگا۔ "وہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔"

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

دعوتِ ذکر

ازخواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ مجاز حضرت تھانویؒ

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے — مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے بھی یہ دیکھا ہے تو نے — جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے — مکیں ہو گئے لا مکاں کیسے کیسے
ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے — زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

زمیں کے ہوئے لوگ پیوند کیا کیا — ملوک و حضور و خداوند کیا کیا
دکھائے گا تو زور تا چند کیا کیا — اجل نے پچھاڑے تنومند کیا کیا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا — اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سدھارا — پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہاں ہر خوشی ہے مبدل بہ صد غم — جہاں شادیاں تھیں وہیں اب ہے ماتم
یہ سب ہر طرف انقلاباتِ عالم — تری ذات ہی میں تغیر ہیں ہر دم

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا
جوانی نے پھر تجھکو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آکے کیا کیا ستایا
اجل تیرا کردے گی بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

یہی تجھکو دھن ہے رہوں سب سے بالا
ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا
تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

وہ ہے عیش و عشرت کا کوئی محل بھی
جہاں تاک میں ہر گھڑی ہو اجل بھی
بس اپنے اس جہل سے تو نکل بھی
یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

نہ دل دادۂ شعر گوئی رہے گا
نہ گرویدۂ شہرہ جوئی رہے گا
نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
رہے گا تو ذکرِ نکوئی رہے گا
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

جہاں میں کہیں شور ماتم بپا ہے
کہیں فقر و فاقہ سے آہ و بکا ہے
کہیں شکوۂ جور و مکر و دغا ہے
غرض ہر طرف سے یہی بس صدا ہے
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

بڑھاپے سے پاکر پیامِ قضا بھی
نہ چونکا نہ چیتا نہ سنبھلا ذرا بھی
کوئی تیری غفلت کی ہے انتہا بھی
جنوں تاکجے ہوش میں اپنے آ بھی
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے

جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر
اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر

یہ ہر وقت پیشِ نظر جب ہے منظر یہاں پھر ترا دل بہلتا ہے کیونکر
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو سمجھ لینا اب چاہیئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مراقبۂ موت

تو برائے بندگی ہے یاد رکھ بہرِ سرافگندگی ہے یاد رکھ
ورنہ پھر شرمندگی ہے یاد رکھ چند روزہ زندگی ہے یاد رکھ
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

تو نے منصب بھی کوئی پایا تو کیا گنجِ سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالی شان بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

قیصر اور اسکندر و جم چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر ضیغم چل بسے سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

زور یہ تیرا نہ بل کام آئے گا | اور نہ یہ طول امل کام آئے گا
کچھ نہ ہنگام اجل کام آئے گا | ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے | کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیل تن کیا کیا پچھاڑے موت نے | سرو قد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے | تا کجے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے | ختم ہر فرد و بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

نفس اور شیطاں ہیں خنجر در بغل | وار ہونے کو ہے اے غافل سنبھل
آ نہ جائے دین و ایماں میں خلل | باز آ ہاں باز آ اے بد عمل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

دفعتاً سر پر جو آ پہنچے اجل | پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جلد کا بیہ بے بہا موقع نکل | پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

تجھکو غافل فکر عقبیٰ کچھ نہیں | کھانہ دھوکا عیش دنیا کچھ نہیں
زندگی چند روزہ کچھ نہیں | کچھ نہیں اس کا بھروسہ کچھ نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہاں سے تجکو جانا ایک دن | قبر میں ہوگا ٹھکانا ایک دن

مصطفیٰ کو ہے دکھاتا ایک دن　　اب نہ غفلت میں گنوانا ایک دن
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
سب کے سب ہیں رہروِ کوئے فنا　　جا رہا ہے ہر کوئی سوئے فنا
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا　　آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار　　دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گذار　　ہوشیار اے محوِ غفلت ہوشیار
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
ہے یہ لطف و عیشِ دنیا چند روز　　ہے یہ دورِ جام و مینا چند روز
دارِ فانی میں ہے رہنا چند روز　　اب تو کر لے کارِ عقبیٰ چند روز
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
عشرتِ دنیائے فانی ہیچ ہے　　پیشِ عیشِ جاودانی ہیچ ہے
مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے　　چند روزہ زندگانی ہیچ ہے
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
ہو رہی ہے عمر مثلِ برف کم　　چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہروِ ملکِ عدم　　دفعتاً اک روز یہ جائے گا تھم
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور　　جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور　　قبر میں میت اترنی ہے ضرور
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائے گی　　جان ٹھہری جانے والی جائے گی
روح رگ رگ سے نکالی جائے گی　　تجھ پہ اک دن خاک ڈالی جائے گی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

توسنِ عمر رواں ہے تیز رَو　　چھوڑ سب فکریں لگا مولیٰ سے لَو
گندم از گندم بروید جو ز جَو　　از مکافاتِ عمل غافل مَشو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

بزمِ عالم میں فنا کا دَور ہے　　جائے عبرت ہے مقامِ غور ہے
تو ہے غافل یہ ترا کیا طور ہے　　بس کوئی دن زندگانی اور ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

سخت سخت امراض گو تو سہہ گیا　　چارہ گر گو سخت جاں بھی کہہ گیا
کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا　　اک جہاں سیلِ فنا میں بہہ گیا

اک دن مرنا ہے آخر موت ہے

لاکھ ہو قبضے میں بیا بتر سیم و زر　　لاکھ ہوں بالیں پہ تیری چارہ گر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر　　موت سے ہرگز نہیں کوئی مفر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

سرکشی زیرِ فلک زیبا نہیں　　دیکھ جانا ہے تجھے زیرِ زمیں
جب تجھے مرنا ہے اک دن بالیقیں　　چھوڑ فکرِ ایں و آں کر فکرِ دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

بہرِ غفلت یہ تری ہستی نہیں　　دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں

رہ گذر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

عیش کر غافل نہ تو آرام کر
مال حاصل کر نہ پیدا نام کر
یادِ حق دُنیا میں صبح و شام کر
جس لئے آیا ہے تُو وہ کام کر
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث
زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث
رہگذر کو گھر بنانا ہے عبث
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

عیش و عشرت کے لئے انساں نہیں
یاد رکھ تو بندہ ہے مہماں نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں
بندگی کر تو اگر ناداں نہیں
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کج رُووں کی یہ چٹک اور یہ مٹک
دیکھ کر ہرگز نہ رستے سے بھٹک
ساتھ ان کا چھوڑ ہاتھ اپنا جھٹک
بھول کر بھی پھر نہ پاس ان کے پھٹک
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

حُسنِ ظاہر پر اگر تو جائے گا
عالمِ فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

دارِ فانی کی سجاوٹ پر نہ جا
نیکیوں سے اپنا اصلی گھر سجا
پھر وہاں بس چین کی بنسی بجا
انہ قد فاز فوزاً من نجا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

خانۂ رنگیں ہے یہ دارِ جہاں　طفلِ ناداں بن کے دیکھا اسپرنہاں
واہ تو نے دل لگایا ہے کہاں　تجھ کو رہنا ہی ہے کتنے دن یہاں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

تو ہے اس عبرت کدے میں بھی مگن　گو یہ ہے دار المحن بیت الحزن
عقل سے خارج ہے یہ تیرا چلن　چھوڑ غفلت عاقبت اندیش بن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یہ تیری غفلت ہے بے عقلی بڑی　مسکراتی ہے قضا سر پر کھڑی
موت کو پیش نظر رکھ ہر گھڑی　پیش آنے کو ہے یہ منزل کڑی

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

گر تا ہے دنیا پہ تو پروانہ وار　گو تجھے چلنا پڑے انجام کار
پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہیں ہوشیار　کیا یہی ہے ہوشیاروں کا شعار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

حیف دنیا کا تو ہو پروانہ تو　اور کرے عقبیٰ کی کچھ پروا نہ تو
کس قدر ہے عقل سے بیگانہ تو　اس پہ بنتا ہے بڑا فرزانہ تو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

دفن خود صدہا کیے زیرِ زمیں　پھر بھی مرنے کا نہیں حق الیقیں
تجھ سے بڑھ کر بھی کوئی غافل نہیں　کچھ تو عبرت چاہئے نفسِ لعیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یوں نہ اپنے آپ کو بے کار رکھ　آخرت کے واسطے تیار رکھ

غیرِ حق سے قلب کو بیزار رکھ   موت کا ہر وقت استحضار رکھ

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

تو نہ سمجھ ہرگز نہ قاتل موت کو   زندگی کا جان حاصل موت کو

رکھتے ہیں محبوب عاقل موت کو   یاد رکھ ہر وقت غافل موت کو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

ترک اب ساری فضولیات کر   یوں نہ ضائع اپنے تُو اوقات کر

رہ نہ غافل یادِ حق دن رات کر   ذکر و فکرِ ہا ذم اللذات کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری مجذوب حالت اور یہ سن   ہوش میں آ اب نہیں غفلت کے دن

اب تو بس مرنے کے دن ہر وقت گن   کس کمر در پیش ہے منزل کٹھن

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

یہ تری پیرانہ مستی تا بکے   یہ تری شہوت پرستی تا بکے

یہ ترا گھر اور گھر ستی تا بکے   تا بکے یہ تیری ہستی تا بکے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر نہ تُو پیری میں غفلت اختیار   زندگی کا اب نہیں کچھ اعتبار

حلق پر ہے موت کے خنجر کی دھار   کر بس آپ اپنے کو مُردوں میں شمار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

موت کا منظر

(از حکیم سید محمود علی صاحبؒ فتحپوری، ضلع بارہ بنکی)

یہ سرائے دہر مسافرو بخدا کسی کا مکاں نہیں
جو مقیم اس میں تھے کل یہاں کہیں آج ان کا نشاں نہیں

یہ رواں عدم کو ہے کارواں بشر آگے پیچھے ہیں سب رواں
چلے جاتے سب ہیں کشاں کشاں کوئی قید پیر و جواں نہیں

نہ رہا سکندرِ ذی حشم نہ رہے نہ دارا نہ اور جم
جو بنا گیا تھا یہاں ارمؔ[1] نہ خاک اس کا نشاں نہیں

نہ سخی رہے نہ غنی رہے نہ ولی رہے نہ نبی رہے
یہ اجل کا خواب وہ خواب ہے کوئی ایسا خواب گراں نہیں

یہ ہے موت ایک عجیب سر کہ صفائے عقل ہراں کرے
وہ ہے تیرے وقت کی منتظر تجھے اس کا وہم و گماں نہیں

وہ جھپٹ کے تجھ پہ جب آئے گی تو بنائے کچھ نہ بن آئیگی
یہ عزیز جاں یوں ہی جائیگی کہ قضا سا پیک رواں نہیں

مگر اک حیات حیات ہے وہی جس میں سب کی نجات ہے
یہی بات سننے کی بات ہے ایسی بات کا تو دھیاں نہیں

جو نبیؐ کے عشق کا خار ہے وہ گلوں کا تاج وقار ہے
یہی ایک ایسی بہار ہے کبھی جس میں دورِ خزاں نہیں

[1] شداد نے جنت بنائی تھی۔ اس دنیا میں اس کی طرف اشارہ ہے ۱۲۔

اسلام میں پردہ کی حقیقت

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پردہ کی آیات و احادیث کے ذریعہ پردہ کی ضرورت اور اہمیت کو دلائل کے ساتھ سمجھایا ہے۔ پردہ کے احکام و مسائل کی ضروری تشریح کے ساتھ منکرین پردہ کے اعتراضات کا جواب نہایت حکیمانہ انداز میں دیا ہے نیز آج کے جدید تعلیم یافتہ حضرات کے ذہن کے مناسب روشن راستے دکھلائے ہیں۔ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی نے اسکو آسان اردو میں لکھا ہے قیمت ۶ر

آداب معیشت

روزمرہ کی زندگی کے کام مثلاً کھانا پینا پہننا مہمانی میزبانی کے آداب احکام اور فوائد حکمتیں اور ادائیگی کے طریقے جن کی وجہ سے اسلام کا طریقہ تمام انسانی طریقوں میں ممتاز اور پسندیدہ ہے۔ بزرگان دین کے اس سلسلہ میں دلچسپ قصے بھی درج کئے گئے ہیں۔

ٹائیٹل رنگین، قیمت آٹھ آنے (۸ر)

اصلاح معاشرت

یعنی ریڈیو سینما وغیرہ اور انکے زہریلے اثرات گراموفون ناول۔ افسانے۔ ڈرامے ریڈیو اور سینما بے پردگی اور بے حیائی کے طرح طرح کے فیشن ان کے خطرناک نتائج اور ان کے اثرات سے بچنے کی تدابیر کو سنجیدگی کے ساتھ سمجھایا گیا ہے۔ آخر میں صحیح اسلامی زندگی کا نظام پیش کیا ہے۔ قیمت چار آنہ (۴ر)

ارکان اسلام

اسلام کے بنیادی عقائد توحید رسالت، وحی، ملائکہ، قیامت حشر و نشر اور تقدیر وغیرہ کی تشریح کے بعد اسلامی اعمال نماز روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ کے فضائل اور اسلامی حکمتیں اور احکام و مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حکیمانہ انداز سے سمجھایا گیا ہے تبلیغی نقل و حرکت میں رہنے والوں کا درس ہے۔ (۱۲ر)

اصلاح انقلاب قیمت (۲ر) اسلامی زندگی، قیمت (۴ر)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ

مرنے کے بعد کیا ہوگا؟

حصہ دوم

احوال یوم القیمة

قرآن و حدیث کی روشنی میں

قیامت کے مفصّل حالات، حشر نشر، حساب و کتاب

کی مفصّل کیفیات

از: مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ادارہ اشاعتِ دینیات حضرت نظام الدین نئی دھلی ۱۳

فہرست عنوانات وصفحات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین

امّا بعد، اس دنیا میں جو بھی آیا ہر ایک نے اس کو چھوڑ کر دوسرے عالم کا راستہ لیا یعنی اپنی عمر کے سانس پوری کر کے موت کی کٹھن گھاٹی کو طے کر کے برزخ میں پہونچا۔ برزخ میں عذاب اور تکلیفیں بھی ہیں اور آرام وراحت بھی ہے۔ اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے برزخ میں مختلف حالات سے گذرنا پڑتا ہے، دنیا سے جو جاتا ہے برزخ میں جگہ پاتا ہے غرضکہ ہر آنے والا جائے گا اور ع

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

جس طرح انسانوں اور جنات کی عمریں مقرر ہیں اسی طرح اس عالم کی عمر بھی مقرر ہے، جب اس عالم کی عمر تمام ہو گی اچانک اس کے مجموعہ کو موت آجائے گی، افراد کے چلے جانے کو موت اور پورے عالم کے ختم ہو جانے کو قیامت کہتے ہیں۔ موت وحیات کی حکمت بیان فرماتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ — جس نے پیدا کیا موت کو اور زندگی کو تاکہ
لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا — تم کو جانچا جائے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے

یعنی موت وحیات کا یہ سلسلہ اس لئے ہے کہ اللہ رب العلمین تمہارے اعمال کی جانچ کرے، کہ کون برے کام کرتا ہے اور کون اچھے کام کرتا ہے اور اچھے سے اچھے کام کرنے والا کون ہے! پہلی زندگی میں عمل کا موقعہ دے کر اور طریق کار بتا کر انسان کو امتحان میں ڈالا پھر دوسری زندگی رکھی گئی، جس کا اعلان پیغمبروں کی زبانی واضح کر دیا گیا کہ اے انسانو! تم کو مرنا ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے، اور جی اٹھ کر خالق و مالک کے حضور میں جوابدہی کرنا ہے، سورۂ مومنون میں انسان کی تخلیق اور اس کی پیدائش کے مختلف اطوار و حالات بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ؀ پھر تم اس کے بعد مرو گے پھر تم قیامت کے دن کھڑے کئے جاؤ گے۔

یعنی یہ زندگی زندگی نہیں ہے اور جیتی جاگتی مورت اور ہنستی بولتی تصویر دیکھتی سنتی جان جو تم کو دی گئی ہے ہمیشہ نہ رہے گی، موت کی گھاٹی سے اتر کر ایک اور زندگی پاؤ گے اور اپنی اس جان عزیز کو لے کر جان آفریں کے حضور میں پیش ہو کر ذُقِيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ کا منظر دیکھو گے۔

اعمال کا بدلہ ملنا ضروری ہے اس پر تمام اہل عقل متفق ہیں "جیسی کرنی ویسی بھرنی" مشہور مثل ہے جو عوام و خواص کی زبان زد ہے۔ دنیا میں جو کام انسان کرتے ہیں ان کے فیصلے قیامت کے دن ہوں گے قرآن مجید میں قیامت کے دن کو يَوْمُ الدِّيْنِ (بدلہ کا دن) اور يَوْمُ الْفَصْلِ (فیصلہ کا دن) اور يَوْمُ الْحِسَابِ (حساب کا دن) فرمایا گیا ہے، اس روز نوشتۂ دار کام نہ آئینگے

قوت نہ چلے گی، بیکسی اور بے بسی کا عالم ہوگا، اعمال پیش ہوں گے۔ ہر بھلائی برائی سامنے آئے گی۔ سورۂ زلزال میں فرمایا۔

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا — اس روز مختلف جماعتوں میں ہو جائیں گے
لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ فَمَن يَعْمَلْ — تاکہ اعمال کو دیکھ لیں سو جس نے ذرہ برابر
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَن — نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ — برابر برائی کی وہ اسے دیکھ لے گا

بذات خود تنہا حاضری ہوگی اور اولین اور آخرین میں سے کوئی بھی چھپ کر کہیں نہ جا سکے گا ارشاد ربانی ہے

لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا — اس کے پاس ان کی شمار ہے اور گن رکھی ہے
وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا — ان کی گنتی اور قیامت کے دن ان میں سے
(سورہ مریم) — ہر ایک اس کے سامنے تنہا آئے گا۔

انسانوں نے جو کام دنیا میں کیے تھے ان کا اکثر حصہ دنیا میں ہی بھول گئے تھے پھر آخرت میں تو کیا یاد رکھیں گے، لیکن اللہ رب العزت ان کے تمام اعمال سے آگاہ فرمائیں گے۔ سورۂ مجادلہ میں فرمایا۔

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا — جس روز اللہ تعالےٰ ان سب کو دوبارہ
فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا أَحْصَاهُ — زندہ کرے گا تو پھر ان کا سب کیا ہوا ان
اللَّهُ وَنَسُوهُ — کو جتا دے گا اللہ نے وہ محفوظ کر رکھا ہے
اور یہ وہ بھول گئے۔

رہا یہ سوال کہ نیکیوں اور برائیوں کا بدلہ قیامت کے دن پر اُدھار

کیوں دکھاہے مرتے کے ساتھ ہی قبر میں کیوں فیصلہ نہیں ہو جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ حکیم و علیم ہیں ان کی حکمت چاہتی ہے کہ فیصلوں اور بدلوں کے لئے قیامت کے دن کا انتظار کیا جائے، اللہ جل شانہ کے علم میں تو (واللہ اعلم) کتنی مصلحتیں اور حکمتیں ہوں گی. سرسری نظر میں جو (مصلحت) ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کا تعلق انسان سے بھی اور اُس کے علاوہ دوسری مخلوق سے بھی ہے اور انسان کو خداوند عالم کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ساری مخلوق سے اچھا برتاؤ رکھے اور عمدہ سلوک کرے، کسی پر جانی یا مالی ظلم نہ کرے. مخلوق کے مخلوق پر جو حقوق ہیں واضح طور پر شریعت مطہرہ نے ان سے آگاہ فرما دیا ہے، پھر یہ کہ انسان کے ذمہ نہ صرف مخلوق کے حقوق ہیں بلکہ اللہ رب العزت کے حقوق بھی ہیں ان کی تفصیل بھی پاک شریعت میں موجود ہے، اس کے ساتھ دوسری بات یہ بھی ذہن نشیں فرما لیجئے کہ نیک عمل اور بُرے عمل دونوں کی دو قسمیں ہیں اوّل وہ اعمال کہ جو عمل کرتے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور ان کو کر لینے کے بعد انسان عذاب یا ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے. دوم وہ اعمال کہ جو وجود میں آتے ہی ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ان کا اثر مسلسل جاری رہتا ہے اور اُس عمل کی وجہ سے اُس عمل کا کرنے والا برابر زیادہ سے زیادہ ثواب یا عذاب کا مستحق ہوتا چلا جاتا ہے مثلاً کسی شخص نے تقریر سے یا تحریر سے تبلیغ کی اور اس کے اثر سے دنیا میں نیکیاں جاری ہیں یا کسی نے کنواں کھدوا دیا ہے یا سرائے بنوا دی ہے یا اور کوئی ایسا کام کر دیا ہے جس کا نفع

اور اگر برابر جاری ہے تو بہرحال اس کا ثواب بھی چالو ہے وہ مر بھی
جائے گا تب بھی اس کا ثواب چالو رہے گا اس کے برعکس اگر کسی نے کوئی
گناہ کا کام چالو کیا یا کسی کو گناہ کا راستہ بتا دیا یا کوئی ایسی کتاب لکھدی
جو انسانوں کو گناہوں پر ابھارتی رہتی ہے یا اور کوئی کام ایسا کر دیا جس
کی وجہ سے گناہ برابر جاری ہیں تو بہرحال اس کے اعمال نامہ میں یہ گناہ
لکھے جا رہے ہیں یہ شخص مر بھی جائے گا تب بھی اس کے اعمال نامہ میں
گناہ بڑھتے رہیں گے اور زیادہ سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوتا رہے گا
اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ جس طرح دنیا میں انسان کے اعمال کا کھاتہ
برابر لکھا جاتا رہتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی اس کے اعمال میں
(اچھے ہوں یا برے) اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

آمدم برسر **مطلب**۔ پس جب کہ قبر یعنی عالم برزخ بھی دار العمل
ہے اور آخرت میں جن اعمال کی وجہ سے عذاب یا ثواب ملتا ہے وہ اب
بھی اس کے اعمال نامہ میں جاری ہیں تو پورے ان اعمال کا بدلہ جو اس کے
اعمال نامہ میں لکھے جاتے ہیں (خواہ اس نے کئے ہوں یا وہ ان کے کرنے کا
سبب بن گیا ہو) کیسے دیدیا جائے، اور آخری فیصلہ کیونکر ہو؟ پھر چونکہ
حقوق العباد کے فیصلے بھی ہونا ضروری ہیں اس لئے بھی قیامت کے دن
پر فیصلہ رکھا گیا کیونکہ عالم برزخ میں تمام حقدار موجود نہ ہوں گے، ہر شخص کی
موت کا وقت جداگانہ ہے، عالم برزخ میں یہ آج پہونچا ہے اور جس نے
اس پر ظلم کیا تھا وہ دس برس بعد وہاں پہونچے گا اور جن لوگوں پر اس نے ظلم

کیا ہے وہ بیس برس بعد دنیا سے رخصت ہوکر برزخ میں جگہ پائیں گے
عدل وانصاف کا تقاضہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں موجود ہوں تب
فیصلہ کیا جاوے تاکہ غائبانہ فیصلہ کرنے پر مدعی یہ اعتراض نہ کرسکے کہ میرا
حق کم دلایا گیا اور مدعا علیہ یوں نہ کہہ سکے کہ میرے خلاف ڈگری دینا اس
وقت صحیح ہوتا جب کہ مدعی موجود ہوتا، کیا بعید تھا کہ مدعی مجھے معاف کر دیتا

لہذا

حکمت و مصلحت اس امر کی مقتضی ہوئی کہ ایک ایسی تاریخ فیصلوں
اور بدلوں کے لئے مقرر کی جاوے جس میں سب حاضر ہوں اور جس میں ہر قسم
کے اعمال (خواہ خود کئے ہوں یا بالواسطہ بندہ کے اعمال نامہ میں لکھے گئے
ہوں) ختم ہو چکے ہوں تاکہ سب کے سامنے فیصلہ ہو اور پورے اعمال کا پورا
بدلہ دیا جاوے اسی تاریخ کو قیامت کا دن کہتے ہیں، قیامت کے دن
یہ عالم ختم ہو جائے گا۔ اور ہر قسم کے اعمال اور اعمال کے سلسلے ختم ہو جائیں گے
اور تمام اولین و آخرین زندہ کرکے حاضر کئے جائیں گے اور اس روز فیصلے
ہوں گے اور بدلے ملیں گے۔

باقی رہا یہ سوال کہ اس دنیا میں کیوں فیصلے نہیں ہوتے اور بدلے
کیوں نہیں ملتے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ دنیا دار العمل ہے اس میں
امتحان کے لئے آتے ہیں، عمل کی جگہ عمل کی جزا ملنے لگے تو ایمان بالغیب نہ رہے
اور امتحان کا مقصد بے معنی ہو جائے پھر یہ کہ عمل برابر جاری ہیں، نیکیوں سے
بہت سے گناہ (صغیرہ) معاف ہوتے رہتے ہیں اور توبہ کرنے کا بھی موقعہ ہے

اس لئے یہ مناسب اور صحیح ہے کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں فیصلے ہوں اور بدلے دئے جائیں۔ قیامت کا دن جب ختم ہو گا اور رب کے فیصلے ہو جائیں گے تو ہر ایک اپنے اپنے انجام کے مطابق دوزخ یا جنت میں پہنچے گا وہ مومن گنہ گار جو اعمال بد کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے بعد میں جب اللہ جل شانہ کی مشیت ہو گی دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر دئے جائیں گے لیکن جنت سے نکل کر کسی کو کسی دوسری جگہ نہ بھیجا جائے گا قیامت کے فیصلہ کے بعد جنت کا فیصلہ ہو جانا ہی حقیقی کامیابی ہے قرآن شریف میں ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران)

ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور تم کو پورے بدلے قیامت کے روز دیے جائیں گے پس جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا سو وہ پورا کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی دھوکہ کی پونجی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

انسان کے اعمال کا بدلہ جو دوزخ یا جنت کی شکل میں ملے گا اور اس کے اعمال کے فیصلے جو قیامت کے دن ہوں گے ان کے احوال اور تفصیلات قرآن و حدیث میں خوب کھول کر بیان کئے گئے ہیں مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں میں بھی مرنے کے بعد اعمال کا بدلہ ملنے کے بارے میں کچھ تصورات و توہمات ہیں لیکن ان کے توہمات اور تصورات کی کوئی صحیح بنیاد نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تصورات انہوں نے اپنی اٹکل سے تجویز کر لئے ہیں جو اللہ تعالے کے

رسولوں (صلے اللہ علیہم وسلم) کی تعلیمات اور اُن کے ارشاد فرمودہ اعتقادات کے خلاف ہیں مثلاً بعض قوموں میں عقیدہ تناسخ چلا آرہا ہے جس ان لوگوں نے اپنی طرف سے تجویز کیا ہے ان لوگوں کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی روح دوسرے انسان یا حیوان کے قالب میں جگہ پا کر نیا جنم لیتی ہے اور ہمیشہ یہی ہوتا رہتا ہے، اس کا نام انہوں نے آواگون تجویز کیا ہے اس عقیدہ کا باعث یہ نہیں ہے کہ خدا کے پیغمبروں کی بتائی ہوئی بات کو مان کر ایسا کر رہے ہیں بلکہ اس عقیدہ کے گڑھنے کا باعث یہ ہے کہ ان لوگوں کو دنیا میں انسانوں کے مختلف مراتب اور درجات اس طرح نظر آئے کہ کوئی حاکم ہے کوئی محکوم، کوئی امیر ہے، کوئی غریب کوئی خادم ہے کوئی مخدوم اور اسی طرح کے بے شمار فرق ہیں اس اختلاف مراتب اور اعلےٰ و ادنےٰ ہونے کا کیا باعث ہے؟ اس کا فلسفہ ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا اور ہادیٔ ثقلین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی طرف رجوع کرتے تو اس اختلاف مراتب کے اسباب بہت سے معلوم ہو جاتے، خود سمجھنا چاہا اس لئے سمجھنے سے عاجز رہے، ناچار اپنی طرف سے یہ تجویز کیا کہ پچھلے جنم میں جو کرم کئے تھے یہ اچھا یا بُرا حال اسی کا نتیجہ ہے، ان نادانوں کا یہ عقیدہ جو ان کا خود ساختہ ہے مختلف پہلوؤں سے غلط ہے اگر غور کیا جائے تو سرسری نظر میں ایک بڑا اشکال اور اعتراض اس عقیدہ کے تسلیم کرنے کے ساتھ ہی معمولی سمجھ والے انسان کی عقل میں یہ آتا ہے کہ عمل کا بدلہ (عذاب کی حیثیت میں) حقیقۃً وہی بدلہ سمجھا جا سکتا ہے جس کے بارے میں بدلہ ملنے والے کو اس کا علم اور یقین

ہو کہ مجھے یہ آرام یا تکلیف فلاں عمل کی وجہ سے مل رہی ہے، اگر آرام پانے والے یا سزا بھگتنے والے کو اس کا علم نہ ہو کہ یہ آرام یا تکلیف فلاں عمل کے باعث ہے تو اس کو بدلہ کہنا بے معنی ہوا۔ دنیا میں جو لوگ موجود ہیں جب کہ ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ آرام یا تکلیف فلاں جگہ کے فلاں عمل کی وجہ سے ہے تو دنیا کے آرام و راحت یا تکلیف و مصیبت کو کسی پچھلے جنم کا نتیجہ کیوں کر تسلیم کیا جائے؟ سزا بھگتنے والے کو جب ہی تو پشیمانی اور پچھتاوا ہوگا جب کہ اسے یہ خبر ہو کہ یہ فلاں عمل کی سزا ہے، کاش وہ عمل میں نہ کرتا۔

بہر حال حق وہی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا اور بتایا انہوں نے جو کچھ فرمایا صحیح فرمایا جو بتایا اللہ کی طرف سے فرمایا ظن وگمان اور اٹکل کو انہوں نے بے معنی قرار دیا۔

اب میں قرآن حکیم اور ارشادات نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی روشنی میں قیامت کے حالات مفصل لکھتا ہوں، یہ حالات حق ہیں ان کو سچا جانو اور اپنی عاقبت کی فکر کرو۔

قیامت کا آنا ضروری ہے، کوئی مانے یا نہ مانے وعدہ سچا ہے جو ہو کر رہے گا۔ جس وقت قرآن کریم نازل ہوتا تھا اس وقت بھی قیامت کے منکر تھے اور آج بھی اس حقیقت ثابتہ کے انکار کرنے والے موجود ہیں نزول وحی کے وقت جو لوگوں کو اس بارے میں شکوک وشبہات تھے متعدد مواقع میں قرآن شریف میں ان کے جوابات دیئے گئے ہیں ذیل میں چند آیات اسی عنوان کی درج کی جاتی ہیں، سورۂ یٰسٓ میں فرمایا۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ — اور بیان کی (انسان نے) ہمارے لئے مثال
قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَ — اور بھول گیا اپنی پیدائش کو کہنے لگا کون
هِيَ رَمِيْمٌ ۝ — ہڈیوں کو زندہ کرے گا جب کہ وہ گلی سڑی ہوں گی

اس آیت کریمہ میں انسان کی جرأت بیجا کی شکایت فرمائی ہے کہ دیکھو وہ خدا پر بھی فقرے چسپاں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میاں گلی سڑی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا! بس یہ سب کہنے کی باتیں ہیں!! ایسا سوال کرتے وقت انسان اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے اگر اسے اپنی پیدائش کا خیال ہوتا اور اس بات کو بھول نہ جاتا کہ اس کی پیدائش ایک قطرۂ ذلیل سے ہے تو اللہ جل شانہٗ کے متعلق ایسے لفظ کہنے میں کچھ تو شرماتا اور عقل سے کام لیتا تو اس سوال کا جواب بھی اپنی پیدائش میں غور کرنے سے پالیتا آگے اس سوال کا مفصل جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَا — آپ فرما دیجئے کہ ان ہڈیوں کو وہی زندہ کریگا
اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۝ — جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا اور
وہ سب بنانا جانتا ہے۔

یعنی جس نے پہلی مرتبہ ہڈیوں کو وجود بخشا اور ان میں جان ڈالی وہی دوبارہ ان کو زندگی بخشے گا وہ قادر مطلق ہے اس کے لئے سب کچھ آسان ہے بدن کے اجزا، اور ہڈیوں کے ذرّے جہاں کہیں بھی منتشر ہوں ان کا ایک ایک ذرّہ اس کے علم میں ہے وہ ہر طرح بنانے پر قدرت رکھتا ہے، غور کرنا چاہئے کہ جس نے نطفہ کو مختلف حالات سے گذار کر جیتی جاگتی تصویر دیکر

روح ڈالدی بھلا اس کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ مُردوں کو زندہ نہ کرسکے

أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ۔

انسانی سمجھ کا تقاضہ تو یہ ہے کہ پہلی مرتبہ عدم سے وجود بخشنے کے بعد دوبارہ زندگی دینا آسان ہے سورۂ روم میں فرمایا

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ — اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر اس کو دوبارہ پیدا کردے گا اور یہ (دہرانا) اس کے لئے اول مرتبہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔

یعنی تم خود ہی سمجھ لو کہ جس نے پہلی مرتبہ بغیر نظیر اور نقشہ اور خاکے کے وجود بخشا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر کیوں کر قادر نہ ہوگا، گو اس کے لئے اولیں پیدائش اور دوسری پیدائش ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سب برابر ہے لیکن تمہارے محسوسات کے اعتبار سے اول بار پیدا کرنے سے دوسری بار دہرادینا آسان ہونا چاہیئے، یہ عجیب بات ہے کہ جس نے پہلی بار وجود بخشا وہ موت دے کر دوبارہ زندہ نہ کرسکے، کچھ تو سمجھو سورۂ احقاف میں فرمایا۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن — کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور ان کے بنانے سے ۔۔ تھکا نہیں وہ قدرت رکھتا ہے کہ

ف فی الحدیث القدسی ۔ فاما تکذیبہ ایای فقولہ لن یعیدنی کما بدانی ولیس اول الخلق باھون علی من اعادتہ (رواہ البخاری)

يُحْيِيَ الْمَوْتٰى بَلٰى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ — مردوں کو زندہ کردے ضرور! وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی جس نے آسمانوں اور زمین جیسی بڑی بڑی چیزیں محض اپنی قدرت کاملہ سے پیدا فرما دیں کیا اس پر قدرت نہیں رکھتا کہ مُردوں کو زندہ کرے! بلاشبہ اس پر وہ ضرور قادر ہے۔

سورۂ حٰم سجدہ میں فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ — اور منجملہ اس کی نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے دبی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں ابھرتی ہے بے شک جس نے اس زمین کو زندہ کردیا وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یعنی جس خداوند کریم نے اس زمین کو زندہ کردیا وہی مُردوں کے جسموں میں دوبارہ جان ڈالدے گا۔

ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالےٰ مخلوق کو کیسے دوبارہ زندہ فرمائے گا۔ اور (موجودہ) مخلوق میں اس کی کیا نظیر ہے؟ اس پر آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہوا کہ تم اپنی قوم کے جنگل پر اس وقت نہیں گذرے جب کہ زمین سوکھی ہوئی تھی پھر دوبارہ اس وقت گذرے جب کہ وہ ہری بھری ہو کر لہلہاتی ہوئی تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایسا تو ہوا

ہے، آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی اللہ کی نشانی ہے اس کی مخلوق میں (یعنی موت کے بعد زندہ کرنے کی ایک نظیر ہے) اسی طرح اللہ مُردوں کو زندہ فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

بعض جگہ قرآن شریف میں قیامت کے منکروں کا اشکال نقل فرما کر ان کا جواب دلیل سے نہیں دیا بلکہ قیامت قائم ہونے کا یقین دلانے کے لئے وقوع قیامت کے دعویٰ کو دُہرا دیا ہے چنانچہ سورۂ وصافات میں اول منکرین کی بات نقل فرمائی پھر جواب میں دعویٰ کو دُہرا دیا چنانچہ ارشاد ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ

کیا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم اُٹھائے جائیں گے کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی اٹھائے جائیں گے، آپ فرما دیجئے کہ ہاں (تم اُٹھائے جاؤ گے) اور ذلت کی حالت میں ہوگے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی یہ آگیا بدلہ کا دن، ہے (جواب ملے گا کہ) یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے۔

سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ

اور کہنے لگے کافر کیا ہم بتائیں تم کو ایک مرد جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم پھٹ کر ذرا ذرا سے ریزے ہو جاؤ گے۔ تم کو پھر نئے سرے سے

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ	بنا ہے، کیا باندھا ہے اللہ پر جھوٹ، یا اس کو
جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	جنون ہے، کچھ بھی نہیں لیکن جو لوگ آخرت پر ایمان
بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ	نہیں رکھتے، آفت میں ہیں اور گمراہی میں دور
الْبَعِيْدِ ۝	جا پڑے ہیں۔

الحاصل قیامت برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حسب مشیت ہوگی صور پھونک دیا جائے گا قیامت آموجود ہوگی تو کوئی بھی اس کا جھٹلانے والا نہ ہوگا، اس کے آنے کا وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے لوگوں کے اعتراض کرنے سے اللہ تعالیٰ وقت سے پہلے ظاہر نہ فرمائیں گے۔ سورۂ سبا میں یہ بھی ارشاد ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ	اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا، اگر تم
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ	سچے ہو، آپ کہدیجئے کہ تمہارے لئے وعدہ ہے
يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً	ایک دن کا نہ ایک گھڑی اس سے لیٹ کئے
وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝	جاؤ گے اور نہ مقدم

قیامت کی نشانیاں احقر نے ایک کتاب میں جمع کردی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیاں[1] کے نام سے شائع ہوچکی ہے لہٰذا علامات قیامت کا مطالعہ اسی میں فرمائیں اب ان لوگوں کا مختصر حال لکھکر جن پر قیامت قائم ہوگی، احوال قیامت لکھنا شروع کرتا ہوں واللہ ولی التوفیق وھو خیر عون وخیر رفیق۔

---

[1] قیمت عہ ملنے کا پتہ ادارہ اشاعت دینیات حضرت نظام الدین رح دہلی

قیامت کن لوگوں پر قائم ہوگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت بدترین مخلوق پر قائم ہوگی نیز ارشاد فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کیا جاتا رہے گا، یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کسی ایسے شخص پر قائم نہ ہوگی جو اللہ اللہ کہتا ہوگا (مسلم شریف)

ایک طویل حدیث میں ہے کہ (چونکہ کسی مسلمان کی موجودگی میں قیامت قائم نہ ہوگی اس لئے دنیا کے اسی لیل ونہار کے ہوتے ہوئے) اچانک اللہ تعالےٰ ایک عمدہ ہوا بھیجدیں گے جو مسلمانوں کی بغلوں میں لگ کر ہر مومن اور مسلم کی روح قبض کرلے گی اور بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو (سب کے سامنے بے حیائی سے) گدھوں کی طرح عورتوں سے زنا کریں گے (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دجال کو قتل کرنے کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام سات برس لوگوں میں رہیں گے، اس دور میں دو آدمیوں کے درمیان ذرا دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالےٰ ملک شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجدیں گے جس کی وجہ سے تمام مومن ختم ہوجائیں گے (اور) زمین پر کوئی بھی ایسا شخص باقی نہ رہے گا جس کے دل میں خیر کا (یا فرمایا ایمان کا) کوئی ذرہ ہوگا یہاں تک کہ اگر تم (مسلمانوں) میں سے کوئی شخص کسی پہاڑ کے

اندر (کھو میں) داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا وہاں بھی داخل ہو کر اس کی روح قبض کرے گی۔

اس کے بعد بدترین لوگ رہ جائیں گے (جو بُرے کرتوتوں اور شرارت کی طرف بڑھنے میں) ہلکے پرندوں کی طرح (تیزی سے اُڑنے والے) ہوں گے اور (دوسروں کا خون بہانے اور جان لینے میں) درندوں جیسے اخلاق والے ہوں گے، نہ بھلائی کو پہچانتے ہوں گے نہ بُرائی کو بُرائی سمجھتے ہونگے۔ ان کا یہ حال دیکھکر انسانی صورتوں میں شیطان ان کے پاس آکر کہے گا کہ افسوس تم کیسے ہو گئے، تمہیں شرم نہیں آتی (کہ اپنے باپ دادوں کا دین چھوڑ بیٹھے) وہ اس سے کہیں گے کہ تو ہی بتا ہم کیا کریں۔؟ لہٰذا وہ اُن کو بُت پرستی کی تعلیم دے گا (اور وہ بُت کی پوجا کرنے لگیں گے) وہ اسی حال میں ہوں گے (یعنی قتل و خون، شر و فساد اور بُت پرستی میں مصروف ہوں گے) اور ان کو خوب رزق مل رہا ہوگا اور اچھی زندگی گذر رہی ہوگی کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ صور کی آواز سب ہی سنیں گے جو جو سنتا جائے گا (دہشت کے سبب حیران ہو کر) ایک طرف کو گردن جھکا دیگا اور دوسری طرف کو اُٹھا دے گا۔

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے جو شخص اس کی آواز سنے گا وہ ہوگا جو اونٹوں کے پانی پلانے کا حوض لیپ رہا ہو گا، یہ شخص صور کی آواز سُنکر بیہوش ہو جائے گا اور پھر سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے، پھر خدا ایک بارش بھیجے گا جو شبنم کی طرح ہوگی اس سے آدمی اُگ جائیں گے (یعنی قبروں میں مٹی کے جسم

بن جائیں گے) پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو اچانک سب کھڑے دیکھتے ہوں گے۔ اس کے بعد اعلان ہوگا کہ اے لوگو چلو اپنے رب کی طرف اور (فرشتوں کو حکم ہوگا کہ) ان کو ٹھیراؤ ان سے سوال ہوگا پھر اعلان ہوگا۔ کہ (اس سارے مجمع سے) دوزخیوں کو علیحدہ کر دو اس پر دریافت کیا جائیگا (اللہ جل شانہٗ سے) کہ کس تعداد میں سے کتنے دوزخی نکالے جائیں جواب ملے گا کہ فی ہزار ۹۹۹ دوزخی نکالو، اس کے بعد آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ دن ہوگا کہ جس کی ہیبت اور دہشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور یہ دن بڑا ہی مصیبت کا ہوگا (مسلم شریف)

ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ قیامت قائم ہونے کے وقت کوئی مسلمان دنیا میں موجود نہ ہوگا، اس عظیم مصیبت سے خداوند عالم اہل انسانوں کو محفوظ رکھیں گے جن کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوگا۔

قیامت کی تاریخ سے باخبر نہیں کیا گیا

اللہ رب العزت ہی جانتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی۔ قرآن شریف میں بتایا گیا ہے کہ قیامت اچانک آجائے گی باقی اس کی مقررہ تاریخ سے باخبر نہیں کیا گیا

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انسانی صورت میں آکر حاضرین مجلس کی موجودگی میں آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ قیامت کب قائم ہوگی تو ان کے اس سوال کے جواب میں آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

ما المسئول عنھا باعلم من السائل — اس بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ اس کو علم نہیں ہے جس سے سوال کیا گیا ہے (بخاری و مسلم)

یعنی اس بارے میں اور تم دونوں برابر ہیں نہ مجھے اس کے قائم ہونے کے وقت کا علم ہے نہ تم کو ہے، ایک مرتبہ جب لوگوں نے آں حضرت سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آئے گی تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے حکم ہوا۔

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؕ ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ یَسْــٴَـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ (الاعراف)

آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی ظاہر نہ کرے گا وہ آسمان وزمین میں بڑا بھاری حادثہ ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی، وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

قیامت اچانک آجائے گی

سورۂ انبیاء میں فرمایا۔

بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ؕ

بلکہ وہ آجائے گی اچانک اُن پر اور اُن کو بدحواس کر دے گی نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی اور نہ اُن کو مہلت دی جائے گی۔

اس آیت مبارکہ سے اور اس سے پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت اچانک آجائے گی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ البتہ قیامت ضرور اس حالت میں قائم ہوگی کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان (خرید و فروخت کیلئے) کپڑا کھول رکھا ہوگا اور ابھی معاملہ طے کرنے اور کپڑا لپیٹنے بھی نہ پائیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی (پھر فرمایا کہ) البتہ قیامت ضرور اس حال میں قائم ہوگی کہ ایک انسان اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر جا رہا ہوگا اور پی بھی نہ سکے گا، اور قیامت یقیناً اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنا حوض لیپ رہا ہوگا اور ابھی اس میں (مویشیوں کو) پانی بھی نہ پلانے پائیگا، اور واقعی قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ انسان اپنے منہ کی طرف لقمہ اُٹھائے گا اور اسے کھا بھی نہ سکے گا (بخاری و مسلم)

یعنی جیسے آجکل لوگ کاروبار میں لگے ہوئے ہیں اسی طرح قیامت کے آنے والے دن بھی مشغول ہوں گے کہ اچانک قیامت آپہونچے گی۔ جس روز قیامت قائم ہوگی وہ جمعہ[1] کا روز ہوگا، آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم (علیہ السلام) پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے اور اسی دن وہ جنت سے نکالے گئے اور قیامت جمعہ ہی کے روز قائم ہوگی۔ (مسلم شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز قیامت قائم ہوگی ہر مقرب فرشتہ اور آسمان اور زمین اور پہاڑ اور سمندر یہ سب جمعہ کے دن کو ڈرتے ہیں کہ کہیں آج قیامت نہ ہو جائے (مشکوٰۃ شریف)

---

[1] حاشیہ صفحہ ۲۳ پر دیکھئے ۱۲

صور اور نفخ صور

قیامت کی ابتدا صور پھونکنے سے ہوگی، آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ نے ارشاد فرمایا کہ صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا (مشکوٰۃ شریف) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں مزے کی زندگی کیوں کر گذاروں گا حالانکہ صور پھونکنے والے (فرشتہ) نے منہ میں صور لے رکھا ہے اور اپنا کان لگا رکھا ہے اور ماتھا جھکا رکھا ہے اس انتظار میں کہ کب صور پھونکنے کا حکم ہو (مشکوٰۃ شریف) سورۂ مدثر میں صور کو ناقور فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ

پھر جب ناقور (یعنی صور) پھونکا جاوے گا تو وہ کافروں پر ایک سخت دن ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی

سورۂ زمر میں فرمایا

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ۞

اور صور میں پھونکا جائے گا سو بے ہوش ہو جائیں گے جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں سوائے ان کے جن کا ہوش میں رہنا اللہ چاہیں پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا تو وہ فوراً کھڑے ہو جائیں گے ہر طرف دیکھتے ہوئے۔

(حاشیہ صفحہ ۲۲) ۔ یہ جو مشہور ہے کہ قیامت محرم کی دسویں تاریخ کو قائم ہوگی کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے یہ بات یوں ہی مشہور ہو گئی ہے۔ مجمع البحار میں اس کو موضوع یعنی گھڑی ہوئی باتوں میں شمار کیا ہے ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ میں دو مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے پہلی مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے (اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ) پھر زندے تو مر جائیں گے اور جو مر چکے تھے اُن کی روحوں پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جائے گی، اس کے بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو مُردوں کی روحیں ان کے بدنوں میں واپس آ جائیں گی اور جو بے ہوش تھے ان کی بے ہوشی چلی جائے گی اور افاقہ ہو جائے گا، اس وقت کا عجیب و غریب حال دیکھ کر سب حیرانی سے تکتے ہوں گے اور خداوند کریم کی بارگاہ میں پیشی کے لئے تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائیں گے سورہ یٰسٓ شریف میں فرمایا۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

اور صور میں پھونکا جائے گا پس ناگاہ وہ اپنے رب کی طرف جلدی جلدی پھیل پڑیں گے کہیں گے کہ ہائے ہماری خرابی کس نے ہم کو اُٹھا دیا ہمارے لیٹنے کی جگہ سے (جواب ملے گا کہ) یہ وہ ماجرا ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا ہے اور پیغمبروں نے سچی خبر دی، بس ایک چنگھاڑ ہو گی پھر اسی وقت وہ سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دئے جائیں گے۔

یعنی کوئی زُدپوش ہو سکے گا نہ چھُپ کر جا سکے گا، سب خداوند عالم کے حضور میں موجود کر دئے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰے

علیہ وسلم نے پہلی بار اور دوسری بار صور پھونکنے کا درمیانی فاصلہ بتاتے ہوئے
چالیس کا عدد فرمایا، حاضرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے
پوچھا کہ کیا چالیس؟ چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال، آں حضرت
صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ اس سوال کے جواب میں حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالے عنہ نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور فرمایا کہ مجھے خبر نہیں (یا یاد نہیں)
کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چالیس فرمایا یا چالیس سال یا چالیس دن فرمایا
دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد پھر اللہ تعالے آسمان سے پانی برسا دیں گے
جس کی وجہ سے لوگ (قبروں سے) اُگ جائیں گے جیسے (زمین سے) سبزی
اُگ جاتی ہے) یہ بھی فرمایا کہ انسان کے جسم کی ہر چیز گل جاتی ہے یعنی مٹی میں
مل کر مٹی ہو جاتی ہے سوائے ایک ہڈی کے کہ وہ باقی رہتی ہے قیامت کے
روز اسی سے جسم بنا دئے جائیں گے یہ ہڈی ریڑھ کی ہڈی ہے (بخاری ومسلم)

سورۂ زمر کی آیت میں یہ جو فرمایا کہ صور پھونکے جانے سے سب بیہوش
ہو جائیں گے، سوائے ان کے جن کو اللہ چاہے اس کے متعلق مفسرین کے چند اقوال
ہیں کسی نے فرمایا کہ شہداء مراد ہیں، کسی نے کہا کہ جبرئیل ومیکائیل اور اسرافیل
وعزرائیل کے متعلق فرمایا ہے کسی نے حاملین عرش کو بھی اس استثناء میں شامل
کیا ہے، ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں (واللہ تعالے اعلم) ممکن ہے کہ بعد میں
ان پر بھی فنا طاری ہو جن کو اس استثناء میں بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ آیت لِمَنِ
الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کی تفسیر میں صاحب معالم التنزیل لکھتے ہیں
کہ جب مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد اللہ تعالے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (کس کا راج

---

[1] ایک حدیث میں ہے کہ رائی کے دانہ کے برابر ریڑھ کی ہڈی باقی رہ جاتی ہے اسی سے دوبارہ جسم بنیں گے
(از مترجم)

ہے آج) فرمائیں گے تو کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا لہٰذا خود ہی جواب میں فرمائیں گے
لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (آج بس اللہ ہی کا راج ہے جو تنہا ہے (اور) قہار ہے
یعنی آج کے روز بس اسی شہنشاہ مطلق کا راج ہے جس کے سامنے ہر
طاقت دبی ہوئی ہے، تمام مجازی سلطنتیں اور حکومتیں اس وقت فنا ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک لوگ قیامت کے روز
بے ہوش ہو جائیں گے اور میں بھی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا، پھر
سب سے پہلے میری ہی بے ہوشی دور ہوگی تو اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ (پیغمبر
علیہ الصلوٰۃ والسلام) عرش الٰہی کی ایک جانب پکڑے کھڑے ہیں، میں نہیں جانتا
کہ وہ بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ چکے ہوں گے یا ان پر بے ہوشی آئی
ہی نہ ہوگی اور وہ اُن میں سے ہوں گے جن کے بارے میں ارشاد خداوندی
اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ہے۔

(مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام)

کائنات عالم کا درہم برہم ہونا

صور پھونکے جانے سے نہ صرف یہ کہ انسان مرجائیں گے بلکہ کائنات کا نظام ہی درہم برہم ہو جائے گا۔ آسمان پھٹ جائے گا ستارے جھڑ جائینگے اور بے نور ہو جائیں گے چاند سورج کی روشنی ختم کردیجائیگی زمین ہموار میدان بن جائے گی، پہاڑ اُڑتے پھریں گے۔

ذیل کی آیات واحادیث سے یہ باتیں واضح طور پر ظاہر ہو رہی ہیں۔

پہاڑوں کا حال

ارشاد باری ہے

اَلْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۔

وہ کھڑکھڑانے والی، کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی اور تو کیا سمجھا کیا ہے وہ کھڑکھڑانے والی جس روز لوگ پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اون کی طرح ہوں گے۔

اَلْقَارِعَةُ (کھڑکھڑانے والی) قیامت کو فرمایا ہے، یہ نام اس کا اس لئے رکھا گیا کہ وہ دلوں کو گھبراہٹ سے اور کانوں کو سخت آواز سے کھڑکھڑا دے گی۔ اس روز انسان پروانوں کی طرح بے تابانہ بدحواس ہوکر محشر کی طرف جمع ہونے کے لئے چل پڑیں گے ایسے غیر منظم طریقہ پر چلیں گے کہ جیسے پروانے اندھادھند چراغ پر گرتے جاتے ہیں اور پہاڑوں کا یہ حال ہوگا کہ جیسے

دھنیا اون یا روئی کو دُھن کر ایک ایک پھایہ اُڑا دیتا ہے اسی طرح پہاڑ متفرق ہو کر اُڑ جائیں گے۔ سورہ مرسلٰت میں فرمایا وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ (اور جب پہاڑ اُڑا دیئے جائیں گے) سورہ نبا میں فرمایا وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا (اور چلائے جائیں گے پہاڑ تو ہو جائیں گے چمکتا ہوا ریت) سورہ نمل میں فرمایا

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً — اور تو دیکھے پہاڑوں کو یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جمے
وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ — ہوئے ہیں حالانکہ وہ چلیں گے بادل کے چلنے
اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ — کی طرح کاریگری اللہ کی جسنے درست کیا ہر چیز کو۔

یعنی یہ بڑے بڑے پہاڑ جن کو تم اس وقت دیکھ کر یہ خیال کرتے ہو کہ یہ ایسے جمے ہوئے ہیں کہ کبھی اپنی جگہ سے جنبش ہی نہ کھا سکیں گے ان پر ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ یہ روئی کے گالوں کی طرح اُڑتے اُڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے، اللہ رب العزت نے حکمت کے مطابق ہر چیز کو درست کیا اسی نے آج پہاڑوں کو ایسا بوجھل اور بھاری اور جامد بنایا کہ زمین کو بھی ہلنے سے روکے ہوئے ہیں۔ (وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ) پھر قیامت کے روز ان کا مالک اور خالق ذرہ ذرہ کر کے اُڑا دے گا، یہ سب اس صانع حقیقی کی کاریگری ہے جس کا کوئی تصرف حکمت سے خالی نہیں، سورہ واقعہ میں فرمایا وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا (اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے پہاڑ پھر ہو جائیں گے اُڑتا ہوا غبار)

آسمان و زمین

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا — اور وہ آپ سے پہاڑوں کے متعلق دریافت

رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا

کہتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ میرا رب ان کو اچھی طرح اڑا دے گا پھر زمین کو چھوڑ دے گا چٹیل میدان، نہ دیکھے گا تو اس میں موڑ اور ٹیلا

یعنی قیامت کے روز پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اور زمین صاف اور ہموار میدان بنا دی جائے گی کوئی ٹیلا اس پر نہ رہے گا سورۂ ابراہیم میں فرمایا

یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

جس دن بدل دی جائے اس زمین سے دوسری زمین اور بدلے جائیں آسمان اور لوگ نکل کھڑے ہوں گے اللہ واحد قہار کے سامنے۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین قیامت کے روز بدل دیئے جائیں گے اور اپنی اس ہیئت موجودہ پر برقرار نہ رہیں گے اس آیت کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ جب آسمان و زمین بدلے جائیں گے تو اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ اس کے جواب میں فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پل صراط پر ہوں گے (مسلم شریف) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت شریفہ میں جو آسمان و زمین کے بدلے جانے کا ذکر ہے وہ حساب کتاب ہونے کے بعد اس وقت ہوگا جب کہ لوگ جنت یا دوزخ میں بھیجے جانے کے لیے پل صراط پر پہنچ جائیں گے۔

پہلی آیت میں جو ذکر ہوا کہ زمین ہموار اور صاف میدان کر دی جائیگی یہ حساب و کتاب شروع ہونے سے پہلے کا ذکر ہے، حضرت سہل بن سعد رضی

رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایسی زمین پر جمع کئے جائیں گے جس کا رنگ سفید ہوگا لیکن سفیدی مٹیالے رنگ کی طرف مائل ہوگی، اس وقت زمین مثل میدہ کی روٹی کے ہوگی کسی کی اس میں نشانی نہ ہوگی (بخاری)

جب قیامت ہوگی تو آسمان میں یہ تبدیلی ہوگی کہ اس کے ستارے جھڑ پڑیں گے اور بے نور ہو جائیں گے اور چاند سورج کی روشنی لپیٹ دی جائے گی نیز آسمان پھٹ پڑے گا اور اس میں دروازے ہو جائیں گے۔

سورۂ نبا میں فرمایا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَأْتُوْنَ أَفْوَاجًا وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝

جس دن پھونکا جائے گا صور میں تو تم چلے آؤ گے غول کے غول اور کھولا جائیگا آسمان تو ہو جائیں گے اس میں دروازے۔

یعنی آسمان پھٹ کر ایسا ہو جائے گا کہ گویا دروازے ہی دروازے ہیں،

سورۂ مرسلت میں فرمایا وَإِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ (اور جب آسمان میں جھروکے پڑجائیں گے)

سورۂ فرقان میں فرمایا

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ۝

جس روز پھٹ جائے آسمان بادل سے اور اتار دیے جائیں فرشتے لگاتار۔

سورہ حاقہ میں فرمایا

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّحُمِلَتِ الْأَرْضُ

پھر جب صور میں پھونک ماری جاوے ایک پھونک اور اُٹھا دیے جائیں (اپنی جگہ سے

وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؕ	زمین اور پہاڑ پھر دونوں ایک دفعہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے تو اس روز ہو پڑنے والی ہو پڑے گی (یعنی قیامت) اور آسمان پھٹ جائے گا تو وہ اس روز بودا ہو گا اور فرشتے آسمان کے کناروں پر آجاویں گے اور آپکے پروردگار کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے

جس وقت درمیان سے آسمان پھٹنے لگے گا تو فرشتے اس کے کناروں پر چلے جائیں گے۔

سورۂ رحمٰن میں ارشاد فرمایا

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ؕ	پس جب آسمان پھٹ جاوے گا تو ایسا سرخ ہو جاوے گا جیسے سرخ نری۔

اور سورہ معارج میں فرمایا ہے کہ آسمان اس روز مُہل یعنی پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا یعنی پھٹنے کے ساتھ اُس کا رنگ بھی بدل جائیگا اور سرخ ہو جائے گا سورۂ طور میں فرمایا ہے کہ اُس روز آسمان کپکپا اُٹھیگا یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا (یعنی کپکپا کر پھٹ پڑے گا۔ سورۂ انشقاق میں فرمایا

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ	جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کا حکم سن لے گا اور وہ اسی لائق ہے اور جب زمین کھینچکر بڑھا دی جائے گی اور اپنے اندر کی چیزوں کو باہر ڈالدے گی اور خالی ہو جائے گی

اور اپنے رب کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے

آسمان کو پھٹنے کا اور زمین کو کھنچکر بڑھ جانے اور پھیل جانے کا حکم ان کے رب کی طرف سے ہوگا، دونوں اللہ کی مخلوق ہیں، مخلوق کو خالق کا حکم سننا اور عمل کرنا لازمی امر ہے یہ دونوں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ اور اُن کو یہی لائق بھی ہے کہ اپنے خالق و مالک کے حکم کے آگے جھک جائیں۔ اور فرماں برداری میں ذرا چون وچرا نہ کریں۔

زمین کھینچکر ربڑ کی طرح بڑھادی جاوے گی اور عمارتیں اور پہاڑ وغیرہ سب برابر کر دئے جائیں گے تاکہ ایک سطح مستوی پر سب اولین وآخرین بیک وقت کھڑے ہوسکیں اور کوئی حجاب حائل باقی نہ رہے، زمین اپنے اندر کی چیزوں کو باہر ڈالدے گی اور خالی ہو جائے گی یعنی وہ اپنے اندر سے خزانے اور مُردے اور مُردوں کے اجزار اُگل ڈالے گی اور ان تمام چیزوں سے خالی ہوجائے گی جن کا تعلق بندوں کے اعمال کی جزا ملنے سے ہوگا۔

چاند سورج اور ستارے جب صور پھونکا جائے گا تو چاند سورج اور ستارے بھی اپنے حال پر باقی نہ رہیں گے۔

سورۂ تکویر میں فرمایا

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ جب آفتاب بے نور ہو جاوے گا اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے۔

سورۂ انفطار میں فرمایا

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۔ جب آسمان پھٹ جاوے گا اور

جب ستارے جھڑ پڑیں گے۔

ان آیات سے آسمان کا پھٹنا اور ستاروں کا جھڑ کر گرنا واضح ہوا سورۂ مرسلت میں فرمایا ہے کہ اس روز ستاروں کی روشنی ختم کردی جائے گی، چنانچہ ارشاد ہے۔

فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ — سو جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔

سورۂ قیامہ میں فرمایا

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ كَلَّا لَا وَزَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ۔

پوچھتا ہے (انسان) کب ہوگا دن قیامت کا، پس جب چندھیانے لگے آنکھ اور بے نور ہو جائے چاند اور جمع کئے جاویں چاند اور سورج اُس روز کہے گا انسان کہاں چلا جاؤں بھاگ کر ہرگز نہیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں اس دن صرف تیرے رب کی طرف جا ٹھیرنا ہے۔

ان آیات کریمہ سے واضح ہوا کہ قیامت کے روز چاند بھی بے نور ہو جائیگا چاند کے بے نور ہونے کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (سورج اور چاند جمع کئے جاویں گے) یعنی صرف چاند ہی بے نور نہ ہوگا بلکہ بے نور ہونے میں دونوں شریک ہوں گے، چاند کے بے نور ہونے کا خصوصیت کے ساتھ شاید اس لئے ذکر فرمایا کہ اہلِ عرب کو قمری حساب رکھنے کی وجہ سے اس کا حال دیکھنے کا زیادہ اہتمام تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز چاند[1] اور سورج دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے۔ (بخاری شریف) یعنی ان کی روشنی لپیٹ دی جاوے گی جس کے باعث روشنی نہ پھیل سکے گی نہ کسی چیز پر پڑے گی۔ بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ سورج اور چاند بے نور کر کے دو ٹکڑے بنا کر قیامت کے روز دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ ان کی کیا وجہ ہے! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان نقل کر رہا ہوں (اس سے زیادہ مجھے علم نہیں) یہ سن کر حسن رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے (مشکوٰۃ شریف)

---

[1] آسمان و زمین چاند سورج اور ستاروں کے بارے میں قدیم فلسفہ اور جدید سائنس کے کچھ تصورات اور خیالات ہیں۔ یہ تصورات ان لوگوں نے خود تجویز کئے ہیں جن میں تغیر کرتے رہتے ہیں آج ایک نظریہ ہے کل دوسری بات کہہ دیں گے، اٹکلوں، خیالوں اور گمانوں کے گرد ان کے نظریات گھومتے ہیں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں ان چیزوں کے گزشتہ یا آئندہ حالات جو ذکر کئے ہیں ان کے تسلیم کرنے میں اس لئے تامل کرتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ نظریات کے خلاف نظر آتے ہیں، جس نے ان چیزوں کو وجود بخشا ہے اس سے زیادہ اس کی مخلوق کا جاننے والا کون ہو سکتا ہے؟ بلاشبہ وہ لوگ بڑے بے بصیرت اور راہ حق سے ہٹے ہوئے ہیں جو خالق کل اور مالک الملک کی خبر کو اپنے تجویز کردہ نظریات پر پرکھتے ہیں قیام قیامت کے سلسلے میں عالم کے بگڑنے اور بدلنے کے جن حالات کا تذکرہ قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے بلاشبہ صحیح اور حق ہیں جو لوگ اپنے تجویز کردہ نظریات کی بنا پر قرآن و حدیث کو تسلیم نہ کریں صریح گمراہی اور کھلی نادانی میں مبتلا ہیں اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۱۲

انسانوں کا قبروں سے نکلنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں
کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے
پہلے زمین پھٹ کر مجھے ظاہر کرے گی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ قبروں سے
ظاہر ہوں گے پھر بقیع (قبرستان) میں جاؤں گا لہٰذا وہ (قبروں سے
نکل کر) میرے ساتھ جمع کر دیئے جائیں گے۔ پھر میں، مکہ والوں کا
انتظار کروں گا (حتےٰ کہ وہ بھی قبروں سے نکل کر میرے ساتھ ہو جائیں گے)
حتےٰ کہ میں حرمین (والوں) کے درمیان (محشر میں) جمع ہو جاؤں گا (ترمذی)
جو لوگ قبروں میں دفن ہیں (مسلم ہوں یا کافر) وہ تو دوسری مرتبہ صور کی
آواز سن کر قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور جو لوگ آگ میں جلا دیئے
گئے یا سمندروں میں بہا دیئے گئے یا جن کو درندوں نے پھاڑ کھایا تھا
ان کی روحوں کو بھی جسم عطا کیا جائے گا۔ بہر حال وہ بھی حاضر محشر ہوں گے۔

قبروں سے ننگے اور غیر مختون نکلینگے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا
نے فرمایا کہ میں نے آں حضرت
سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے
پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کئے جائیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ کیا مرد و عورت سب (ننگے ہوں گے اور ایک دوسرے کو دیکھتے

ہوں گے (اگر ایسا ہوا تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ قیامت کی سختی اس قدر ہوگی (اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے) کہ کسی کو دوسرے کی طرف دیکھنے کا دھیان ہی نہ ہوگا (بخاری و مسلم)

دوسری حدیث میں ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک قیامت کے روز تم ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ جمع کیے جاؤ گے، یہ فرما کر قرآن مجید کی آیت کَمَا بَدَأْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ [1] (ہم نے جس طرح اول پیدا کرنے کے وقت ابتدا کی تھی اسی طرح دوبارہ اس کو لوٹائیں گے) تلاوت فرمائی پھر فرمایا کہ سب سے پہلے قیامت کے روز ابراہیم (علیہ السلام) کو کپڑے پہنائے جائیں گے (بخاری و مسلم) علماء نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا کہ انہوں نے سب سے پہلے فقیروں کو کپڑے پہنائے تھے یا اس لئے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف دعوت دینے کی وجہ سے سب سے پہلے ننگے کیے گئے جب کہ کافروں نے اُن کو آگ میں ڈالا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے جن کو کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے اللہ تعالےٰ فرمائیں گے میرے دوست کو پہناؤ چنانچہ جنت کے کپڑوں میں سے .... دو باریک اور نرم سفید کپڑے ان کو پہنانے کے لئے لائے جائیں گے ان کے بعد مجھے کپڑے پہنائے جائیں گے، مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۹۲ بحوالہ دارمی)

[1] سورہ انبیاء ر ۷

قبروں سے اٹھکر میدان حشر میں جمع ہونے کیلئے چلنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ تین قسم کر جمع کئے جائیں گے (۱) ایک جماعت پیدل (۲) دوسری سوار (۳) تیسری وہ جماعت ہوگی جو اپنے چہروں کے بل چلیں گے، سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ چہروں کے بل کیونکر چلیں گے؟ جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک جس ذات پاک نے ان کو قدموں پر چلایا وہ اس پر قادر ہے کہ ان کو چہروں کے بل چلا دے پھر فرمایا کہ خبردار وہ (چہروں کے بل اس طرح چلیں گے) کہ زمین کے ابھرے ہوئے حصہ اور کانٹوں تک سے اپنے چہروں کے ذریعہ بچاؤ کریں گے (ترمذی)

یہ حال کافروں کا ہوگا، چونکہ ان نالائقوں نے دنیا میں اپنے چہرہ کو حضور خداوندی میں رکھنے سے اعراض کیا اور تکبر و غرور کے باعث سجدہ میں سر رکھنے سے انکار کیا اس لئے قیامت کے روز ان کے چہروں سے ان کو پاؤں کا کام دلایا جائے گا تاکہ خوب ذلیل ہوں اور چہروں کے خالق و مالک کو سجدہ کرنے سے جو انکار کیا تھا اس کا مزہ چکھ لیں ۔ اللہ تعالےٰ کو سب کچھ قدرت ہے وہ اپنی مخلوق کے جسم کے ہر حصہ کو اس کی ہر خدمت میں استعمال فرما سکتے ہیں دنیا ہی میں دیکھ لیا جائے کہ بعض چیزیں چار پیروں پر اور بعض دو پیروں پر چلتی ہیں اور بعض صرف اپنے

پیٹ سے (فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ الآیۃ) وہ لوگ جن کے ایک ہاتھ ہے وہ اسی ایک ہاتھ سے دونوں ہاتھوں کا کام کر لیتے ہیں جو لوگ نابینا ہوتے ہیں ان کی قوت سامعہ اور حس وادراک اکثر تیز ہوتے ہیں جن سے بڑی حد تک بینائی نہ ہونے کی تلافی ہو جاتی ہے، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کافروں کو چہرے کے بل چلائیں گے یہ عقلاً ذرا بھی بعید نہیں ہے۔

کفار گونگے بہرے اور اندھے اُٹھائے جائیں گے!

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا

اللہ ہم ان کو قیامت کے روز اندھے گونگے اور بہرے کر کے چہروں کے بل چلائیں گے۔

سورہ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٭ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ٭

اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لئے ہے تنگی کی زندگی اور قیامت کے روز ہم اس کا حشر اس طرح کریں گے کہ وہ اندھا ہوگا وہ کہے گا کہ اے میرے رب کیوں تو نے مجھے اندھا اٹھایا حالانکہ میں سماکا تھا جواب میں ارشاد ربانی ہوگا اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھلا یا جائے گا اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے اس کو جو حد سے بڑھا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا اور البتہ آخرت کا عذاب سخت ہے اور باقی رہنے والا ہے۔

خداوند عالم کے دین سے دنیا میں جن لوگوں نے آنکھیں پھیریں اور مالک حقیقی کی آیات کو سن کر قبول کرنے اور اقرار کرنے کے بجائے سب سُنی اَن سُنی کر دی ان کی آنکھوں اور کانوں اور زبانوں کی طاقتیں سلب کر لی جائیں گی اور گونگے بہرے ہو کر اٹھیں گے۔ یہ ابتدائے حشر کا ذکر ہے پھر آنکھیں اور زبانیں اور کان کھولے جائیں گے تاکہ محشر کے حالات اور اس کی سختیاں دیکھ سکیں اور حساب کتاب کے موقعہ پر ان سے جواب سوال کیا جاوے

(کما فی معالم التنزیل)

کافروں کی آنکھیں نیلی ہوں گی

سورۂ طٰہٰ میں فرمایا

وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝

اور ہم جمع کریں گے اس دن گنہگاروں کو اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ دنیا میں بس تم دس دن رہے ہو۔

یعنی بدنمائی کے لئے ان کی آنکھیں نیلی کر دی جاوینگی، جب قیامت کو اُٹھ کھڑے ہوں گے تو آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے کہ دنیا میں کتنے دن رہے پھر خود ہی آپس میں جواب دیں گے کوئی کہے گا کہ دنیا میں ہم دس دن ہی رہے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے اس آیت کے بعد دوسری آیت میں فرمایا۔

دنیا میں کتنے دن رہے

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ

ہوا ہے ، آج وہ دن آپہونچا جس کا آنا یقینی تھا۔ اب دیکھ لو جسے تم جانتے اور مانتے نہ تھے اگر پہلے سے اس دن کا یقین کرتے تو یہاں کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ سے تیار ہو کر آتے۔

قیامت کے دن کی پریشانی اور حیرانی

قیامت کا دن بڑا ہوش ربا ہوگا۔

سورۂ ابراہیم میں فرمایا

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ

اور جو کچھ ظالم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ان کے اعمال سے بے خبر مت سمجھ ان کو صرف اس روز تک مہلت دے رکھی ہے جس میں ان لوگوں کی آنکھیں پھٹی رہ جاویں گی دوڑتے ہوں گے (اور) اپنے سر اوپر کو اٹھائے ہوں گے ان کی نظر ان کی طرف ہٹ کر نہ آوے گی اور ان کے دل بالکل بدحواس ہوں گے

محشر کی طرف (قبروں سے نکل کر) سخت پریشانی اور حیرت سے اوپر کو سر اٹھائے ٹکٹکی باندھے گھبراتے ہوئے چلے آئیں گے ہکا بکا ہو کر دیکھتے ہوں گے ذرا پلک بھی نہ جھپکے گی دلوں کا یہ حال ہوگا کہ ہوش سے یکسر خالی ہوں گے اور فرطِ دہشت میں اُڑے جا رہے ہوں گے۔

سورۂ حج میں فرمایا

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ	اے لوگو ڈرو اپنے رب سے بلاشبہ قیامت کا بھونچال
زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ	ایک بڑی چیز ہے جس دن اس کو دیکھو گے بھول
يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ	جائے گی ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ
عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ	پلائے کو اور گرا دے گی ہر حمل والی اپنے حمل کو
حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَ	اور تو دیکھے گا لوگوں کو نشہ میں اور (حقیقت میں)
مَا هُم بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ	وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے
اللَّهِ شَدِيدٌ	

قیامت کے عظیم زلزلے[1] دو ہیں ایک قیامت سے کچھ پیشتر جو علامات قیامت سے ہے دوسرا اس وقت جب دوبارہ صور پھونکے جانے کے بعد قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اس آیت شریفہ میں اگر پہلا زلزلہ مراد ہے تو دودھ پلانے والیوں کا بچوں کو بھول جانا اور حاملہ عورتوں کا اپنے اپنے حمل گرا دینا حقیقی اور ظاہری معنی کے اعتبار سے مراد ہوگا اور اگر دوسرے معنی مراد ہوں تو یہ بطور تمثیل مراد ہوگا یعنی قیامت کی گھبراہٹ اور سختی اس قدر ہوگی کہ اگر عورتوں کے پیٹوں میں اس وقت حمل ہوں تو ان کے حمل ساقط ہو جائیں اور اگر ان کی گودوں میں دودھ پیتے بچے ہوں تو ان کو بھول جائیں۔

اس وقت لوگ اس قدر دہشت زدہ ہوں گے کہ دیکھنے والا خیال کریگا

---

[1] قال فی الجلالین فی تفسیر "زلزلة الساعة" ای الحرکة الشدیدة للارض التی یکون بعدها طلوع الشمس من مغربها الذی هو قرب الساعة فقال فی معالم التنزیل واختلفوا فی هذه الزلزلة فقال علقمة (باقی صفحہ ۴۴ پر)

کہ یہ لوگ شراب کے نشہ میں ہیں حالانکہ وہاں نشہ کا کیا کام؟ عذاب کی سختی ہوش گم کر دے گی۔ سورۂ مزمل میں ارشاد ہے۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا — سو اگر تم کفر کر دگے تو کیسے بچو گے اس دن

يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا — سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔

اگر دنیا میں بچ گئے تو اس دن کیونکر بچو گے جس دن کی شدت اور درازی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی، خواہ فی الحقیقت بچے بوڑھے نہ ہوں مگر وہ دن ایسا سخت ہوگا کہ اس کی سختی اور لمبائی بچوں کو بوڑھا کر دینے والی ہوگی۔

چہروں پر بشاشت اور اداسی

محشر میں سب ہی حاضر ہوں گے اللہ کے نیک بندوں کے چہرے سفید اور ہشاش بشاش ہنستے کھیلتے ہوں گے اور کفار و فجار کے چہروں پر اداسی اور ذلت چھائی ہوگی۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ — جس روز بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض

(بقیہ صفحہ ۴۳) والشعبی ھی من اشراط الساعۃ وقیل قیام الساعۃ وقال الحسن السدی هذه الزلزلة تكون يوم القيامة وقال ابن عباس زلزلة الساعة قيامها فتكون معها ثم قال بعد سطرين وهذا يدل على ان هذه الزلزلة تكون فی الدنیا لان بعد البعث لا يكون حمل ومن قال تكون فی القيمة قال هذا على وجه تعظيم الامر لا على حقيقته كقولهم اصابنا امر يشيب فيه الوليد يريد شدته (حاشیہ صفحہ ہذا) قال فی الجلالين وهو مجاز ويجوز ان يكون المراد فی الآية الحقيقة ۱۲

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

سیاہ ہوں گے سو جن کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم کافر ہوئے بعد ایمان لانے کے پس چکھو عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کرتے تھے اور جن کے چہرے سفید ہوئے سو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

بعض کے چہروں پر ایمان و تقویٰ کا نور چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ شاداں اور فرحاں نظر آئیں گے ان کے برخلاف دوسروں کے منہ کفر و نفاق کی سیاہی سے کالے ہوں گے صورت سے ذلت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی، ہر ایک کا ظاہر اس کے باطن کا آئینہ ہوگا۔

سورہ عبس میں فرمایا

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ

کتنے چہرے اس دن روشن (اور) ہنستے (اور) خوشی کرتے ہوں گے اور کتنے چہرے اس دن ایسے ہوں گے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی اور سیاہی چڑھی آتی ہوگی یہ لوگ کافر و فاجر ہوں گے۔

ایمان اور اعمال صالحہ کی وجہ سے نیک بندوں کے چہرے روشن ہوں گے ان کی صورتوں سے بشاشت اور خوشی ظاہر ہو رہی ہوگی، اور جن نالائقوں نے دنیا میں خدا کو فراموش کیا، ایمان اور اعمال صالحہ کے نور سے

علیحدہ رہے اور کفر و فجور کی سیاہی میں گھسے رہے قیامت کے دن
ان کے چہروں پر سیاہی چڑھی ہو گی ذلت اور رسوائی کے ساتھ حاضر محشر
ہوں گے اپنے اعمال بد کی وجہ سے اداس ہو رہے ہوں گے اور خوفزدہ
ہو کر یہ سوچتے ہوں گے کہ یہاں ہم سے بُرا برتاوا ہونے والا ہے اور وہ آفت
آنے والی ہے جو کمر توڑ دینے والی ہو گی (تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ)

ارشاد فرمایا سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے روز
(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کی ان کے باپ آزر سے ملاقات ہو جائے گی
ان کے باپ کے چہرے پر سیاہی ہو گی اور گرد پڑی ہو گی (حضرت) ابراہیم
(علیہ السلام) اپنے باپ سے فرمائیں گے کیا میں نے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی
نہ کرو، ان کا باپ کہے گا کہ آج آپ کی نافرمانی نہ کروں گا، اس کے بعد
(حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے کہ آپ
نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ قیامت کے دن مجھے آپ رسوا نہ کریں گے
اس سے زیادہ کیا رسوائی ہو گی کہ میرا باپ ہلاک ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ شانہٗ
فرمائیں گے کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے (تمہارا باپ عذاب
سے بچ کر جنت میں نہیں جا سکے گا) پھر (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) سے
پوچھا جائے گا کہ آپ کے پاؤں میں کیا ہے؛ وہ نظر کریں گے تو ایک لتھڑا ہوا
بجو نظر آئے گا، پھر اس بجو کی ٹانگیں پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا (بخاری)
اللہ تعالیٰ شانہٗ اپنی قدرت سے آزر کو بجو کی شکل میں کر دیں گے
تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رسوائی نہ ہو اور ان کو اپنے باپ کی صورت دیکھ کر

ترس بھی نہ آوے، اللہ! اللہ! یہ کس کے باپ کا انجام ہوا؟ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باپ کا! جو نبیوں کے باپ ہیں اور خدا کے دوست جن کی ملت کا اتباع کرنے کا حکم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ہوا جنھوں نے خانہ کعبہ تعمیر کیا، کافر باپ کے حق میں ان کی سفارش بھی نہ چلی! کہاں ہیں وہ پیر فقیر جو نسب اور رشتہ پر فخر کرنے والے ہیں اور جو بُرے کرتوتوں کے ساتھ رشتوں کی آڑ لے کر بخشے جانے کے امید واربنے ہوئے ہیں!

محشر میں پسینہ کی مصیبت

حضرت مقداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہوجائے گا کہ ان سے بقدر ایک میل[1] کے فاصلہ پر ہوگا اور بقدر اعمال کی برائیوں کے لوگ پسینہ میں ہوں گے پس کوئی تو پسینہ میں ٹخنوں تک ہوگا اور کسی کے گھٹنوں تک پسینہ ہوگا اور کسی کے تہمد باندھنے کی جگہ تک پسینہ

---

[1] پہلے گذر چکا ہے کہ قیام قیامت سے چاند سورج بے نور ہوجائیں گے، آسمان پھٹ جائیگا اگر کوئی سوال کرے کہ سورج بے نور ہونے کے بعد محشر میں لوگوں کے سروں سے ایک میل ہوکر کیونکر گرمی پہونچائے گا جواب یہ ہے کہ اول تو بے نور ہونے کے ساتھ اس کی تپش اور گرمی کا ختم ہوجانا لازم نہیں اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ بے نور ہونے کے ساتھ اس کی تپش بھی چلی جائے گی تو دوسرا جواب یہ ہے کہ اس کو دوبارہ روشنی اور تپش دے کر محشر میں سروں پر قائم کیا جائے گا پھر اس کے بعد دوبارہ بے نور کرکے دوزخ میں ڈالدیا جائے گا تاکہ اس کے

ہو گا اور کسی کا یہ حال ہو گا کہ پاؤں سے لے کر منہ تک پسینہ میں ہو گا اس کا پسینہ لگام کی طرح منہ میں گھسا ہوا ہو گا (مسلم شریف)

ایک حدیث میں ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میدان حشر میں انسان کو اس قدر پسینہ آئے گا اور مسلسل باقی رہے گا کہ انسان یہ کہہ اٹھے گا کہ اے رب آپ کا مجھے دوزخ میں بھیج دینا میرے لئے اس مصیبت سے آسان ہے، محشر کے عذاب کی سختی دیکھ کر ایسا کہے گا حالانکہ دوزخ کے عذاب کی سختی کو جانتا ہو گا۔

(ترغیب عن مستدرک الحاکم)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پرستاروں کو عبرت ہو اور سمجھ لیں کہ یہ متصرف یا قابل پرستش ہوتا تو خود کیوں دوزخ میں پڑا ہوتا۔ بہرحال آیات و احادیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے صورت حال اور ترتیب اور کیفیت و حقیقت جس طرح بھی ہو۔ ۱۲

میدان حشر میں حاضرین کی مختلف حالتیں

بھکاریوں کی حالت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتے کرتے اس حالت کو پہونچ جاتا ہے کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ذراسی بھی بوٹی نہ ہوگی (بخاری ومسلم) یعنی بھیک مانگنے والے کو رسوا اور ذلیل کرنے کے لئے میدان حشر میں اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کے چہرے پر بس ہڈیاں ہی ہڈیاں ہونگی اور گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی اور تمام لوگ اسے دیکھکر پہچان لیں گے کہ یہ دنیا میں لوگوں سے سوال کرکے اپنی عزت کھوتا تھا آج بھی اس کی کچھ عزت نہیں اور سب کے سامنے ذلیل ہورہا ہے۔

جس نے ایک بیوی کے ساتھ ناانصافی کی ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان انصاف نہ کیا ہو

تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا پہلو گرا ہوا ہو گا (مشکوٰۃ شریف)

جو قرآن شریف بھول گیا ہو

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالٰے عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھا اور پھر اسے (غفلت و سستی کی وجہ سے) بھلا دیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اجذم ہو گا (مشکوٰۃ)

٭ اجذم ہو گا۔ یعنی کوڑھی ہو گا۔ اس کے ہاتھ یا انگلیاں گری ہوئی ہوں گی اور بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دانت گرے ہوئے ہوں گے (لمعات) بظاہر یہ آخری معنی ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف پڑھتے رہنے سے یاد رہتا ہے اور پڑھتے رہنا زبان اور دانتوں کا عمل ہے۔ لہٰذا اس کی سزا دانتوں کا ندارد ہونا ہی مناسب ہے۔ واللہ اعلم۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کیے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت آتی ہو اور پھر وہ اسے بھول جائے (ترمذی)

بے نمازیوں کا حشر

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کے لیے نماز نہ نور ہو گی نہ دلیل ہو گی نہ نجات کا سامان ہو گی اور قیامت کے روز اس کا حشر فرعون

قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (احمد و دارمی)

قاتل و مقتول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مقتول اپنے قاتل کو پکڑ کر اس طرح لائے گا کہ قاتل کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور مقتول کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گا کہ اے رب مجھے اس نے قتل کیا تھا۔ اسی طرح وہ اسے عرش کے قریب لے پہنچے گا (ترمذی و نسائی)

قاتل کی مدد کرنے والا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی مومن کے قتل میں ذرا سا کلمہ کہہ کر بھی مدد کی ہو (قیامت کے روز) وہ خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان آئِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ لکھا ہوگا جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ اللہ کی رحمت سے نا امید ہے (ابن ماجہ)

عہد توڑنے والا حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز ہر غادر (یعنی عہد توڑنے والے) کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جو اس کے پاخانے کے مقام پر لگا ہوگا (مسلم شریف) دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا غدر جس قدر بڑا ہوگا اسی قدر اس کا جھنڈا بلند ہوگا (اس کے بعد فرمایا کہ) خبردار جو عوام کا حاکم بنا اس کے غدر

سے بڑھ کر کسی کا غدر نہیں (یعنی اگر وہ غدر کرے گا تو تمام پبلک اس کی زد میں آئے گی لہٰذا اس کا غدر سب سے بڑا ہوا (مشکوٰۃ)

امیر یا بادشاہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی دس آدمیوں کا امیر بنا ہوگا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہوں گے حتّٰی کہ (اگر اس نے اپنے ماموریں میں انصاف سے کام لیا ہوگا تو) اسے عدل چھڑا دے گا یا (اگر ظلم کا برتاؤ کیا ہوگا تو) اسے ظلم ہلاک کردے گا (دارمی) ایک حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو حاکم بھی لوگوں کے درمیان حکم کرتا ہے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ ایک فرشتے نے اسکی گدی پکڑ رکھی ہوگی (وہ فرشتہ اس کو لاکر کھڑا کردے گا اور) پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر (اللہ کے حکم کا انتظار کرے گا) سو اگر اللہ تعالےٰ حکم فرمائینگے کہ اس کو گرا دے تو وہ اس کو اتنے گہرے گڑھے میں گرا دے گا جس کی تہہ میں گرتے گرتے چالیس سال میں پہنچا جائے (مشکوٰۃ) ظالم حکام گرائے جائیں گے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر ابھرے ہوئے دو نقطے ہوں گے وہ سانپ طوق بناکر اس کے گلے میں ڈالدیا جائے گا۔ پھر

وہ سانپ اس کی دونوں باچھوں کو پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس میں یہی مضمون آیا ہے)

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران)

اور جو لوگ اللہ کے دیئے ہوئے میں بخل کرتے ہیں جو اس نے اُن کو اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ یہ اُن کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لئے وبال ہے انہیں عنقریب قیامت کے روز اس (مال) کا طوق پہنایا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا۔

(رواہ البخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کے جس مالک نے ان میں سے ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کیا تو جب قیامت کا دن ہو گا تو اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی جو دوزخ میں تپائی جائیں گی پھر ان سے اس کا پہلو اور اس کا ماتھا (پیشانی) اور اس کی پشت کو داغ دیا جائے گا جب بھی وہ (تختیاں ٹھنڈی ہو ہو کر دوزخ کی آگ میں) واپس کر دی جائیں گی تو پھر بار بار نکالی جاتی رہیں گی (اور اُن سے داغ دیا جاتا رہے گا اور یہ سزا) اس کو) اس دن میں (ملتی رہے گی) جو پچاس ہزار برس کا دن ہو گا یہاں تک کہ سب بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ پھر آخر کار وہ (اس مصیبت سے نجات پا کر) اپنا راستہ پائے گا جو جنت کی طرف ہو گا یا دوزخ کی طرف۔ حاضرین

میں سے کسی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ اونٹوں کا حکم (بھی) ارشاد فرمائیں!
آپ نے فرمایا جو اونٹوں والا ان میں سے ان کا حق ادا نہیں کرتا اور اُن کے
حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جب روز ان کو پانی پلائے اُس روز اُن کا
دودھ بھی نکال لیوے تو اس کو ان اونٹوں کے نیچے صاف میدان میں لٹا دیا
جائے گا۔ اس کے اونٹ خوب موٹے تازے سب کے سب وہاں موجود
ہوں گے۔ ان میں سے ایک بچہ بھی غیر حاضر نہ ہو گا۔ وہ اونٹ اپنے کھروں سے
اس کو روندیں گے اور اپنے مونہوں سے اس کو کاٹیں گے جب ان کا پہلا گروہ
گذر چکے گا تو بعد کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار برس کے دن میں
بندوں کے درمیان فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا
راستہ جنت کی طرف پائے گا یا دوزخ کی طرف۔
سوال کیا گیا کہ یا رسول اللہ بکریوں اور گایوں کا حکم بھی ارشاد فرمائیں
آپ نے فرمایا کہ جو گایوں کا مالک اور بکریوں کا مالک ان میں سے ان کا حق
ادا نہیں کرتا تو جب قیامت کا دن ہو گا تو اس کو صاف میدان میں ان کے نیچے
لٹا دیا جائے گا۔ ان میں سے وہاں ایک گائے یا بکری غیر حاضر نہ ہوگی (اور)
نہ کوئی ان میں مڑے ہوئے سینگوں کی ہوگی اور نہ کوئی بے سینگوں کی اور نہ کوئی
ٹوٹے ہوئے سینگوں کی پھر یہ گائیں اور بکریاں اس پر گذریں گی اور اپنے سینگوں
سے اس کو مارتی جائیں گی اور کھروں سے روندتی جائیں گی۔ جب ان کا پہلا گروہ
گذر چکے گا تو آخر کا گروہ اس پر لوٹا دیا جائے گا۔ پچاس ہزار برس کے دن میں
فیصلے ہونے تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی پھر وہ اپنا راستہ جنت کی طرف پائے گا۔

یا دوزخ کی طرف (مسلم)

قیامت کے روز سب سے زیادہ بھوکے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے ڈکار لی آپ نے فرمایا کہ اپنی ڈکار کم کر دکیونکہ قیامت کے روز سب سے زیادہ دیر تک وہی بھوکے رہیں گے جو دنیا میں سب سے زیادہ دیر تک پیٹ بھرے رہتے ہیں (مشکوٰۃ)

دو غلے کا حشر

حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا میں دو چہروں والا تھا (یعنی ایسا شخص کہ اس گروہ کے سامنے اس کی تعریف اور دوسروں کی مذمت کرتا ہو اور پھر جب دوسروں میں جائے تو ان کی تعریف اور اُس گروہ کی بُرائی کرتا ہو) تو قیامت کے روز اس کی زبان آگ کی ہوگی (ایضاً)

کنسوئی لینے والا

فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے بنا کر (یعنی اپنی طرف سے گھڑ کر) جھوٹا خواب بیان کیا اسے قیامت کے روز مجبور کیا جائے گا کہ دو جَو کے بیچ میں گرہ لگائے ...... اور وہ ان میں ہرگز گرہ نہ لگا سکے گا (لہذا عذاب میں رہے گا) اور جس نے کسی گروہ کی بات کی طرف کان لگائے حالانکہ وہ سنانا نہ چاہتے تھے تو قیامت کے روز اس کے کان میں سیسہ (پگھلا کر) ڈالا جائے گا اور جس نے کوئی تصویر (جاندار کی) بنائی اسے قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ اس میں روح پھونک کر زندہ کرا اور وہ روح نہ پھونک سکے گا (مشکوٰۃ شریف)

ذلّت کا لباس

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دنیا میں شہرت (تکبر اور اترا دے) کا لباس پہنا اسے خدا قیامت کے روز ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (احمد ابوداؤد)

زمین غصب کرنے والا

ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ جس نے ذراسی زمین بھی بغیر حق کے لے لی اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائے گا (بخاری)

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے ظلماً ایک بالشت زمین بھی لی اس کو خدائے عزوجل مجبور کرے گا کہ اسے اتنا کھود دے کہ ساتویں زمین کے آخر تک پہنچ جائے۔ پھر قیامت کا روز ختم ہونے تک جبتک کہ لوگوں میں فیصلہ نہ ہو وہ ساتوں زمینیں اس کے گلے میں طوق کی طرح ڈالدی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

آگ کی لگام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس سے کوئی علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا تھا اور اس نے وہ چھپالی تو قیامت کے دن اس کے (منہ میں) آگ کی لگام دی جائے گی (احمد و ترمذی)

چونکہ اس نے بولنے کے وقت زبان بند رکھی اس لئے جرم کے مطابق سزا تجویز ہوئی کہ آگ کی لگام لگائی گئی

غصہ پینے والا

حضرت سہلؒ اپنے باپ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے غصہ پی لیا حالانکہ وہ غصہ کے تقاضہ پر عمل کرنے پر قدرت رکھتا تھا، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو ساری مخلوق کے سامنے بلا کر اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنے لئے اختیار کر لیوے۔ (ترمذی وابوداؤد)

حرمین میں وفات پانے والا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مدینہ میں ٹھیرا اور اس نے مدینہ کی تکلیف پر صبر کیا میں قیامت کے روز اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہونگا اور جو شخص حرم مکہ یا حرم مدینہ میں مرگیا اسے اللہ قیامت کے روز امن والوں میں اٹھائے گا (بیہقی)

جو حج کرتے ہوئے مرجائے

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ اچانک سواری سے گر پڑے جس سے ان کی گردن ٹوٹ گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو بیری کے پتوں میں پکے ہوئے پانی سے غسل دو اور اس کو ان (احرام کے ہی) کپڑوں میں کفن دو اور اس کا

سر نہ ڈھانکو کیونکہ یہ قیامت کے روز تلبیہ[1] پڑھتا ہوا اٹھے گا (بخاری شریف)

شہداء حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جس کسی کے زخم لگ گیا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ اس کی راہ میں کس کس کے زخم آیا ہے (یعنی) نیت کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے تو وہ قیامت کے روز اس زخم کو لے کر اس حال میں آئے گا کہ اس کا خون خوب بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کی طرح ہوگا اور خوشبو مشک کی طرح ہوگی (بخاری ومسلم)

نور کامل والے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں کو اندھیرے میں جانے والوں کو خوش خبری سنادو کہ ان کو قیامت کے دن پورا نور عنایت کیا جائے گا (ترمذی)

اذان دینے والے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اذان دینے والے قیامت کے روز سب لوگوں سے زیادہ لمبی گردنوں والے ہوں گے (مسلم)

خدا کیلئے محبت کرنیوالے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میری

---

[1] حج میں جو دعا اکثر پڑھی جاتی ہے جس میں بار بار لبیک آتا ہے اسے تلبیہ کہتے ہیں ۱۲

عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے نور کے منبر ہوں گے اور نبی وشہیدان پر رشک کرتے ہوں گے (کیونکہ وہ تو بے خوف اور بے غم ہوکر نور کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور نبی وشہید دوسروں کی سفارش میں لگے ہوں گے (مشکوٰۃ)

عرش کے سایہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سات شخصوں کو اس دن اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس کے سایہ کے علاوہ اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔

(۱) مسلمانوں کا منصف بادشاہ

(۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں جوانی گذاری

(۳) وہ مرد جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔ جب وہ مسجد سے نکلتا ہے جب تک وہ واپس نہ آجائے (اس کا جسم باہر اور دل مسجد کے اندر رہتا ہے

(۴) وہ دو شخص جنھوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت کی۔ اسی محبت کی وجہ سے جمع ہوتے ہیں اور اسی کو دل میں رکھتے ہوئے جُدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اُس کے آنسو بہ نکلے۔

(۶) وہ مرد جس کو صاحب حُسن اور ذی جاہ عورت نے (بُرے کام کے لئے بلایا اور اُس نے ٹکاسا جواب دیدیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۷) وہ شخص جس نے ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی جو داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا (بخاری ومسلم)

نور کے تاج والے

حضرت معاذ جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا۔ قیامت کے روز اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی اچھی ہوگی جب کہ دنیا کے گھروں میں اس صورت میں ہوتی جس وقت کہ آفتاب تمہارے گھروں میں موجود ہوتا، اب تم ہی بتاؤ کہ جب اس کے والدین کا یہ حال ہے تو) خود جس نے اس پر عمل کیا ہوگا اس کا کیسا اعزاز ہوگا (احمد ابوداؤد)

حلال کمانے والا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے حلال طریقہ سے اس لئے دنیا طلب کی کہ بھیک مانگنے سے بچے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرے اور اپنے پڑوسی پر رحم کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے وہ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوا ہوگا اور جس نے حلال طریقے سے دنیا اس لئے طلب کی کہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ جمع کرلیوے اور دوسروں پر فخر کرے اور دکھاوا کرے تو خدا سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا تعالیٰ اس پر غصہ ہوگا[1] (مشکوٰۃ)

---

[1] یہ امر غور طلب ہے کہ فخر کرنے کے لئے حلال کمانے والے کے حق میں یہ وعید ہے، پس جو لوگ اس مقصد کے لئے حرام کماتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۱۲

عزیز واقارب کام نہ آئینگے

اس روز ہر شخص صرف اپنے بچاؤ کی فکر میں ہوگا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، ایکدوسرے سے بھاگے گا متعدد آیات میں انہیں باتوں کا اعلام فرمایا گیا ہے سورۃ لقمان میں ارشاد ہے۔

وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ

اس دن سے ڈرو جس روز نہ باپ بیٹے کا بدلہ چکا سکے گا نہ بیٹا ہی باپ کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا کر سکے گا۔

قیامت کے روز بڑی افراتفری ہوگی دنیا کی چند روزہ زندگی سے جس میں عزیز واقارب کام آتے ہیں، دھوکہ کھا کر بیوقوفی سے یہ سمجھنا کہ قیامت میں بھی یہ لوگ کام آئیں گے نادانی ہے۔ سورۃ مومنون میں فرمایا۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ

جب صور پھونکا جا چکے گا تو اس دن ان کے درمیان رشتے ناطے نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

سورۃ عبس میں فرمایا

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ۔

یعنی قیامت کے دن انسان اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور بیوی سے اور بیٹوں سے سب سے بھاگے گا۔

یعنی کسی کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری تو کجا وہ اپنے ایسے قریبی رشتہ داروں تک سے دور بھاگے گا۔

دوست دشمن ہوجائیں گے

قیامت کے دن بس نیک عمل ہی کام آئینگے

انسان کو سب سے زیادہ بھروسہ اپنے رشتہ داروں پر ہوتا ہے، اوپر کی آیتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسان اپنے رشتہ داروں سے دور بھاگے گا ان کے بعد نمبر دوستوں اور ہمدردوں کا آتا ہے ان کے بارے میں ارشاد باری ہے[1] وَلَا يَسْأَلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُّبَصَّرُوْنَهُمْ یعنی نہ دوست دوست کو پوچھے گا حالانکہ (وہ ایک دوسرے کو) دکھائی دے رہے ہوں گے اور فرمایا اَلْاَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ[2] یعنی اس دن دنیاوی دوست ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہوں گے، ہاں پرہیزگاروں کی دوستی اس وقت بھی قائم رہے گی۔

رشوت میں ساری دنیا دینے کو تیار ہوں گے

سورۂ معارج میں ارشاد فرمایا۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُؤْوِيْهِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ كَلَّا ط

مجرم چاہے گا کہ (کسی طرح) اپنی سزا کے بدلے میں اپنی اولاد کو بیوی کو بھائی کو جتھے کہ اپنا سارا کنبہ جس کے ساتھ رہتا تھا بلکہ زمین میں جو کچھ ہے وہ سب (بطور رشوت کے) دیدے اور پھر اسے چھٹکا را مل جائے۔

(لیکن) ہرگز ایسا نہ ہوگا قیامت کے روز اپنے بدلہ میں عزیز و قریب مال و دولت بلکہ ساری زمین دے کر جان چھڑا لینے تک کے لئے انسان راضی ہوگا مگر وہاں اعمال کے سوا

---

[1] سورۂ معارج ۲ [2] سورہ زخرف ۱۲

کچھ پاس بھی نہ ہوگا اور عزیز قریب کیوں کسی کے بدلہ اس دن کی مصیبت میں پڑنا گوارا کریں گے بالفرض اگر کسی کے پاس کچھ ہوا اور کوئی کسی کی طرف سے اپنی جان کو بدلہ میں دینے کو تیار بھی ہو جائے تو قبول نہ ہوگا۔ سورۂ آل عمران میں فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ

بیشک جن لوگوں نے کفر کیا اور حالت کفر میں مر گئے سو ان میں سے کسی کا زمین بھر کر سونا بھی نہ لیا جاوے گا، اگر چہ اپنی جان کے بدلہ اس کو دینا بھی چاہے۔

اللہ اکبر کیسی پریشانی اور مجبوری اور بے کسی کا عالم ہوگا۔

دنیا میں دوبارہ آنے کی درخواست

سورہ الم سجدہ میں فرمایا۔

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاکِسُوْا رُءُوْسِھِمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ہ

اور اگر تم وہ وقت دیکھو جب کہ مجرم اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہوئے (کہہ رہے) ہوں گے کہ اے ہمارے معبود ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا۔ ہمیں آپ دنیا میں لوٹا دیجئے ہم نیک کام کریں گے اب ہمیں یقین آگیا۔ اس وقت عجیب منظر دیکھو گے۔

لیکن ہوں تو انہیں دوبارہ دنیا میں بھیجا ہی نہ جائے گا اور اگر بھیج بھی دیا جائے تو پھر نافرمانی کریں گے چنانچہ فرمایا وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُھُوْا عَنْہُ وَاِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ (انعام) اگر انہیں لوٹا دیا جائے تو پھر وہ گناہ کریں گے جن کی ممانعت کی گئی ہے، بے شک یہ بڑے جھوٹے ہیں۔

سرداروں پر لعنت سورۂ سبا میں فرمایا۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ	کاش تم وہ وقت دیکھو جب ظالم اپنے پروردگار
عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى	کے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے پر بات
بَعْضِ اِلْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ	ٹال رہے ہوں گے۔ جو لوگ دنیا میں چھوٹے
اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا	سمجھے جاتے تھے ان لوگوں سے کہیں گے جو دنیا
لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ قَالَ الَّذِيْنَ	میں بڑے سمجھے جاتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم یقیناً
اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا	مومن ہوتے (یہ سنکر) بڑے لوگ چھوٹوں
اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى	سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت سے روکا
بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ	تھا جب تمہارے پاس ہدایت آئی تھی، بلکہ
وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا	تم خود مجرم ہوئے وہ بڑوں کو جواب دیں گے
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ	بلکہ تمہارے رات دن کے فریب اور چال بازیوں
الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ	نے ہی (ہمیں گمراہ کیا) جب تم ہمیں اللہ پاک کے
اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ	ساتھ کفر کرنے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے
اَنْدَادًا ؕ	کا حکم دیتے تھے

ان آیات میں باطل کے سرغنوں اور کفر و شرک کے لیڈروں اور ان کی بات پہ چلنے والوں کا آپس میں جو مباحثہ قیامت کے روز حضور خداوندی میں ہوگا اس کو نقل فرمایا ہے، چھوٹے کہیں گے کہ لیڈرو تم نے ہمارا ناس مارا اور خدا سے باغی کیا، لیڈر کہیں گے کہ ہم نے کب تم کو کفر و شرک پر مجبور کیا اور کب تمہارا ہاتھ پکڑ کر روکا تم نے خود ہی کفر کیا خود مجرم ہو، چھوٹے کہیں گے کہ تم نے زبردستی تو مجبور نہ کیا تھا مگر تمہاری چالوں اور فریب کاریوں نے ہم کو حق ماننے اور اللہ کے رسولوں کے اتباع سے باز رکھا۔

عذاب چکھنا ہے۔ آگے فرمایا

فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ

سو وہ سب اس دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ دنیا میں جب ان سے لا الٰہ الا اللہ کہا جاتا تو تکبر کرتے اور یوں کہتے کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کے کہنے سے۔

لیڈر ہوں یا عوام جس نے بھی لا الٰہ الا اللہ سے انکار کیا اور خدا کو معبود ماننے کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور خدا کے رسول کو جھٹلایا اور شاعر دیوانہ بتایا ایسے لوگ سب ہی عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ صرف گمراہ کن لیڈروں کو عذاب ہو اور ان کے راستہ پر چلنے والے عوام چھوڑ دیئے جائیں۔

لیڈروں کی بیزاری

سورہ بقرہ میں فرمایا

إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

جن کے کہنے پر دوسرے چلتے تھے جب وہ ان سے صاف بیزاری ظاہر کریں گے جنہوں نے ان کا کہا مانا تھا اور عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات آپس میں ٹوٹ جائیں گے۔

قیامت کے روز گمراہی کے لیڈر اور کفر کے سرغنے اپنے عوام سے بیزاری ظاہر کریں گے اور کوئی مدد نہ کریں گے اور نہ مدد کر سکیں گے۔ اس وقت ان کی

بات پر چلنے والوں اور ان کی کفر و باطل کی تجویزوں اور ریزولیشنوں پر ہاتھ اٹھانے والوں کو لیڈروں پر جو غصہ آئے گا ظاہر ہے، اسی آیت کے آگے عوام کی پریشانی اور پشیمانی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ جل شانہٗ نے فرمایا

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ

اور (ان لیڈران باطل کے) عوام کہیں گے کہ کسی طرح ایک مرتبہ ذرا ہم کو دنیا میں جانا مل جاوے تو ہم بھی اُن سے صاف الگ ہو جاویں جیسا یہ ہم سے (اس وقت) صاف الگ ہو گئے، اور ان کو دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔

قرآن کریم نے صاف کھول کر میدان حشر کے واقعات بیان فرمائے ہیں۔ کیا ٹھکانا ہے ہمدردی اور خیر خواہی کا، بدنصیب ہیں جو اس کی دعوت پر کان نہیں دھرتے اور اس کی آیات بینات سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

میدانِ حشر میں سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبۂ عالیہ کا ظہور

شفاعتِ کبریٰ ، مقامِ محمود ، امتِ محمدیہؐ کی برتری

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز آدم کی تمام اولاد کا میں سردار ہوں گا (یعنی سردار ہونا اس دن سب پر واضح ہو جائے گا گو حقیقت میں سردار اب بھی آپ ہی ہیں) اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں (بلکہ یہ بیان حقیقت اور تحدیث بالنعمۃ ہے) اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا اور میں اس پر فخر نہیں کرتا ہوں اور اس روز ہر نبی آدم اور اُن کے علاوہ سب انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور زمین سے سب سے اول میں ظاہر ہوں گا (ترمذی)

دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو میں نبیوںؑ کے آگے آگے ہوں گا اور ان کا خطیب اور صاحب شفاعت ہوں گا یہ بغیر فخر کے بیان کر رہا ہوں (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دعوت میں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک دست (بکری کا) آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ کو دست پسند تھا۔ اس میں سے آپ نے

دندانِ مبارک سے تھوڑا سا لیا اور اس وقت ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز میں سب انسانوں کا سردار ہوں گا۔ تم کو معلوم ہے اس کے (ظاہر ہونے) کی کیا صورت ہوگی؟ پھر خود ہی جواب میں ارشاد فرمایا کہ ایک ہی میدان میں اللہ تعالےٰ تمام اولین و آخرین کو جمع فرمائیں گے دیکھنے والا سب کو دیکھے گا اور پکارنے والا سب کو سُنائے گا اور سورج اُن سے قریب ہوگا، لہٰذا لوگوں کو ایسی گھٹن اور بے چینی ہوگی جو طاقت اور تحمل سے باہر ہوگی۔

اس گھٹن اور بے چینی کی وجہ سے لوگ (آپس میں) کہیں گے کہ جس حال اور جس مصیبت میں تم ہو ظاہر ہے کیا کسی ایسے (برگزیدہ) شخص کو تلاش نہیں کرتے جو تمہارے رب کی بارگاہ میں سفارش کر دے پھر بعض بعض سے کہیں گے کہ تمھارے باپ آدمؑ اس کے اہل ہیں ان سے عرض کرو، چنانچہ ان کے پاس آکر کہیں گے کہ اے آدم آپ ابوالبشر ہیں اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اپنی روح آپ کے اندر پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا تو انہوں نے آپ کو سجدہ کیا اور آپ کو جنت میں مقیم فرمایا کیا آپ اپنے رب سے ہمارے لئے سفارش نہیں کر دیتے؟ آپ دیکھتے نہیں ہیں ہم کس مصیبت اور پریشانی میں ہیں، (حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے یقین جانو کہ میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ اس سے قبل نہ کبھی ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ہرگز اس قدر غصہ ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میرے رب نے مجھے درخت (کے پاس جانے) سے روکا تھا جس کی مجھ سے نافرمانی ہوگئی (مجھے اپنی ہی فکر ہے) نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم لوگ میرے علاوہ کسی دوسرے کے

پاس چلے جاؤ، ایسا کرو کہ نوح کے پاس پہونچو اور ان سے درخواست کرو)
لہٰذا لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس پہونچینگے اور عرض کرینگے
کہ آپ زمین والوں کی طرف (کفار کو دعوت ایمان دینے کے لئے) سب سے پہلے
رسول تھے، اللہ نے آپ کو شکر گذار بندہ فرمایا ہے کیا آپ نہیں دیکھ رہے
ہیں کہ ہم کس مصیبت میں ہیں اور ہمارا کیا بُرا حال بنا ہوا ہے کیا آپ اپنے رب
کی بارگاہ میں ہمارے لئے سفارش نہیں کر دیتے ؟ (حضرت) نوح (علیہ السلام)
جواب میں فرمائینگے، یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ کبھی ایسا
غصہ نہ اس سے پہلے ہوا اور نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ
میں نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی (مجھے اس پر مواخذہ ہو جانے کا خوف
ہے) نَفْسِی نَفْسِی نَفْسِی تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس
پہونچ جاؤ ایسا کرو کہ ابراہیم کے پاس جاؤ اس کے بعد لوگ (حضرت ابراہیم
(علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور اُن سے عرض کریں گے کہ آپ اللہ کے
نبی اور زمین والوں میں سے (منتخب شدہ) اللہ کے دوست ہیں ہمارے لئے
اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہمارا کیا
حال بنا ہوا ہے ! (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) ان کو جواب دیں گے یقین جانو
میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ نہ کبھی ایسا غصہ اس سے پہلے ہوا نہ ہرگز کبھی
اس کے بعد ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے تین جھوٹ[1] بولے تھے (گو دینی مصلحت

---

[1] جن تین جھوٹوں کا ذکر اس حدیث پاک میں ہے ان کی کیفیت اور ضرورت و مصلحت دوسری روایات میں ذکر ہوئی ہے ایسے مواقع میں جھوٹ بولنا منع نہیں ہے لیکن حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ وسلام علیہ
بقیہ صفحہ ۷۱ پر

اور وہ بھی ضرورت سے سرزد ہوئے تھے لیکن خوف ہے کہ کہیں میری گرفت نہ ہو جائے)
یہ فرما کر ان تین مواقع کا ذکر فرمایا جن میں ان سے جھوٹ سرزد ہوا تھا (آخر میں
حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے) نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ تم میرے
علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، ایسا کرو کہ موسیٰ کے پاس پہونچو، چنانچہ
لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور ان سے عرض
کریں گے کہ اے موسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ کو اللہ نے اپنے پیغاموں
کے ذریعہ اور اپنے ساتھ ہمکلامی کے ذریعہ لوگوں پر فضیلت دی، آپ اپنے
رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش کر دیجئے آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا کیسا
بُرا حال بنا ہوا ہے! (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) جواب دیں گے کہ یقین
جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ ایسا غصہ اس سے قبل ہوا نہ ہرگز کبھی
اس کے بعد ہوگا اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا جس کے قتل
کرنے کا (خدا کی طرف) سے مجھے حکم نہیں تھا[۱] نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ
تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، ایسا کرو کہ عیسےٰ کے پاس پہونچو

[۱] موسیٰ علیہ السلام نے ایک روز دیکھا کہ دو شخص آپس میں لڑ رہے ہیں ایک ان کی قوم کا تھا اور دوسرا دشمنوں کی قوم سے تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہم قوم نے ان سے مدد چاہی لہٰذا آپ نے اس شخص کو ایک گھونسا مار دیا جو ان کے ہم قوم پر ظلم کر رہا تھا مارنا الزمقا تادیب و گوشمالی کے لیے تھا مگر حکم خدا ایسا ہوا کہ وہ مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام پشیمان ہوئے اور خداوند کریم سے معافی مانگی، اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اسی قصہ کی طرف اشارہ ہے

(بقیہ صفحہ ۱۷۰)
اپنے بلند مرتبہ کی وجہ سے خوف کریں گے کہ گو جائز تھا مگر جھوٹ تو تھا خلیل اللہ سے اس کا سرزد
ہونا شاید گرفت میں آ جائے ع جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے۔

چنانچہ لوگ (حضرت) عیسےٰ (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے اور ان سے عرض کریں گے کہ اے عیسےٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریمؑ تک پہونچایا اور اللہ کی طرف سے ایک روح ہیں آپ نے گہوارہ میں لوگوں سے بات کی (یہ آپ کے فضائل ہیں) اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے ہیں کہ ہمارا کیا بُرا حال بنا ہوا ہے، وہ فرمائیں گے کہ یقین جانو میرے رب کو آج اس قدر غصہ ہے کہ ایسا غصہ نہ اس سے قبل ہوا نہ ہرگز کبھی اس کے بعد ہوگا، یہاں عہ پہونچ کر آں حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی کسی لغزش کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ جسے یاد کر کے وہ سفارش کرنے سے معذرت فرمائیں گے (بلکہ اس کے بعد یہ فرمایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرمائیں گے) نَفْسِیْ نَفْسِیْ نَفْسِیْ (اور یہ فرمائیں گے کہ) میرے علاوہ کسی اور کے پاس چلے جاؤ، ایسا کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچو۔

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب میرے پاس لوگ آئیں گے اور کہیں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کا سب کچھ بخشدیا اپنے رب کی بارگاہ میں آپ ہمارے لئے سفارش فرما دیجئے آپ دیکھ ہی رہے

عہ دوسری روایت میں ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام شفاعت نہ کرسکنے کی وجہ یہ بیان فرمائیں گے اللہ کے سوا میری عبادت کی گئی (جمع الفوائد ص ۳۰۴ ج ۲)

ہیں کہ ہم کس بدحالی میں ہیں۔ لہذا
میں روانہ ہو جاؤں گا اور عرش کے نیچے آکر اپنے رب کے لئے سجدہ میں
پڑ جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی وہ تعریفیں اور وہ بہترین ثنا منکشف
فرمائیں گے جو مجھ سے پہلے کسی پر منکشف نہ فرمائی تھی پھر ارشادِ ربّی ہوگا
کہ اے محمد سر اٹھاؤ اور مانگو، تمہارا سوال پورا کیا جائے گا، سفارش کرو تمہاری
سفارش قبول کی جائے گی، چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور بارگاہ خداوندی
میں عرض کروں گا کہ اے رب میری امت پر رحم فرما اے رب میری امت
پر رحم فرما اے رب میری امت پر رحم فرما۔ لہٰذا مجھے ارشاد ہوگا کہ اے محمد
اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے جنت کے دروازوں
میں سے دائیں دروازے سے داخل کرو، اور اس دروازہ کے علاوہ
دوسرے دروازوں میں بھی وہ ساجھی ہیں (یعنی ان کو یہ بھی اختیار ہے
کہ اس دروازہ کے علاوہ دوسرے دروازوں سے داخل ہو جائیں) اس
کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات
کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازوں (کا اتنا بڑا عرض
ہے کہ ان) کی دونوں طرفوں کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ اتنا لمبا ہے کہ
جتنا مکہ اور ھجر کے درمیان کا راستہ ہے یا (فرمایا کہ جیسے) مکہ اور بصریٰ
کے درمیان کا راستہ ہے (الترغیب والترہیب عن البخاری ومسلم)

دوسری روایت میں ہے (جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ہیں) کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شفاعت کا واقعہ بیان

فرمایا کہ یہ آیت تلاوت فرمائی عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
(قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا) پھر فرمایا کہ یہ مقام محمود ہے
جس کا وعدہ (اللہ تعالےٰ نے) تمہارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
سے کیا ہے (بخاری و مسلم)

امت محمدیہ کی پہچان

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ آپ (قیامت کے
دن) ساری امتوں کے درمیان جو (حضرت) نوح (علیہ السلام) کی
امت سے لے کر آپ کی امت تک دنیا میں آئی تھیں اپنی امت کو کیونکر
پہچانیں گے؟ اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ وضو کے اثر سے ان کے چہرے روشن ہوں گے اور ہاتھ
پاؤں سفید ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس حال میں نہ ہوگا اور میں
ان کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے اعمالنامے ان کے داہنے[1] ہاتھوں میں

---

[1] قرآن شریف میں ہے کہ جن کے اعمالنامے داہنے ہاتھوں میں دیے جائیں گے ان سے آسان حساب ہوگا اور اپنے اہل کی طرف خوش خوش لوٹ کر جائیں گے اس میں امت محمدیہ کی تخصیص نہیں کی گئی لہٰذا اس حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ میں اپنی امت کو اس طرح بھی پہچانوں گا کہ ان کے اعمالنامے سیدھے ہاتھوں میں دیے جائیں گے تو اس کے متعلق بعض علماء نے فرمایا کہ داہنے ہاتھوں میں کسی ایسی خاص صورت سے ان کو اعمالنامے ملیں گے جو دوسری امتوں کے ساتھ ملحوظ نہ کی جائے گی یا یہ سمجھو کہ امت محمدیہ کو سب سے پہلے دیے جائیں گے (حاشیہ مشکوٰۃ)

دیئے جائیں گے اور اس طرح بھی ان کو پہچانوں گا کہ ان کی ذرّیت ان کے آگے دوڑتی ہوگی۔ (مشکوٰۃ کتاب الطہارۃ)

حوض کوثر

میدان حشر میں بڑی بھاری تعداد میں حوض ہوں گے، آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور سب نبی آپس میں اس پر فخر کریں گے کہ کس کے پاس پینے والے زیادہ آتے ہیں (ہر نبی کے حوض سے اس کے امتی پیئیں گے) اور میں امید کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ لوگ میرے پاس پینے کے لئے آئیں گے[1] (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے روز میرے لئے سفارش فرمادیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں، میں کرونگا، میں نے عرض کیا، آپ کو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا اول پلصراط پر تلاش کرنا! میں نے عرض کیا وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں؟ فرمایا اعمال کی ترازو کے پاس تلاش کرنا! میں نے عرض کیا وہاں بھی ملاقات نہ ہو تو کہاں حاضر ہوں؟ فرمایا حوض پر تلاش کرنا ان تینوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ ضرور مل جاؤنگا (ایضاً)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کی صفات

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے حوض کا طول اور عرض اتنا زیادہ ہے کہ

[1] کیونکہ امت محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) سب امتوں سے زیادہ ہوگی ۱۲

اس کے ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لئے ایک ماہ کی مدت درکار ہے اور اس کے گوشے برابر ہیں (یعنی وہ چوکور ہے عرض و طول دونوں برابر ہیں) اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے اور اس کے لوٹے اس قدر ہیں جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔ جو اس میں سے پئے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرا حوض اس قدر عریض و طویل ہے کہ اس کی دو طرفوں کے درمیان اس فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہے جو ایلہ سے عدن تک ہے۔ پس جانو وہ برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو دودھ میں ملا ہوا ہو۔ ..... اور اس کے برتن ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اور میں (دوسری امتوں) کو اپنے حوض پر آنے سے ہٹاؤں گا جیسے (دنیا میں) کوئی شخص دوسروں کے اونٹوں کو اپنے حوض سے ہٹاتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اُس روز آپ ہم کو پہچانتے ہوں گے؟ ارشاد فرمایا! ہاں (ضرور پہچان لونگا اس لئے کہ) تمھاری ایک علامت ہوگی جو اور کسی امت کی نہ ہوگی، اور وہ یہ کہ تم حوض پر میرے پاس اس حال میں آؤ گے کہ وضو کے اثر سے تمھارے چہرے روشن ہوں گے دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسمان کے ستاروں کی تعداد میں حوض کے اندر سونے چاندی کے لوٹے نظر آرہے ہوں گے الیٰ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس حوض میں دو پرنالے گر رہے ہوں گے جو جنت (کی

نہریں، اس کے پانی میں اضافہ کر رہے ہوں گے، ایک پرنالہ سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا (ایضاً)

سب سے پہلے حوض پر پہونچنے والے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا حوض اتنا بڑا ہے جتنا عدن[1] اور عمان کے درمیان فاصلہ ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور مشک سے بہتر اس کی خوشبو ہے اس کے پیالے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں جو اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا اس کے بعد کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا، سب سے پہلے پینے کیلئے اس پر مہاجر فقرا آئیں گے کسی نے (اہل مجلس میں سے) سوال کیا کہ یارسول اللہ ان کا حال بتا دیجئے، ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں (دنیا میں) جن کے سروں کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے (بھوک اور محنت و تھکن کے باعث) بدلے ہوتے تھے ان کے لئے (بادشاہوں اور حاکموں کے) دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اور اچھی عورتیں ان کے نکاح میں نہیں دی جاتی تھیں۔

---

[1] حوض کی وسعت کئی طرح ارشاد فرمائی ہے کہیں ایک ماہ کی مسافت کا فاصلہ اس کی طرفوں کے درمیان فرمایا کہیں ایلہ اور عدن کے درمیانی فاصلہ سے اس کی وسعت کو تشبیہ دی کہیں کچھ اور فرمایا ان مثالوں کا مقصد حوض کی وسعت کو سمجھانا ہے ناپی ہوئی مسافت بتانا مراد نہیں ہے اہل مجلس کے لحاظ سے وہ مسافت اور فاصلہ ذکر فرمایا ہے جسے وہ سمجھ سکتے تھے حاصل سب روایات کا یہ ہے کہ اس حوض کی مسافت سینکڑوں میل ہے ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

اور (ان کے معاملات کی خوبی کا یہ حال تھا کہ) ان کے ذمہ جو حق (کسی کا) ہوتا تھا تو سب چکا دیتے تھے اور ان کا جو (حق کسی پر) ہوتا تھا تو پورا نہ لیتے تھے (بلکہ تھوڑا بہت چھوڑ دیتے تھے (الترغیب والترہیب)

یعنی دنیا میں ان کی بدحالی اور بے مائیگی کا یہ حال تھا کہ بال سدھارنے اور کپڑے صاف رکھنے کا مقدور بھی نہ تھا اور ظاہر کے سنوارنے کا ان کو ایسا کچھ دھیان بھی نہ تھا کہ بناؤ سنگار کے چوچلوں میں وقت گذارتے اور آخرت سے غفلت برتتے ان کو دنیا میں افکار و مصائب ایسے درپیش رہتے تھے کہ چہرہ دل پر ان کا اثر ظاہر تھا، اہل دنیا ان کو ایسا حقیر سمجھتے تھے کہ مجلسوں تقریبوں اور شاہی درباروں میں ان کو دعوت دے کر بلانا تو کیا معنی، ان کے لئے ایسے مواقع میں دروازے ہی نہ کھولے جاتے تھے اور وہ عورتیں جو ناز و نعمت میں پلی تھیں ان خاصان خدا کے نکاحوں میں نہیں دی جاتی تھیں مگر آخرت میں ان کا یہ اعزاز ہوگا کہ حوض کوثر پر سب سے اول پہونچیں گے ان کو حقیر سمجھنے والے ان کے بعد اس مقدس حوض سے پی سکیں گے (بشرطیکہ اہل ایمان اور اس میں سے پینے کے لائق ہوں۔)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا گیا کہ حوض کوثر پر سب سے پہلے فقرا مہاجرین پہونچیں گے جن کے سر بکھرے ہوئے اور کپڑے میلے رہتے تھے اور جن سے عمدہ عورتوں کے نکاح نہ کئے جاتے تھے اور جن کے لئے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اس ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سن کر حضرت

عمر بن عبدالعزیز (گھبرا گئے) اور بے ساختہ فرمایا کہ میں تو ایسا نہیں ہوں (میرے نکاح میں عبدالملک کی بیٹی فاطمہ (شہزادی) ہے اور میرے لئے دروازے کھولے جاتے ہیں لامحالہ اب تو ایسا ہی کروں گا کہ اس وقت تک سر کو نہ دھوؤں گا جب تک بال بکھر جایا کریں گے اور نہ اپنے بدن کا کپڑا اس وقت تک دھوؤں گا جب تک میلا نہ ہو جایا کرے گا (الترغیب والترہیب) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفۂ وقت اور اسلامی سلطنت کے چلانے والے تھے ان کے فکر آخرت کے بڑے بڑے قصے معتبر کتابوں میں لکھے ہیں۔

حوض کوثر سے ہٹائے جانے والے

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یقین جانو میں (قیامت کے روز) حوض پر تمہارا میرِ سامان ہوں گا (یعنی تم کو پلانے کے لئے پہلے پہونچا ہوا ہوں گا) جو میرے پاس ہو کر گذرے گا پی لے گا اور جو (میرے پاس حوض سے) پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہو گا، پھر ارشاد فرمایا ایسا ضرور ہو گا کہ پینے کے لئے میرے پاس ایسے لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور مجھے پہچانتے ہوں گے پھر (ان کو مجھ تک نہ پہونچنے دیا جائے گا بلکہ) میرے اور ان کے درمیان آڑ لگا دی جائے گی (اور وہ پینے سے محروم رہ جائیں گے) میں کہوں گا یہ تو میرے آدمی ہیں (ان کو آنے دیا جاوے) اس پر (مجھ سے) کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے

ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا نئی چیزیں نکالی تھیں۔ یہ سن کر میں کہوں گا دور ہوں دور ہوں جنھوں نے میرے بعد ادل بدل کیا (بخاری و مسلم)

"دین میں بکھیڑ لگانے والوں کا اس وقت کیسا برا حال ہوگا جبکہ قیامت کے دن پیاس سے بیتاب اور مصیبت سے عاجز بیکس ہوں گے اور حوض کوثر کے قریب پہونچ کر دھتکار دئے جائیں گے اور رحمۃ العلمین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ان کی ایجادات کا حال سنکر "دور دور" فرماکر پھٹکار دیں گے۔

قرآن و حدیث میں جو کچھ وارد ہوا ہے اور جو حدیثوں اور آیتوں سے نکلتا ہے اسی پر چلنے میں بھلائی اور کامیابی ہے، لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکال رکھی ہیں اور دین میں ادل بدل کر رکھا ہے جن سے ان کی دنیا بھی بگڑتی ہے اور نفس کو مزہ بھی آتا ہے اور مختلف علاقوں میں مختلف بدعتیں رواج پا گئی ہیں ایسے لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے تو الٹے سمجھانے والے ہی کو برا کہتے ہیں ہم سیدھی اور موٹی سی ایک بات کہے دیتے ہیں کہ جو کوئی کام کرتا ہو آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جیسے فرمایا اس طرح کرو اور جس طرح آپنے کیا اسی طرح عمل کرو،

دنیادار پیر فقیر یا مولوی ملا اگر کہیں کہ فلاں کام میں ثواب ہے اور اچھا ہے تو تو ان سے ثبوت مانگو اور پوچھو کہ بتاؤ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے یا نہیں اور حدیث شریف کی کس کتاب میں لکھا ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو ایسا کرنا پسند تھا یا آپ نے اس کو انجام دیا ہے۔

مرنے جینے اور بیاہ شادی میں عورتوں نے اور دنیادار پیروں فقیروں نے بڑی بدعتیں اور غیر شرعی رسمیں نکال رکھی ہیں سوم، چہلم، قبر پر چادر، قبر کا [illegible] صندل، عرس، پختہ قبر اور اسی طرح کی بہت سی باتیں جو قبروں پر ہوتی ہیں بدعت ہیں ایسا کرنے والے انجام سوچ لیں حوض کوثر سے ہٹائے جانے کو تیار رہیں۔ اور قبر کا طواف اور قبر کو یا پیر کو سجدہ یہ تو شرک ہے جو گناہ میں بدعت سے بڑھا ہوا ہے۔

اپنے اپنے باپوں کے نام سے بلائے جائیں گے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں کے ساتھ اور اپنے باپوں کے ناموں کے ساتھ بلائے جاؤ گے لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو (احمد ابو داؤد)
عام طور سے مشہور ہے کہ قیامت کے روز لوگ اپنی ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارے جائیں گے، یہ صحیح نہیں ہے بنائی ہوئی بات ہے[1]۔

قیامت بلند اور پست کرنے والی ہوگی

قیامت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ (سورہ واقعہ)	جس وقت ہونے والی واقع ہو جائیگی نہیں ہے اس کے ہونے میں کچھ جھوٹ وہ پست کرنے والی ہے اور بلند کرنے والی۔

---

[1] امام بخاری ؒ نے اپنی جامع صحیح میں باب مایدعی الناس یوم القیمۃ بآبائھم قائم کرکے صحیح حدیث سے ثابت کیا ہے کہ قیامت کے روز باپوں کے ناموں سے بلاوا ہوگا۔
معالم التنزیل میں ماؤں کے ناموں کے ساتھ پکارنے کے تین سبب بتائے گئے ہیں لیکن یہ سبب خود ساختہ ہیں جو محض روایت کی شہرت کی وجہ سے تجویز کئے گئے ہیں چنانچہ صاحب معالم التنزیل نے تینوں اسباب ذکر کرکے فرمایا ہے کہ والاحادیث الصحیحۃ بخلافہ یعنی صحیح حدیثیں اس مشہور کے خلاف ہیں ۱۲ منہ عفا اللہ عنہ

قیامت کے روز اعمال کے اعتبار سے فرق مراتب ہوگا اور چھوٹائی بڑائی کا معیار نیکی بدی ہوگی، یہاں دنیا میں جو چھوٹا بڑا ہونے کے معیار ہیں یہیں رہ جائیں گے بڑے بڑے متکبر۔ جو دنیا میں بہت معزز اور سربلند سمجھے جاتے تھے قیامت کے دن دوزخ کے گہرے گڑھے میں ڈھکیل دیے جائیں گے اور ان کی بڑائی اور چودھراہٹ خاک میں مل جائے گی وہاں یہ مردود کہیں گے مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ط هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطَانِیَهْ ط (میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا جاتی رہی میری حکومت) اور یہ کہنا اور کف افسوس ملنا کچھ کام نہ آئے گا اور بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو دنیا میں متواضع بن کر رہتے تھے لوگ اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اور نیچی ذات کا سمجھتے تھے اور اُن کو اپنی بڑائی کا کچھ خیال نہ تھا لیکن چونکہ انہوں نے خداوند کریم سے اپنا تعلق صحیح رکھا اور احکام خداوندی پر عمل کرتے رہے اس لئے قیامت کے روز ان میں سے کوئی مشک کے ٹیلہ پر بیٹھا ہوگا کوئی نور کے منبر پر ہوگا، عرش کے سایہ میں مزے کرتے ہوں گے، پھر بہت سے تو بے حساب اور بہت سے حساب کے بعد جنت میں داخل ہوں گے اور اُس کے شفاف بالاخانوں میں چین سے رہیں گے (اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ط) سرورِ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بہت سے لوگ، جو دنیا میں کھاتے پیتے اور نعمتوں میں رہنے والے ہیں آخرت میں ننگے بھوکے ہوں گے، پھر فرمایا کہ خبردار دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنے کو عزت دار بنا رہے ہیں اور حقیقت

میں وہ اپنے کو ذلیل کر رہے ہیں (جس کا پتہ آخرت میں چل جائے گا) اور بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جو (تواضع انکساری کے باعث) اپنے کو ذلیل کر رہے ہیں۔ درحقیقت وہ اپنے کو عزت دار بنا رہے ہیں (کیونکہ ان کی تواضع اور انکساری و عاجزی ان کو جنت میں پہنچا دے گی) (الترغیب الترہیب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ایسا ہوگا کہ قیامت کے روز (بھاری بھرکم) موٹا تازہ آدمی آئے گا جس کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی نہ ہوگا) (یعنی اس کی حیثیت اور پوزیشن اس روز نہ ہوگی) پھر آپ نے فرمایا کہ تم چاہو تو (میری بات کی تصدیق میں) اس آیت کو پڑھو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا عہ (بخاری مسلم)

آج دنیا میں بہت سے آقا ہیں جن کے نوکر چاکر اور خادم ہیں ان نوکروں کو گالیاں دیتے ہیں مارنے پیٹتے ہیں اور بہت سے لوگ دولت یا عہدہ کے نشہ میں کم حیثیت لوگوں سے بے گار لیتے ہیں اور بات بات میں رعب جھاڑتے دکھاتے ہیں لیکن قیامت کا دن صحیح فیصلے اور واقعی انصاف کا ہوگا وہاں بہت سے نوکر چاکر اور کم حیثیت لوگ بلند ہو جائیں گے اور کبر و نخوت والے دولت و پوزیشن والے جو خدا کے باغی تھے پست ہو جائیں گے ان پر ذلت سوار ہوگی اور دوزخ کا راستہ دیکھیں گے کیا حال بنے گا ان لوگوں کا جو بڑائی کے لئے الیکشن پر الیکشن لڑے جاتے ہیں اور بڑائی کی امید میں یا بڑائی ملنے کے

عہ (ترجمہ) تو ہم قیامت کے روز ان کے لئے ذرا وزن بھی قائم نہ کریں گے ۱۲

لئے اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پامال کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ اپنا انجام سوچ لیں۔

نعمتوں کا سوال

قیامت کے دن نعمتوں کا سوال ہوگا۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے روز نعمتوں میں سے .... سب سے پہلے (تندرستی اور ٹھنڈے پانی کا سوال ہوگا اور) یوں پوچھا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو ٹھیک نہ رکھا تھا اور کیا تجھے ہم نے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی عنایت فرمایا ہے بغیر کسی استحقاق کے دیا ہے ان کو یہ حق ہے کہ اپنی نعمت کے بارے میں سوال کریں اور یہ مواخذہ کریں کہ میری نعمتوں میں تم رہے تو ان نعمتوں کا کیا حق ادا کیا اور میری عبادت میں کس قدر لگے اور ان نعمتوں کے استعمال کے عوض کیا لے کر آئے؟ یہ سوال بڑا کٹھن ہوگا، مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا کی نعمتوں کے شکریہ میں عمل صالح کرتے رہتے ہیں اور آخرت کی پوچھ سے لرزتے اور کانپتے ہیں، برخلاف ان کے وہ بدنصیب ہیں جو اللہ کی نعمتوں میں پلتے بڑھتے ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن خدا کی طرف ان کا ذرا دھیان نہیں اور خدا کے سامنے

عہ پھر البتہ ضرور اس روز نعمتوں کی پوچھ ہوگی ۱۲

جھکنے کا ذرا خیال نہیں۔ خداوند عالم کی بے شمار نعمتیں ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہے
وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط عہ

پھر ساتھ ہی یہ فرمایا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ط عہ

بلاشبہہ یہ انسان کی بڑی نادانی اور ستم گری ہے کہ مخلوق کے ذرا سے احسان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے اور جس سے کچھ ملتا ہے اس سے دبتا ہے اور اس کے سامنے باادب کھڑا ہوتا ہے حالانکہ یہ دینے والے مفت نہیں دیتے بلکہ کسی کام کے عوض یا آئندہ کسی کام کے ملنے کی امیدیں دیتے دلاتے ہیں۔ خداوند کریم خالق و مالک غنی و مغنی ہیں وہ بغیر کسی غرض کے عنایت فرماتے ہیں لیکن ان کے احکام پر چلنے اور سربسجود ہونے سے انسان گریز کرتا ہے۔ یہ بڑی بدبختی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کو کوئی کہاں تک شمار کریگا جو نعمت ہے ہر ایک کا محتاج ہے۔ ایک بدن کی سلامتی اور تندرستی ہی کو لے لیجئے کیسی بڑی نعمت ہے۔ جب پیاس لگتی ہے تو غٹا غٹ ٹھنڈا پانی پی جاتے ہیں یہ پانی کس نے پیدا کیا ہے؟ اس پیدا کرنے والے کے احکام پر چلنے اور شکر گذار بندہ بننے کی بھی فکر ہے یا نہیں؟ یہ غور کرنے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آں حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کے قدم (حساب کی جگہ سے) نہ ہٹ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو جائے گا (۱) عمر کا سوال ہوگا کہ کن مشغولیتوں میں فنا کردی (۲) جوانی کا سوال ہوگا کہ کہاں ضائع کردی (۳) مال کا سوال ہوگا

عہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرو تو نہیں گن سکتے ۱۲ عہ بلاشبہہ انسان البتہ بڑا ظالم (اور) ناشکرا ہے ۱۲

کہ کہاں سے کمایا (۴) اور کہاں خرچ کیا (۵) علم کا سوال ہوگا کہ (دین اور دینیات کا) جو علم تھا اس پر کیا عمل کیا (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کے تین دفتر ہوں گے ایک دفتر میں اس کے نیک عمل لکھے ہوں گے دوسرے دفتر میں اس کے گناہ درج ہوں گے اور ایک دفتر میں اللہ کی وہ نعمتیں درج ہونگی جو اس کو خدا کی طرف سے دنیا میں دی گئی تھیں اللہ عزوجل سب سے چھوٹی نعمت سے فرمائیں گے کہ اپنی قیمت اس کے نیک اعمال میں سے لے لے چنانچہ وہ نعمت اس کے تمام نیک اعمال کو اپنی قیمت میں لگالے گی اور اس کے بعد عرض کرے گی کہ (اے رب) آپ کی عزت کی قسم (ابھی) میں نے پوری قیمت وصول نہیں کی ہے۔ اب اس کے بعد گناہ باقی رہے اور نعمتیں بھی باقی رہیں (جن کی قیمت ادا نہیں ہوئی ہے) رہے نیک عمل سو وہ سب ختم ہو چکے کیونکہ سب سے چھوٹی نعمت ... اپنی قیمت میں تمام نیک عمل کو لگا چکی ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ پر رحم کرنا چاہینگے (یعنی مغفرت فرماکر جنت عطا فرمانا چاہیں گے) تو فرمائیں گے کہ اے میرے بندے میں نے تیری نیکیوں میں اضافہ کر دیا اور تیرے گناہوں سے درگذر کیا، راوی کہتے ہیں کہ غالباً آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر خدائے پاک کا ارشاد گرامی نقل فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ میں نے تجھے اپنی نعمتیں (یوں ہی بغیر عوض کے) بخشدیں۔ (ترغیب عن البزار)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز انسان کو بکری کے بچہ کی طرح (بے حقیقت اور بے حیثیت ہونے کی حالت میں) لایا جائے گا پھر اللہ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا، اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ میں نے تجھے دیا اور نعمتوں سے مالا مال کیا، تو نے کیا کیا؟ وہ جواب دیگا کہ اے رب میں نے مال جمع کیا اور نفع پر نفع کما کر اسے بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ بڑھا کر چھوڑ آیا ہوں لہٰذا آپ مجھے اجازت دیجئے میں سارا آپ کی بارگاہ میں لا کر حاضر کر دیتا ہوں، ارشاد ربانی ہوگا (یہاں سے واپس جانے کا قانون نہیں ہے) جو پہلے سے یہاں بھیجا تھا وہ دکھاؤ اس فرمان کے جواب میں وہ پھر وہی کہے گا کہ اے رب میں نے مال جمع کیا اور نفع پر نفع کما کر اسے بڑھایا اور جتنا شروع میں تھا اس سے بہت زیادہ بڑھا کر چھوڑ آیا پس مجھے واپس بھیج دیجئے میں سارا مال لا کر آپ کی بارگاہ میں حاضر کر دیتا ہوں۔ الحاصل وہ یہی جواب دے گا) اور چونکہ کچھ پہلے سے وہاں کے لئے اس دنیا سے نہ بھیجا تھا لہٰذا) وہ نتیجہ کے طور پر ایسا شخص نکلے گا جس نے ذرا خیر اپنے لئے) پہلے سے نہ بھیجی تھی چنانچہ اس کو دوزخ کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ (ترمذی)

پیغمبروں سے سوال

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ط (اعراف)	سو ہم کو ضرور پوچھنا ہے ان سے جن کے پاس پیغمبر بھیجے گئے اور ضرور پوچھنا ہے پیغمبروں سے

اس کی تشریح دوسری آیات میں اس طرح فرمائی۔

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَا اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَآءَلُوْنَ ط (قصص پ ۲۰)	اور جس دن ان سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا، سو اس روز ان سے سب مضامین گم ہو جائیں گے پس وہ آپس میں بھی پوچھ پاچھ نہ کرسکیں گے۔

یعنی رسالت کے بارے میں سوال ہوگا کہ تم پیغمبروں کے سمجھانے پر سمجھے یا نہیں؛ پیغمبروں کو تم نے کیا جواب دیا۔

اس سوال کا کوئی جواب بن نہ پڑے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ط (مائدہ پ ۷)	جس روز اللہ تعالیٰ جمع فرمائینگے سب پیغمبروں کو پھر سوال فرمائیں گے کہ تم کو کیا جواب ملا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں! بیشک آپ چھپی باتوں کے جاننے والے ہیں۔

یہ سوال انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اُن کی امتوں کے سامنے ہوگا کہ جب تم اُن کے پاس دعوت حق لے گئے تو انہوں نے کیا جواب دیا۔ اس وقت خدائے قہار کی عظمت وکبریائی کا ظہور ہوگا اس کے قہر سے سب ڈر رہے ہوں گے، انتہائی خوف وخشیت کے باعث حق تعالےٰ کے سامنے جواباً لَا عِلْمَ لَنَا (ہم کو کچھ خبر نہیں) سے زیادہ کچھ نہ کرسکیں گے۔

سورۂ نساء میں فرمایا

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ؕ	پھر اس وقت کیا حال ہوگا جب بلائیں گے ہم ہر امت میں سے (اس کا) حال بتانے والا اور تم کو ان (لوگوں) کے متعلق گواہی دینے والا۔ بنا کر لائیں گے۔

اس سے ہر امت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ مراد ہیں کہ وہ قیامت کے روز لوگوں کی نافرمانی اور فرماں برداری بیان کریں گے اور سب کے حالات کی گواہی دیں گے، یہ جو فرمایا وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا (کہ اے محمد صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تم کو ان کے متعلق گواہی دینے والا بنا کر لائیں گے) اس کا مطلب یہ ہے کہ مثل دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام آپ بھی اپنی امت کے احوال واعمال کے متعلق گواہی دیں گے اور یہ بھی احتمال ہے کہ هَٰؤُلَاءِ کا اشارہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف ہو جس کا مطلب یہ ہوگا کہ سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ

والسلام کی صداقت پر گواہی دیں گے جبکہ ان کی امتیں ان کو جھوٹا بتائیں گی ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ھٰؤُلَآءِ کا اشارہ کفار کی طرف ہو جن کا تذکرہ گذشتہ آیت (یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) میں ہو چکا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح حضرات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے منافق وکفار کے فسق وکفر کی گواہی دیں گے ایسے ہی آپ بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بد اعمالی پر گواہ بنیں گے جس سے ان کی خرابی وبرائی اور زیادہ محقق اور ثابت ہو گی۔

فرشتوں سے خطاب

سورۂ سبا میں ارشاد فرمایا

وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ؕ	اور جس دن (اللہ تعالیٰ) جمع فرمائے گا ان سب کو پھر فرشتوں سے سوال فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے

دنیا میں بہت سے مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بتاتے تھے اور ان کے ہیکل بنا کر پوجتے تھے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ بت پرستی کی ابتداء ملائکہ پرستی سے ہوئی قیامت کے دن مشرکین کو سنا کر اللہ جل شانہٗ فرشتوں سے سوال فرمائیں گے کیا یہ لوگ تم کو پوجتے تھے، شاید سوال کا مطلب یہ ہو کہ تم نے تو ان سے ایسا نہیں کہا اور تم ان کے اس فعل سے خوش تو نہیں ہوئے؟ اور اس سوال سے یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کا یہ جواب مشرکین کے

رہ بر دستوا دیا جائے کہ نہ ہم نے ان کو شرک کی تعلیم دی نہ ان کی اس حرکت سے خوش ہوئے! تاکہ مشرکین کو یہ یقین ہو جائے کہ اپنے عمل کے ہم خود تنہا ذمہ دار ہیں۔

فرشتوں کا جواب

آگے اسی آیت کے بعد فرمایا

قَالُوْا سُبْحَانَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○

فرشتے جواب میں عرض کریں گے کہ تیری ذات پاک ہے تو ہی ہمارا ولی ہے نہ کہ وہ! بلکہ وہ پرستش کرتے تھے جنات کی ان میں اکثر ان ہی کو مانتے تھے۔

یعنی آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ کسی درجہ میں بھی کوئی آپ کا شریک ہو ہم کیوں ایسی بات کہتے اور کیوں شرکیہ حرکتوں سے خوش ہوتے ہماری خوشنودی آپ کی خوشنودی میں ہے ان نالائقوں سے ہم کو کیا واسطہ یہ بد بخت حقیقت میں ہماری پرستش کرتے بھی نہ تھے، نام ہماری پرستش کا لیتے اور پوجتے شیطانوں کو تھے! شیطان ان کو جس طرف موڑتے یہ ادھر ہی مڑ جاتے تھے خواہ فرشتوں کا نام لے کر خواہ کسی نبی کا خواہ کسی ولی اور شہید پیر فقیر کا

آگے فرمایا

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ○

سو آج مالک نہیں تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے نفع کا نہ نقصان کا اور ہم کہدیں گے ظالموں سے کہ چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی امت کے خلاف امت محمدیہ کی گواہی

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز (حضرت) نوح علیہ السلام کو لایا جائے گا اور ان سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے تبلیغ کی؟ وہ عرض کریں گے کہ یا ربّ میں نے واقعۃً تبلیغ کی تھی! ان کی امت سے سوال ہوگا کہ بولو کیا انہوں نے تم کو احکام پہونچائے؟ وہ کہیں گے نہیں! ہمارے پاس تو کوئی نذیر (ڈرانے والا) نہیں آیا۔ اس کے بعد (حضرت) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے دعویٰ کی تصدیق کی گواہی دینے والے کون ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ (حضرت) محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے امتی ہیں۔ یہاں تک واقعہ نقل کرنے کے بعد آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خطاب کرکے فرمایا۔ ... کہ اس کے بعد تم کو لایا جائے گا اور تم گواہی دوگے کہ بیشک حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو تبلیغ کی تھی، اس کے بعد آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے (سورہ بقرہ کی) آیت ذیل تلاوت فرمائی۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا	اور ہم نے تم کو ایک ایسی جماعت بنادی ہے
لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ	جو نہایت اعتدال پر ہے تاکہ تم دوسری

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ؕ امتوں کے، لوگوں کے مقابلہ میں گواہ بنو
اور تمہارے لئے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم گواہ بنیں۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسند امام احمدؒ کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتیں بھی انکاری ہوں گی اور کہیں گی کہ ہم کو تبلیغ نہیں کی گئی، ان کے نبیوں سے سوال ہوگا کہ تم نے تبلیغ کی وہ اثبات میں جواب دیں گے کہ جی ہم نے تبلیغ کی تھی اس پر ان سے گواہ طلب کئے جائیں گے تو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت کو گواہی میں پیش کریں گے۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کی امت سے سوال ہوگا کہ اس بارے میں آپ حضرات کیا کہتے ہیں، جواب میں عرض کریں گے جی ہم پیغمبروں کے دعوے کی تصدیق کرتے ہیں! امت محمدیہ (علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) سے پوچھا سوال ہوگا کہ تم کو اس معاملہ میں کیا خبر ہے؟ وہ جواب میں عرض کریں گے کہ ہمارے پاس ہمارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور انہوں نے خبر دی کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کو تبلیغ کی[1]۔

آیت کا عموم لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ بھی اس کو چاہتا ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ

---

[1] بعض روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب امت محمدیہ علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ (باقی صفحہ ۹۵ پر)

کی امتوں کے مقابلہ میں بھی امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ گواہی دیگی۔

یہاں ایک شبہہ کیا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ امت محمدیہ (صلے اللہ تعالےٰ علےٰ صاحبہا وسلم) نبیوں سے زیادہ سچی اور قابل اعتبار تو نہیں ہے پھر نبیوں کی سچائی کو امت محمدیہ (صلی اللہ علےٰ صاحبہا وسلم) کی گواہی سے ثابت کرنے کے کیا معنی ہوں گے؟ جواب یہ ہے کہ زیادہ معتبر اور سچے تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی ہیں لیکن چونکہ اس مقدمہ میں فریق ہو گئے اس لئے دوسرے گواہ درکار ہوں گے گو وہ گواہ اگرچہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ادنےٰ ہوں گے[1] اور ان کے معتبر ہونے کی گواہی سند الاصفیاء

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۳) دوسری امتوں کے مقابلہ میں ان کے نبیوں کی تائید میں گواہی دے گی تو سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے سوال ہو گا کہ کیا تمہاری امت اس لائق ہے کہ ان کی گواہی معتبر مانی جائے؟ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنی امت کی عدالت کی گواہی دیں گے یعنی یہ فرمائیں گے کہ ہاں یہ سچ کہتے ہیں اور ان کی گواہی معتبر ہے۔ بلا شبہہ اس امت کا یہ بڑا مرتبہ ہے اور بڑی فضیلت ہے جس کا میدان حشر میں تمام اولین و آخرین کے سامنے ظہور ہوگا۔ امت محمدیہ (صلی اللہ علےٰ صاحبہا وسلم) کی گواہی پر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بارگاہ احکم الحاکمین سے فیصلہ صادر ہونا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کا مجرم قرار پاکر سزایاب ہونا اس امت کے لئے اعلےٰ درجہ کی عزت ہے ۱۲۔ از بیان القرآن

[1] یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب امت محمدیہ (صلے اللہ تعالےٰ علےٰ صاحبہا وسلم) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ تبلیغ ورسالت کے وقت

(بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

والصادقین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیدیں گے جیسے کوئی تحصیلدار (جو خود بھی صاحب اجلاس ہوتا ہے) کسی گستاخ چپراسی کے مقدمہ میں فریق بن جاوے تو حاکم اعلیٰ کے اجلاس میں تحصیلدار سے گواہ طلب کئے جائیں گے گو وہ مرتبہ میں تحصیلدار سے ادنےٰ درجہ کے ہوں اور پھر ان گواہوں کی سچائی کو دیکھکر فیصلہ صادر کیا جاوے گا، یہیں سے ایک اور شبہہ کا جواب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ منکرین رسالت و تبلیغ اس موقعہ پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جب ہم نے نبیوں کو سچا نہ مانا تو ان کی (یعنی امت محدیہ صلے اللہ تعالےٰ علےٰ صاحبہا وسلم) کو کیوں سچی تسلیم کریں؟ جواب یہ ہے کہ ایسا کہنے کا ان کو حق نہ ہوگا کیونکہ مدعی جب گواہ پیش کر دے تو مدعا علیہ اگر ان گواہوں کو جھوٹا ثابت کر دے تو وہ گواہ رد ہوں گے گواہ پیش ہو جانے کے بعد مدعا علیہ کی طرف سے صرف یہ کہدینا کافی نہ ہوگا کہ ہم ان کو سچا نہیں مانتے۔ نیز یہ بھی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مدعا علیہ گواہوں کو سچا مانے یا نہ مانے فیصلہ دینے کے لیئے حاکم کے نزدیک اُن کا سچا ہونا کافی ہوتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹۴ کا) موجود نہ تھے تو ان کی گواہی کیوں کر معتبر ہو گی؟ جواب یہ ہے کہ شہادت کا مدار صرف یقین پر ہے اور محسوسات غیر ثابت بالوحی میں یقین حاصل ہونا اور مشاہدہ میں منحصر ہے اس لیئے مدار شہادت مشاہدہ کو بنا دیا گیا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ رسالت کا واقعہ گو محسوس و مشاہد بھی ہے لیکن امت محمدیہؐ کی گواہی کا معتبر ہونا مشاہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ثابت بالوحی ہونے کی وجہ سے ہوگا اور وحی سے مثل مشاہدہ کے بلکہ اس سے بھی زیادہ یقین حاصل ہوتا ہے اور یقین ہی اصل مدار شہادت ہے جیسے کوئی ڈاکٹر کسی مُردہ کو جس کے بدن پر کوئی ظاہری علامت (زخم ... وغیرہ نہ ہو) دیکھکر اپنی مہارت فن کے ذریعہ یہ اظہار کر دے کہ یہ شخص مرض سے نہیں بلکہ کسی ضرب شدید سے مرا ہے اور اس بنا پر قاتل کی تحقیقات

مشرکین کا انکار کہ ہم مشرک نہ تھے | سورۂ انعام میں فرمایا

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ط

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکین سے کہیں گے کہ تمھارے وہ شرکاء جن کے معبود ہونے کے تم مدعی تھے کہاں گئے پھر ان کے شرک کا انجام بس یہی ہوگا کہ یوں کہیں گے کہ اللہ کی قسم جو ہمارا پروردگار ہے ہم مشرک نہ تھے۔

اس کے بعد فرمایا

انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئیں۔

انکار تو کریں گے مگر انکار سے نجات کہاں ملے گی اعمالناموں اور گواہوں کے ذریعہ الزام ثابت ہو ہی جائے گا۔

جن کی پوجا کرتے تھے وہ بھی انکاری ہوں گے | سورۂ یونس میں فرمایا

وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِيَّانَا تَعْبُدُونَ فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ ط

اور ان کے شرکاء کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے سو ہمارے تمہارے درمیان خدا کافی گواہ ہے کہ ہم کو تمہاری عبادت کی خبر بھی نہ تھی۔

(بقیہ صفحہ ۹۵ کا) حکم ہو جاوے سو باوجودیکہ ڈاکٹر اس کی موت کے وقت موجود نہ تھا چونکہ قواعد صحت کی بنا پر عرب شدید کی تشخیص کی گئی اس نے اس کا اعتبار کیا گیا۔ بیان القرآن ۱۲

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال

قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہی سوال ہوگا جیسا کہ سورۂ مائدہ میں فرمایا

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور جبکہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا کے علاوہ معبود بنالو۔

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواب

قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام) جواب دیں گے کہ میں تو آپ کو ہر عیب سے بری جانتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ ایسی بات کہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں اگر (نعوذ باللہ) میں نے کہا ہوگا تو آپ جانتے ہوں گے۔ آپ تو میرے دل کی بات جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اسکو نہیں جانتا۔ بیشک آپ تمام عیبوں کو خوب جانتے ہیں۔ میں نے ان سے صرف وہی کہا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا (اور وہ) یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ
عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اور تمہارا بھی، اور میں جب تک ان میں رہا ان
پر مطلع رہا۔ پھر جب آپ نے مجھے اٹھا لیا تو آپ
ہی ان پر مطلع ہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر
رکھتے ہیں اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے
بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف
فرما دیں تو العزیز الحکیم ہیں۔

لیکن کافر اور مشرک کی مغفرت کا قانون نہیں ہے لامحالہ عیسائی دوزخ
میں جائیں گے۔ اپنے پیغمبر کی ہدایت کو چھوڑ کر خود گمراہ اور کافر ہوئے یقیناً
عذاب جھیلیں گے۔

حساب کتاب قصاص میزان

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

اور ہر جان کو اسکے عمل کا پورا بدلہ دیا جائے گا

نیتوں پر فیصلے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک قیامت کے
روز جن لوگوں کے متعلق سب سے پہلے فیصلہ دیا جائے گا ان میں ایک وہ شخص ہوگا
جو راہ جہاد میں قتل ہو جانے کی وجہ سے، شہید سمجھ لیا گیا تھا اس کو قیامت کے
روز لایا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو نعمتوں کی پہچان کرائیں گے

جن کو وہ پہچان لے گا (یعنی اسے وہ نعمتیں یاد آجائیں گی جو اللہ نے دنیا میں اسکو دی تھیں) اللہ جل شانہٗ اس سے سوال فرمائیں گے کہ تونے ان نعمتوں کو کس کام میں لگایا؟ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ میں نے آپ کے راستہ میں یہاں تک لڑائی لڑی کہ شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تونے جھوٹ کہا (تیرا یہ کہنا غلط ہے کہ تونے میرے لئے جنگ لڑی) بلکہ تونے اس لئے جنگ کی کہ تجھے بہادر سمجھا جاوے سو (اس کا پھل تجھے مل چکا اور) دنیا میں تیرا نام ہو چکا۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل کھینچکر دوزخ میں ڈال دیا جائے چنانچہ تعمیل حکم کردی جائے گی۔

اور ایک وہ شخص بھی ان لوگوں میں سے ہوگا جس کے متعلق سب سے پہلے فیصلہ کیا جاتے گا جس نے علم (دین) سیکھا اور سکھایا اور قرآن پڑھا۔ اسے (قیامت کے روز) لایا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتوں کی پہچان کرائیں گے۔ چنانچہ وہ پہچان کرلے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ سوال فرمائیں گے کہ تونے ان نعمتوں کو کس طرح کام میں لگایا؟ وہ جواب دے گا کہ میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور آپ کی رضا کے لئے قرآن پڑھا اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تونے جھوٹ بولا (میرے لئے تونے نہ علم حاصل کیا نہ قرآن پڑھا) بلکہ تونے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے لوگ عالم کہیں اور قرآن تونے اس لئے پڑھا کہ لوگ تیرے متعلق یہ کہیں کہ یہ تو قرآن پڑھتا رہتا ہے (اور اس کا پھل تجھے مل چکا اور) دنیا میں تیرے متعلق وہ کہا جا چکا جس کا تو خواہش مند تھا۔ اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل حکم

کردی جائے گی ۔

اور ایک وہ شخص بھی ان لوگوں میں سے ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا تھا اور مختلف قسم کی مالیات سے اسے سرفراز فرمایا تھا ۔ قیامت کے روز اسے لایا جائے گا ۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ اپنی نعمتوں کی پہچان کرائیں گے چنانچہ وہ ان کو پہچان لے گا ۔ اللہ جل شانہٗ کا سوال ہوگا کہ تو نے ان نعمتوں کو کس چیز میں لگایا ؟ وہ کہے گا کہ کوئی ایسا مصرف خیر جس میں خرچ کرنا آپ کو محبوب ہو میں نے نہیں چھوڑا ۔ ہر کار خیر میں میں نے آپ کی رضا کے لئے اپنا مال خرچ کیا ۔ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تو نے جھوٹ بولا (میرے لئے تو نے خرچ نہیں کیا) بلکہ تو نے یہ کام اس لئے کیا کہ تیرے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ سخی ہے ۔ چنانچہ کہا جا چکا (اور تیرا مقصد پورا ہوگیا) اس کے بعد حکم ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے چنانچہ تعمیل کردی جائے گی ۔ (مشکوٰۃ از مسلم شریف)

ترمذی شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے اس میں یہی مذکور ہے کہ اس کے بیان کرنے کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارادہ فرمایا تو (میدان حشر کے اس منظر کے تصور سے) بے ہوش ہوگئے ۔ ہوش آنے پر پھر بیان کرنے لگے تو مکرر بے ہوش ہوگئے ۔ پھر ہوش آنے پر تیسری مرتبہ بیان کرنے کا ارادہ فرمایا تو تیسری بار بھی بے ہوش ہوگئے اور اس کے بعد ہوش آنے پر حدیث بیان فرمائی ۔ جب یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سنائی گئی تو فرمایا کہ جب ان تینوں شخصوں کے ساتھ ایسا ہوگا تو ان کے علاوہ دوسرے

ہ جن کے متعلق سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا

بدنیت انسانوں کے متعلق اچھا معاملہ ہونے کی کیا امید رکھی جائے ۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ دیکھنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ آج ان کی جان نکل کر رہے گی ۔

حضرت ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو جمع کریں گے جس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے تو ایک پکارنے والا زور سے پکارے گا کہ جس نے کوئی عمل اللہ کے لئے کیا اور اس عمل میں کسی دوسرے کو دکھانے کی نیت کر کے اس دوسرے کو بھی شریک کر لیا تو اس کو چاہئے کہ اس عمل کا ثواب اللہ کے سوا (اس غیر سے) ہی لے لیوے (مشکوٰۃ عن احمد)

دوسری حدیث میں ہے (جس کی روایت بیہقیؒ نے شعب الایمان میں کی ہے) کہ جس روز اللہ تعالیٰ بندوں کو اعمال کا بدلہ دیں گے ۔ ریاکاروں سے فرمائیں گے جاؤ دنیا میں تم جن کو دکھانے کے لئے عمل کرتے تھے ۔ ان ہی کے پاس جاؤ ۔ پھر دیکھو کہ ان کے پاس تمہیں کچھ جزا یا بھلائی ملتی ہے ۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز کا حساب اور نوافل کا بڑا فائدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ بیشک قیامت کے روز بندہ کے اعمال میں سے پہلے اس کی نماز کا حساب کیا جائے گا ۔ پس اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو نامراد اور ٹوٹا اٹھانے والا ہوگا ۔ پس اس کے فرضوں میں کوئی کمی رہ جائے گی تو پروردگار عالم

فرمائیں گے کہ دیکھو کیا میرے بندے کے کچھ نفل بھی ہیں؟ پس (اگر نوافل نکلے تو) جو فرضوں میں کمی ہوگی نوافل کے ذریعہ پوری کردی جائے گی پھر (نماز کے بعد) اس کے باقی اعمال کا اسی طرح[1] حساب ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ پھر (نماز کے بعد) اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پھر (دوسرے) اعمال اسی طرح سے (حساب میں) لئے جائیں گے۔
(مشکوٰۃ شریف)

بے حساب جنت میں جانے والے

اسمار بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ایک ہی میدان میں جمع کئے جائیں گے۔ اس وقت ایک پکارنے والا زور سے پکار کر کہے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے تھے (کیونکہ وہ راتوں کو نماز میں وقت گذارتے تھے) یہ سن کر اس صفت کے لوگ پورے مجمع میں سے نکل کھڑے ہوں گے جو تعداد میں (بہت کم) ہوں گے۔ یہ لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر ان کے بعد باقی لوگوں کا حساب شروع کرنے کے لئے حکم ہوگا (بیہقی شعب الایمان)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا

---

[1] یعنی فرائض نماز کی تکمیل نوافل سے (غیر نماز میں بھی) کی جائے گی ۱۲

ہے کہ تیری امت سے ستر ہزار بلاحساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے جن پر کوئی عذاب نہ ہوگا - ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے (جو اسی فضیلت سے نوازے جائیں گے اور تین لپ[1] میرے رب کے لپ بھر کر (بھی) داخل جنت ہوں گے (مشکوٰۃ شریف)

حدیثِ شفاعت میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عرش کے نیچے اپنے رب کے لئے سجدہ میں جا پڑوں گا - پھر اللہ مجھے اپنی وہ حمدیں اور عمدہ تعریف بتائے گا جو مجھ سے پہلے کسی کو نہ بتائی ہوگی پھر اللہ کا ارشاد ہوگا کہ اے محمدؐ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی - چنانچہ میں سر اٹھاؤں گا اور یا ربّ امتی یا ربّ امتی یا رب اُمتی کہوں گا - لہٰذا مجھ سے کہا جائے گا کہ اے محمدؐ اپنی امت کے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں سے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کر دو جن سے کوئی حساب نہیں ہے - (پھر آپ نے فرمایا کہ) قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے اتنے چوڑے ہیں جتنا مکہ اور ہجر[2] کے درمیان فاصلہ ہے - (مشکوٰۃ شریف)

---

[1] خداوند قدوس ہاتھ لپ قدم اور چہرہ سے پاک ہے قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ان چیزوں کا ذکر آیا ہے ان پر ایمان لاؤ کہ ان کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے اور ان کا ظاہری مطلب لے کر خداوند قدوس کے لیے جسم تجویز ہرگز نہ کرو - [2] ہجر عرب کے ایک شہر کا نام تھا جو مکہ سے کافی دور تھا۔

آسان حساب

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے ایک نماز میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سُنا کہ اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا (اے اللہ مجھ سے آسان حساب لیجیو) میں نے عرض کیا یا نبی اللہ آسان حساب کا کیا مطلب ہے؟ ارشاد فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ اعمال نامہ میں صرف نظر کرکے درگذر کردیا جاوے (اور چھان بین نہ کی جاوے) یہ حقیقت ہے کہ جس سے چھان بین کرکے حساب لیا گیا وہ ہلاک ہوا (رواہ احمد)

سخت حساب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز جس سے (صحیح معنی میں) حساب لیا گیا وہ برباد ہی ہو کر رہے گا۔ یہ سُن کر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا (کہ جس کے داہنے ہاتھ میں اعمالنامہ دیا گیا سو اس سے عنقریب آسان حساب ہوگا اس سے معلوم ہوگا کہ بعض حساب دینے والے ایسے بھی ہوں گے جو نجات پا جائیں گے۔) آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں فرمایا (آسان حساب سے صحیح معنی میں کھود کرید اور چھان بین والا حساب مراد نہیں ہے بلکہ آسان حساب سے یہ مراد ہے کہ بندہ کے سامنے صرف اعمالنامہ پیش کرکے چھوڑ دیا جائے لیکن جس کی چھان بین ہوئی وہ تو برباد ہی ہو کر رہے گا

(بخاری مسلم)

مومن پر اللہ کا خاص کرم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ مومن کو اپنے قریب کریں گے اور (محشر والوں سے) اسے پوشیدہ کرکے فرمائیں گے کہ کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے؟ کیا تجھے فلاں گناہ یاد ہے۔ وہ جواب میں عرض کرے گا کہ ہاں اے رب یاد ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ اس سے گناہوں کا اقرار کرالیں گے اور وہ اپنے دل میں یقین کرلے گا کہ میں برباد ہوچکا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی اور ان گناہوں کو ظاہر نہ ہونے دیا اور اب میں بخشش کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ اسے عنایت کر دیا جائے گا لیکن کافر اور منافق لوگوں کی تشہیر کی جائے گی اور (ساری مخلوق کے سامنے ان کے متعلق زور سے پکار دیا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نسبت جھوٹی باتیں لگائی تھیں۔ خبردار اللہ کی لعنت ہے ظالموں پر (بخاری و مسلم)

بغیر کسی واسطہ اور حجاب کے اللہ کو جواب دینا ہوگا

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس سے اس کا رب خود (حساب لینے کے سلسلہ میں) بات نہ کرے۔ بندہ کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی واسطہ اور کوئی حجاب نہ ہوگا۔ اس وقت بندہ اپنی داہنی طرف

نظر کرے گا تو اپنے اعمال کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا اور اپنی بائیں طرف نظر کریگا تو جو پہلے سے کر کے بھیجا تھا وہ نظر آئے گا اور اپنے سامنے نظر کرے گا تو سامنے دوزخ ہی پر نظر پڑے گی (اس کے بعد ارشاد فرمایا) لہٰذا تم دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے کو تمہارے پاس ہو۔ (بخاری و مسلم)

کسی پر ظلم نہ ہوگا اور خیر و شر کا ذرّہ ذرّہ موجود ہوگا

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

یعنی اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس ان ہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے۔

اور ارشاد ہے :۔

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ (پارہ عم)

سو جو شخص (دنیا میں) ذرّہ برابر نیکی کرے گا وہ (وہاں) اس کو دیکھ لے گا اور جو شخص ذرّہ برابر بدی کرے گا وہ (بھی وہاں) اسکو دیکھ لے گا۔

سورۂ مومن میں فرمایا :۔

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ إِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

آج ہر شخص کو اس کے کاموں کا بدلہ دیا جائیگا آج (کسی پر) ظلم نہ ہوگا۔ بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

حقوق العباد

قیامت کے روز اللہ کے حقوق (نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وغیرہ) کا بھی حساب ہوگا اور حقوق العباد (یعنی بندوں کے حقوق) کا بھی حساب ہوگا۔ دُنیا میں جس نے کسی کا حق مارا ہو یا کسی بھی طرح ظلم یا زیادتی کی ہو سب کا حساب اور فیصلہ ہوگا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ کا مجرم ہونا قیامت کے دن کے لئے اس قدر خطرناک نہیں ہے جس قدر بندوں کے حقوق مارنے اور بندوں کو ستانے و ظلم کرنے میں خطرہ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ بے نیاز ہیں۔ ان کی طرف سے اپنے حقوق کی بخشش کر دینے کی امید کی جا سکتی ہے۔ لیکن بندے چونکہ حاجتمند ہوں گے اور ایک ایک نیکی سے کام نکلنے اور نجات پانے کی امید ہوگی اس لئے بندوں سے معاف کرنے اور اپنا حق چھوڑنے کی امید رکھنا بیجا ہے۔ قیامت کے روز روپیہ پیسہ مال و دولت کچھ بھی پاس نہ ہوگا۔ حقوق کی ادائیگی کے لئے نیکیوں کا لین دین ہوگا۔ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام اس قدر ہوگا کہ جانوروں نے جو آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کیا تھا اس کا بھی بدلہ دلایا جائے گا۔

نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے

کسی بھائی پر ظلم کر رکھا ہو کہ اس کی بے آبروئی کی ہو اور کچھ حق تلفی کی ہو تو اسے چاہئے کہ آج ہی (اس کا حق ادا کر کے یا معافی مانگ کر) اس دن سے پہلے حلال کرالیوے جبکہ نہ دینار نہ درہم ہوگا۔ (پھر فرمایا) اگر اس کے کچھ اچھے عمل ہونگے تو بقدر ظلم اس سے لے لئے جائیں گے اور جس پر ظلم ہوا ہے اس کو دلا دیئے جائیں گے اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس ظالم کے سر ڈالدی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

قیامت کے روز سب سے بڑا مفلس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہؓ سے سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو اسے مفلس سمجھتے ہیں کہ جس کے پاس درہم (روپیہ پیسہ) اور مال واسباب نہ ہو۔ اس کے جواب میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ میری امت میں سے (حقیقی) مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز اور روزے اور زکوٰۃ لے کر آئے گا (یعنی اس نے نمازیں بھی پڑھی ہوں گی اور روزے بھی رکھے ہونگے اور زکوٰۃ بھی ادا کی ہوگی) اور (ان سب کے باوجود) اس حال میں (میدان حشر میں) آئے گا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا (ناحق) مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو (بے جا اور ناحق) مارا ہوگا۔ (اور چونکہ قیامت کا دن انصاف اور صحیح فیصلوں کا دن ہوگا) اس لئے

(اس شخص کا فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جس جس کو اس نے ستایا تھا اور جس جس کی حق تلفی کی تھی سب کو اس کی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی) کچھ نیکیاں اس حقدار کو دی جائیں گی اور کچھ اُس حقدار کو دی جائیں گی۔ پھر اگر حقوق پورا نہ ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں تو حقداروں کے گناہ اس کے سر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسلم شریف)

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ (اپنے) بندوں کو جمع فرمائے گا جو ننگے، بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے۔ پھر ایسی آواز سے ندا دیں گے جسے ہر دور والے اسی طرح سنیں گے[۲] (اور اس وقت یہ فرمائیں گے کہ) میں بدلہ دینے والا ہوں، میں بادشاہ ہوں (آج) کسی دوزخی کے حق میں یہ نہ ہوگا کہ دوزخ میں چلا جاوے اور کسی جنتی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں اور (آج) کسی جنتی کے حق میں (بھی) یہ نہ ہوگا کہ جنت میں چلا جاوے اور کسی دوزخی پر اس کا ذرا بھی کوئی حق ہو جب تک کہ میں اس کا بدلہ نہ دلا دوں حتیٰ کہ اگر ایک چپت بھی ظلماً ماردیا تھا تو اس کا بدلہ بھی دلا دوں گا۔

راوی کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ بدلہ کیسے دلایا جائے گا حالانکہ ہم ننگے، بے ختنہ اور بالکل خالی ہاتھ ہوں گے؟ جواباً سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیکیوں اور برائیوں سے لین دین

[۲] جیسے قریب والے سنیں گے

ہوگا۔ (رواہ احمد باسناد حسن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے اپنے زرخرید غلام کو ظلماً ایک کوڑا بھی مارا تھا۔ قیامت کے روز اس کو بدلہ دلایا جائیگا۔ (الترغیب عن الطبرانی وغیرہ)

والدین بھی حق چھوڑنے پر راضی نہ ہوں گے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (اگر) والدین کا اپنی اولاد پر قرض ہوگا تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اپنی اولاد سے اُلجھ جائیں گے (کہ لا ہمارا قرض ادا کر) وہ جواب دے گا کہ میں تو تمہاری اولاد ہوں (وہ اس جواب کا کچھ اثر نہ لیں گے اور مطالبہ پورا کرنے پر اصرار کرتے رہیں گے۔ بلکہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش اس پر ہمارا اور بھی زیادہ قرض ہوتا۔ (طبرانی)

سب سے پہلے مدعی و مدعا علیہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مدعی مدعا علیہ دو پڑوسی ہوں گے (احمد)

جانوروں کے فیصلے

قیامت کے دن سب ہی کا حساب ہوگا ہر مظلوم کے حق میں انصاف ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ تم ضرور بضرور حق والوں کو ان کے حق قیامت کے روز ادا کروگے یہانتک کہ بے سینگوں والی بکری کو (جسے دنیا میں سینگوں والی بکری نے مارا تھا) سینگوں والی بکری سے بدلہ دلایا جائیگا۔ (مسلم شریف)

سورۂ نبا کے آخر میں ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۔ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا

یہ دن یقینی ہے سو جس کا جی چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا رکھے۔ بیشک ہم نے تم کو ایک نزدیک آنے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے جس دن ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے پہلے سے آگے بھیج رکھے تھے اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہو جاتا

درمنثور میں اس آیت کی تفسیر میں متعدد کتب حدیث کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز ساری مخلوقات جمع کیجائیگی چوپائے بھی اور (انکے علاوہ) زمین پر چلنے والے بھی اور پرندے بھی اور انکے علاوہ ہر چیز ، اس وقت عدالت الٰہیہ سے جو فیصلے صادر ہونگے ان میں یہ بھی ہوگا کہ بے سینگوں والے جانور کو سینگوں والے جانور سے بدلہ دلایا جائیگا۔ پھر ان سے کہدیا جائیگا کہ مٹی ہو جاؤ (چنانچہ جانور مٹی ہو جائیں گے) اسوقت کافر کی زبان سے (بڑی حسرت سے) یہ نکلے گا کہ کاش میں مٹی ہوتا۔

مشہور مفسر حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس جانور کے چونچ ماری گئی تھی اسے چونچ مارنے والے جانور سے ، اور جس جانور کے لات ماری گئی تھی اسے لات مارنے والے

جانور سے بدلہ دلایا جائیگا۔ یہ ماجرا انسانوں کے سامنے ہوگا جسے وہ دیکھتے رہیں گے اسکے بعد جانوروں سے کہدیا جائے گا کہ مٹی ہوجاؤ نہ تمھارے لئے جنت ہے نہ دوزخ ہے اسوقت کافر جانوروں کی یہ خلاصی بلکہ عذاب ابدی سے بچنے کی کامیابی کو دیکھکر ان پر رشک کریگا اور کہہ اٹھے گا کہ میں (بھی) مٹی ہو جاتا۔[1]

دنیا دار العمل، دار الفکر، دار المحن اور دار الحزن ہے اس دنیا میں جو شخص دنیا ہی کیلئے عمل اور محنت کریگا اور دنیا ہی کے رنج و فکر میں گھلے گا لامحالہ آخرت میں خالی ہاتھ پہنچے گا جس نے یہاں اپنے کو نہ صرف جانوروں سے اچھا بلکہ نیک بندوں سے بھی اچھا سمجھا اور اللہ ورسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کو ٹھکرایا اور آخرت سے بے فکر رہا آخرت میں برباد و بے آبرو ہوگا اور نہ صرف نیک بندے اس سے اچھے ثابت ہوں گے بلکہ جانور بھی نتیجہ کے طور پر اس سے اچھے رہیں گے۔ اور اس وقت انتہائی حسرت اور ناامیدی کے ساتھ پکار اٹھے گا کہ کاش میں بھی مٹی ہو جاتا۔ حساب نہ لیا جاتا دوزخ میں نہ گرتا۔ کاش زمین شق ہو جاتی اور میں ہمیشہ کیلئے زمین کا پیوند ہو جاتا جیسا کہ سورۂ نسا میں فرمایا یَوْمَئِذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰی بِهِمُ الْاَرْضُ (ترجمہ) جن لوگوں نے کفر کیا اور رسول کی نافرمانی کی اس روز تمنا کریں گے کہ کاش ہم زمین کا پیوند ہو جاویں۔ برخلاف انکے جن حضرات نے دنیا کو آخرت کے اعمال کی جگہ سمجھکر وہاں کیلئے فکر کیا اور وہاں کی فکر میں گھلا وہ وہاں سرخرو ہونگے دنیا میں ان کا یہ حال تھا کہ خدا کے خوف سے کہتے تھے کہ کاش ہم مٹی ہوتے۔ کاش کوئی درخت ہوتے۔ کاش گھاس ہوتے الحاصل ایمان والے یہاں اپنے کو دوسری مخلوق سے کم سمجھکر آخرت کی کامیابی حاصل کرینگے اور منکرین حق قیامت کے روز اپنے کو جانوروں سے بدتر یقین کریں گے اور ناکام ہوں گے۔

جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَحَشَرَنَا مَعَهُمْ (آمین)

---

[1] درمنثور ۱۲

مالکوں اور غلاموں کا انصاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آکر بیٹھ گیا اس نے عرض کیا یارسول اللہ بلاشبہ میرے کچھ غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں (یہ تو ان کی طرف سے ہے) اور (میری طرف سے یہ ہے) کہ ان کو گالیاں دیتا ہوں اور سزا میں مارتا بھی ہوں، اب مجھے آپ یہ بتائیں کہ آخرت میں میرا اور ان کا کیا معاملہ ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو تیرے غلاموں کی خیانت اور نافرمانی اور جھوٹ بولنے کا اور تیرے سزا دینے کا حساب ہوگا اگر تیری سزا ان کے قصوروں کے برابر ہوئی تو معاملہ برابر رہے گا نہ تجھے کچھ ان کی طرف سے ملے گا نہ تجھ پر کچھ بوجھ پڑیگا۔ اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے کم ہوئی تو ان کی حرکتوں کی زیادتی تیرے کام آئے گی اور تجھے ان سے بدلہ دلایا جائے گا اور اگر تیری سزا ان کی حرکتوں سے زیادہ ہوگی تو اس زیادہ سزا کا اُن کو تجھ سے بدلہ دلایا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ یہ ارشاد نبوی سن کر وہ شخص روتا اور چیختا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو اللہ تعالٰی کا یہ ارشاد نہیں پڑھتا جس میں تیرا معاملہ صاف مذکور ہے؛

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ۔

اور ہم قیامت کے روز انصاف کی ترازو قائم کریں گے سو کسی پر ذرا سا بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے حاضر کریں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔

یہ سن کر اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے حق میں اس سے بہتر کچھ نہیں سمجھتا کہ ان کو اپنے سے جدا کر دوں، آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ سب آزاد ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف عن الترمذی (باب الحساب والقصاص)

جنات سے خطاب | جنات کو مخاطب کرکے بھی اللہ جل شانہ، سوال فرمائینگے جیساکہ سورۂ انعام میں فرمایا۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ

اور جس دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا (اور فرمائے گا) اے جنات کی جماعت تم نے انسانوں میں سے بڑی جماعت تابع کرلی تھی۔

آگے فرمایا

وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ

اور کہیں گے جنات کے دوست آدمیوں میں سے کہ اے ہمارے رب فائدہ اُٹھایا ہم میں ایک نے دوسرے سے اور ہم پہونچ گئے اپنے اس مقررہ وقت کو جو آپ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا۔

دنیا میں جو لوگ بت وغیرہ پوجتے ہیں وہ درحقیقت خبیث جنات وشیاطین ہی کی پوجا کرتے ہیں اس خیال سے کہ وہ ہمارے کام نکالیں گے ان کی نیازیں چڑھاتے ہیں اور ان کے گرد بیٹھ ناچتے اور گاتے بجاتے ہیں، نیز اہل جاہلیت کا یہ بھی قاعدہ تھا کہ آڑے وقت میں جنات سے مدد طلب کیا کرتے تھے جب آخرت میں جن اور ان کی پوجا کرنے والے پکڑے جائیں گے تو مشرکین کہیں گے کہ ہمارے پروردگار وہ تو ہم نے وقتی کارروائی کرلی تھی اور موت کا وعدہ آنے سے پہلے پہلے دنیاوی ضرورتوں کے لئے ہم ایک دوسرے سے کام نکالنے کی کچھ ترکیب کرلیا کرتے تھے۔

آگے فرمایا

قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اللہ تعالے کا ارشاد ہوگا کہ دوزخ ہے تمہارا ٹھکانا! اس میں ہمیشہ رہوگے مگر ہاں جو اللہ چاہے بیشک تیرا رب حکیم اور علیم ہے اور اسی طرح ہم ساتھ ملا دیں گے گنہ گاروں کو ایک دوسرے سے ان کے اعمال کے سبب۔

پھر آگے فرمایا

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓى اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝

اے جنوں اور انسانوں کی جماعت کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آتے تھے جو تم کو میری آیتیں سناتے تھے اور اس دن کے پیش آنے سے ڈراتے تھے۔ جنات وانسان اقرار کرتے ہوئے عرض کریں گے کہ ہم نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا اور ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکہ دیا۔ اور اقراری ہوں گے کہ وہ کافر تھے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جنوں اور انسانوں سے اکٹھا خطاب اور سوال ہوگا کہ رسول تمہارے پاس پہنچے یا نہیں؟ سوال کے جواب میں

عہ دوزخ کا عذاب کافروں کے لئے ہمیشہ ہے اللہ کے چاہنے سے۔ اگر اللہ چاہے تو موقوف فرما دے لیکن اس کا فیصلہ ہو چکا کہ کافر ومشرک کی بخشش نہیں یہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے پیغمبروں کے ذریعہ اس کی خبر دی جا چکی ہے۔

جرم کا اقرار کریں گے اور یہ تسلیم کریں گے کہ ہاں رسول ہمارے پاس آئے تھے، درحقیقت ہم ہی مجرم ہیں، اس آیت میں ہے کہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے اور بعض آیات میں ہے کہ مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (ہم مشرک نہ تھے) کہیں گے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ پہلے انکار کریں گے اور پھر اعمال ناموں اور گواہیوں کے ذریعہ اقرار کریں گے اور یہ بھی انسان کا قاعدہ ہے کہ اول تو اقبال جرم سے انکار کرتا ہے پھر جب اس طرح جان چھوٹتی نظر نہیں آتی تو یہ سمجھ کر ــــــ کہ شاید اقرار کرنے ہی سے خلاصی ہو جائے، اقرار کرلیتا ہے لیکن وہاں کافر و مشرک کی خلاصی نہ ہوگی۔

اقبالِ جرم سے انکار پر گواہوں کے ذریعہ اثباتِ جرم اعضاءِ بدن کی گواہی

انسان بڑا جھگڑالو ہے اور اس کی بحث کی طبیعت قیامت کے دن بھی اپنا رنگ دکھائے گی اور خداوند قدوس سے بھی حجت کرے گا، اس وقت گواہوں کے ذریعہ اس کی حجت ختم کر دی جائے گی، خود انسان کے اعضا اس کے خلاف گواہی دیں گے، جیسا کہ سورۂ یٰسٓ میں فرمایا

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ

آج ہم ان کے موہنوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان فرمائی کہ (ایکمرتبہ) آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی اثنار میں اچانک آپ کو ہنسی آگئی اور (ہم سے) فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ ہم نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتے ہیں؛ فرمایا قیامت کے (روز) بندے جو اللہ سے سوال و جواب کریں گے اس منظر کو یاد کر کے مجھے ہنسی آگئی بندہ کہے گا کہ اے رب کیا آپ نے مجھے ظلم سے (بچانے کا اعلان فرما کر) مطمئن نہیں فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ہاں میں نے یہ وعدہ کیا ہے؛ اس کے بعد بندہ کہے گا کہ میں اپنے معاملہ میں کسی کی گواہی نہ مانوں گا ہاں اگر میرے ہی اندر سے کوئی گواہی دیدے تو اعتبار کر سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج اپنے بارے میں تیرا خود گواہ ہونا ہی کافی ہے اور کاتبین کی گواہی بھی کافی ہے (آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کے بعد اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور (اللہ کی طرف سے) اس کے اعضار کو حکم ہوگا کہ بولو، چنانچہ اس کے اعضار اس کے اعمال کو ظاہر کر دیں گے یہ ماجرا دیکھکر بندہ اپنے اعضار سے کہے گا کہ دُور ہو! دُور ہو! تم ہی کو عذاب سے بچانے کے لئے تو میں بحث کر رہا تھا (مسلم شریف)

ایک حدیث میں ہے کہ اس کی ران اور گوشت اور ہڈیاں اس کے عمل کی گواہی دیں گے (مسلم شریف عن ابی ہریرۃ رض)

زمین کی گواہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیت

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۔ اس روز زمین اپنی خبریں بیان کردے گی ۔

تلاوت فرماکر سوال فرمایا کیا تم جانتے ہو زمین کے خبر دینے کا کیا مطلب ہے؟ صحابہ رضؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی خوب جانتے ہیں! آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین کے خبر دینے کا یہ مطلب ہے کہ ہر مرد و عورت کے خلاف اس کے اعمال کی گواہی دے گی جو اس کی پشت پر کئے تھے ۔ وہ کہے گی کہ (اس نے) مجھ پر فلاں فلاں روز فلاں فلاں عمل کیا تھا ۔ یہ ہے زمین کا خبر دینا (احمد و ترمذی)

اعمالنامے قیامت کے روز اعمالنامے پیش کئے جائیں گے کراماً کاتبین جو دنیا میں بندوں کے اعمال ضبط کرتے ہیں اعمالنامہ کی شکل میں پیش کردیئے جائیں گے ۔ سورۂ جاثیہ میں فرمایا ۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۔

اور (اے مخاطب) آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (خوف کی وجہ سے) زانوؤں کے بل گرے پڑے ہوں گے ۔ ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمالنامے کی طرف بلایا جاوے گا (اور ان سے کہا جاوے گا کہ) آج تم کو تمہارے کاموں کا بدلہ دیا جاوے گا یہ ہمارا دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے اور ہم تمہارے اعمال کو لکھوالیا کرتے تھے ۔

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اور ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے اور قیامت کے دن ہم اس کا نامۂ اعمال نکال کر

كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۔

سامنے کر دیں گے جس کو وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا اور اس سے کہیں گے پڑھ لے اپنا اعمالنامہ آج تو خود اپنا حساب لینے والا کافی ہے۔

اعمالناموں میں سب کچھ ہوگا اور مجرمین خوفزدہ ہو کر حیرت اور حسرت کریں گے۔

اعمالناموں میں سب کچھ ہوگا اور بد عمل اعمالناموں کو دیکھ کر سہم جائیں گے اور جو کچھ دنیا میں کیا تھا سب موجود پائیں گے سورہ کہف میں ارشاد ہے

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۔

اور نامہ اعمال رکھ دیا جائے گا تو آپ مجرموں کو دیکھیں گے کہ اس میں جو کچھ ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہائے ہماری کم بختی اس نامۂ اعمال کی عجیب حالت ہے کہ بغیر قلم بند کئے ہوئے اس نے نہ کوئی چھوٹا گناہ چھوڑا نہ کوئی بڑا گناہ چھوڑا اور جو کچھ انہوں نے کیا سب کچھ موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا۔

اعمالناموں کی تقسیم

ہر شخص کا اعمالنامہ اس کی سپرد کیا جائے گا جو لوگ نیک اور نجات پانے والے ہوں گے ان کے اعمالنامے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے اور جو لوگ بد عمل اور دوزخ میں گرنے والے ہوں گے ان کے اعمالنامے بائیں ہاتھ میں اور پشت کے پیچھے سے دیے جائیں گے۔

سورہ انشقاق میں فرمایا

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى

اے انسان اپنے رب کے پاس پہنچنے تک کام میں

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۚ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۚ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۚ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۚ بَلٰٓى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ۚ

کوشش کر رہا ہے پھر (اس کام کی جزا) سے تو ملے گا سو وہ شخص جس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا سو اس سے آسان حساب لیا جائے گا اور وہ (حساب سے فارغ ہو کر) اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش آئے گا اور جس شخص کا اعمالنامہ (بائیں ہاتھ میں) اس کی پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا سو وہ موت کو پکارے گا اور جہنم میں داخل ہوگا، دنیا میں اس کا یہ حال تھا کہ (آخرت سے بے فکر ہو کر) اپنے اہل وعیال میں خوش خوش رہا کرتا تھا اور یہ خیال کر رکھا تھا کہ (اس کو (خدا کی طرف) لوٹنا نہیں ہے لوٹنا کیوں نہ ہوتا اس کا رب اس کو خوب دیکھتا تھا۔

جو شخص دنیا میں خوش خوش رہا دنیا کی زندگی کو اصل سمجھ کر اسی میں مست رہا اور آخرت کی ذرا فکر نہ کی اور آخرت کی باتوں کو جھوٹا سمجھا قیامت کے روز سخت مصیبت اور رنج وغم میں مبتلا ہوگا اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کی فکر میں گھلے جاتے تھے اور مرنے کے بعد والے حالات کا ان کو فکر لگا ہوا تھا وہ قیامت کے روز داہنے ہاتھ میں اعمالنامے لے کر خوب خوش ہوں گے بدعمل یہاں خوش ہیں اور نیک عمل وہاں خوش ہوں گے۔

اعمالنامے ملنے پر نیک بندوں کی انتہائی خوشی اور بداعمال کا انتہائی رنج

سورۂ حاقہ میں اس کی مزید توضیح و تشریح مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ

اس دن تم لوگ پیش کیے جاؤ گے (اور) تمھارا کوئی راز نہ چھپا رہے گا۔

اس کے بعد داہنے ہاتھ میں کتاب ملنے والوں کے بارے میں فرمایا

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ إِنِّي ظَنَنتُ أَنِّي مُلَاقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۝

سو جن کے داہنے ہاتھ میں کتاب دی جائے گی تو (خوشی میں) کہے گا لیجیو پڑھیو میرا اعمال نامہ میرا تو عقیدہ ہی تھا کہ بلاشبہ میرا حساب ملنا ہے سو وہ شخص بڑی پسندیدہ زندگی میں ہوگا، بلند بہشت میں ہوگا جس کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ کھاؤ اور پیو کہ یہ صلہ ہے ان (نیک) کاموں کا جو تم نے گذشتہ دنوں میں پہلے سے (آگے) بھیجے تھے۔

داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ کا ملنا نجات پانے اور مقبول ہونے کی علامت ہوگی اب شخص مارے خوشی کے ہر ایک کو دکھاتا پھرے گا کہ لو آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو اور یہ بھی کہے گا کہ میں نے دنیا میں یہ سمجھ رکھا تھا کہ حساب درپیش ہونا ہے اس خیال سے میں ڈرتا رہا اور فکر میں گھلتا رہا آج اس کا خوش کن نتیجہ دیکھ رہا ہوں،

اس کے بعد بائیں ہاتھ میں کتاب ملنے والوں کی کیفیت کا اس طرح ذکر فرمایا

وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُوتَ كِتَابِيَهْ وَلَمْ أَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ يَا لَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ مَا أَغْنَىٰ عَنِّي مَالِيَهْ

اور جس کے بائیں ہاتھ میں کتاب دی جائے گی سو وہ کہے گا کہ کاش مجھے میرا اعمال نامہ نہ ملتا اور مجھے خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا کیا حساب ہے۔

هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطَانِيَهْ ۝ کاش وہی موت (میرا کام تمام کرنے والی ہوتی اور مجھے دوبارہ زندگی نہ ملتی) کچھ میرے کام نہ آیا میرا مال، مجھ سے جاتی رہی میری حکومت۔

سورۂ انشقاق میں فرمایا کہ پشت کے پیچھے سے بدعملوں کو اعمالنامے دیئے جائیں گے۔ اور سورہ حاقہ میں فرمایا کہ بدعملوں کو بائیں ہاتھ میں اعمالنامے دیئے جائیں گے، دونوں کو ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیں ہاتھ میں جن کو اعمالنامے دیئے جائیں گے سو پیچھے سے دیئے جائیں گے، گویا فرشتے ان کی صورت دیکھنا پسند نہ کریں گے اور ممکن ہے کہ مشکیں بندھی ہوں اس لئے اعمال نامہ پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں دینے کی نوبت آئے۔

اعمال کا وزن

اللہ رب العزت ہمیشہ سے ساری مخلوق کے اعمال سے واقف ہیں، اگر قیامت کے میدان میں صرف اپنی معلومات کی بناپر اعمال کی جزا و سزا دیں تو ان کو اس کا بھی حق ہے لیکن میدان حشر میں ایسا نہ کیا جائے گا بلکہ بندوں کے سامنے ان کے اعمال نامے پیش کئے جائیں گے۔ وزن ہوگا۔ گواہیاں ہوں گی مجرمین انکاری بھی ہوں گے اور دلیل سے جرم کا اثبات بھی کیا جائے گا تاکہ سزا بھگتنے والے یوں نہ کہہ سکیں کہ ہم کو ظلماً بلا وجہ عذاب میں ڈالا گیا، سورۂ انعام میں فرمایا

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ

اور تول اس دن ٹھیک ہوگی سو جن کی تولیں بھاری پڑیں وہی لوگ بامراد ہوں گے اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں سو وہی ہیں جنھوں نے

الَّذِیْنَ خَسِرُوْا اَنْفُسَہُمْ بِمَا کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَظْلِمُوْنَ ؁ اپنا آپ نقصان کیا اس وجہ سے کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز (اعمال تولنے کی) ترازو رکھدی جائے گی (اور وہ اسی قدر لمبی چوڑی ہوگی کہ) اگر اس میں سارے آسمان وزمین رکھکر وزن کئے جادیں تو سب اس میں آجائیں، اس کو دیکھکر فرشتے بارگاہ خداوندی میں عرض کریں گے کہ یہ کس کے لئے تولے گی؟ اللہ جل شانہ فرمائیں گے کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کے لئے (حساب کرنے کے واسطے) تول قائم کروں (اس کے لئے یہ تولے گی) یہ سن کر فرشتے عرض کریں گے کہ اے اللہ آپ پاک ہیں، جیسا عبادت کا حق ہے ہم نے ایسی عبادت آپ کی نہیں کی (الترغیب والترہیب)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا (قیامت کے روز) ترازو پر ایک فرشتہ مقرر ہوگا (اعمال کا وزن کرنے کے لئے) انسان اس ترازو کے پاس لائے جاتے رہیں گے جو آئے گا ترازو کے دونوں پلڑوں کے درمیان کھڑا کر دیا جائے گا، پس اگر اس کے تول بھاری ہوئے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے پکار کر اعلان کردے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں ہمیشہ کے لئے سعادت مند ہوگیا اب کبھی اس کے بعد بدنصیب نہ ہوگا اور اگر اس کے تول ہلکے رہے تو وہ فرشتہ ایسی بلند آواز سے پکار کر اعلان کردے گا جسے ساری مخلوق سنے گی کہ فلاں ہمیشہ کے لئے نامراد ہوگیا اب کبھی اس کے بعد خوش نصیب نہ ہوگا (ایضاً)

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضح القرآن میں لکھتے ہیں
کہ "ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں ایک ہی کام ہے، اگر اخلاص
و محبت سے حکم شرعی کے موافق کیا گیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھانے
کو یا رسم کو کیا یا موافق حکم نہ کیا یا ٹھکانے پر نہ کیا تو وزن گھٹ لیا، آخرت میں وہ کاغذ
تلیں گے جس کے نیک کام بھاری ہوئے تو برائیوں سے درگذر ہوا اور جس کے نیک
کام، ہلکے ہوئے تو پکڑا گیا"

بعض علماء کا کہنا ہے کہ قیامت کے روز اعمال کو جسم دے کر حاضر کیا جائے گا
اور یہ جسم تلیں گے اور ان جسموں کے وزنوں کے ہلکا یا بھاری ہونے پر فیصلے ہوں گے
کاغذوں کا تلنا یا اعمال کو جسم دے کر تولا جانا بھی بعید نہیں ہے اور اعمال کو بغیر
وزن دیئے یوں ہی تول دینا بھی قادر مطلق کی قدرت سے باہر نہیں ہے۔ آج جب کہ
سائنس کا دور ہے اور ایجادات روز افزوں ترقی پر ہیں اعمال کا تول میں آجانا
بالکل سمجھ میں آجاتا ہے ہم عاجز بندے جن کو اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ نے تھوڑی سی
سمجھ دی ہے تھرمامیٹر کے ذریعہ جسم کی حرارت کی مقدار بتا دیتے ہیں اور اسی طرح
کے بہت سے آلات ہیں جو اجسام کے علاوہ دوسری چیزوں کی مقدار معلوم کرنے
کے لئے بنائے گئے ہیں تو اس وحدہٗ لاشریک کی قدرت سے یہ کیسے باہر مانا جائے
کہ عمل تول میں نہ آسکیں گے، اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اعمال تو حسی وجود نہیں رکھتے
اور وجود میں آنے کے ساتھ ہی فنا ہوتے رہتے ہیں پھر ان کا آخرت میں جمع ہونا
اور تولا جانا کیا معنی رکھتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح تقریروں کا
ریکارڈ کر لیا جاتا ہے اور وہ ریڈیو اسٹیشن سے نشر ہوتی رہتی ہیں، حالانکہ بند کمرہ میں

جب مقرر تقریر کرتا ہے تو ایک دم ان کی ان میں سب نہیں کہہ دیتا بلکہ ایک ایک حرف ادا کرتا ہے اور جب ایک حرف زبان سے نکل کر ختم ہو جاتا ہے تب دوسرا حرف ادا ہوتا ہے اس کے باوجود بھی ساری تقریر محفوظ ہو جاتی ہے تو جب کہ اللہ جل جلالہٗ نے اپنے بندوں کو الفاظ و کلمات کو گرفت میں لا کر اکٹھا کرنے اور ریکارڈ میں لانے کی طاقت دی ہے تو وہ خود اس پر کیونکر قادر نہ ہوگا کہ اپنی مخلوق کے اعمال و افعال کا مکمل ریکارڈ تیار رکھے جس میں سے ایک ذرہ اور ریشہ بھی غائب نہ ہو اور حسی طور پر قیامت کے روز ان کا وزن سب کے سامنے عیاں اور ظاہر ہو جائے۔

لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝

ایک بندہ کے اعمال کا وزن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے روز ساری مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ میرے ایک امتی کو (پورے مجمع سے) علیحدہ کر کے اس کے سامنے ننانوے دفتر کھول دیں گے ہر دفتر وہاں تک ہوگا جہاں تک نظر پہنچے (ان دفتروں میں صرف گناہ ہوں گے) اس کے بعد اللہ جل شانہٗ اس سے سوال فرمائیں گے کہ کیا تو ان اعمال ناموں میں سے کسی چیز کا انکار کرتا ہے کیا میرے (مقرر کردہ) لکھنے والوں نے تجھ پر کوئی ظلم کیا ہے؟ (کہ کوئی گناہ کئے بغیر لکھ لیا ہو یا گناہ سے زیادہ گناہ درج کر دیئے ہوں) وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار نہیں (نہ انکار ہے نہ ظلم کا دعویٰ ہے) اس کے بعد اللہ جل شانہٗ سوال فرمائیں گے کہ کیا تیرے پاس ان بداعمالیوں کا

کوئی عذر ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میرے پاس کوئی عذر نہیں!
اس کے بعد ارشاد ربانی ہوگا کہ ہاں بیشک تیری ایک نیکی ہمارے
پاس محفوظ ہے (وہ بھی تیرے سامنے آتی ہے) اس کے بعد ایک پرزہ نکالا
جائے گا جس میں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہٗ ورسولہ
درج ہوگا اور اس بندہ سے فرمایا جائے گا کہ جا اپنے اعمال کا وزن ہوتا دیکھ لے
وہ بندہ عرض کرے گا کہ یا ربی (تولنا نہ تولنا برابر ہے میری ہلاکت ظاہر ہے
کیونکہ) ان دفتروں کی موجودگی میں اس پرزہ کی کیا حقیقت ہے؟ اللہ جل
شانہٗ فرمائیں گے کہ یقین جان! تجھ پر آج ظلم نہ ہوگا (تولنا لازمی ہے) چنانچہ
وہ سارے دفتر (میزان عدل کے ایک پلڑہ میں اور وہ پرزہ دوسرے پلڑہ
میں رکھدیا جائے گا اور (نتیجہ کے طور پر) وہ دفتر ہلکے رہ جائیں گے اور وہ پرزہ
(ان سب دفتروں سے) بھاری نکلے گا، اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
نے فرمایا کہ بات (اصل یہ ہے کہ) اللہ کے نام کی موجودگی میں کوئی چیز وزنی
نہ ہوسکے گی (ترمذی ابن ماجہ)

یہ اخلاص اور خشوع قلب اور اللہ تعالیٰ سے محبت وتعلق کے ساتھ
پڑھنے کی برکت ہے، اللہ کا نام لینا بھی اسی وقت نیکی بنتا ہے جب کہ خلوص

علہ قد سنح لی فی معنی ہذا الحدیث احتمال دھو ان ہذا انما یکون لبعض من اسلم فی زمن کفرہ فسادا
کبیرا واسرف کثیرا ثم آمن واسلم الصحیح قلبہ ومات قبل ان یعمل خیرا او شرا فیوتی بہ یوم القیمۃ
علے رؤس الخلائق لیعلم الکفار انہم ظلموا انفسہم حیث لم یقولوا ہذہ الکلمۃ باخلاص سبب
ولو قالوا لکانت ذنوبہم السیئۃ مغفورۃ الیوم عند اللہ عزوجل ۱۲

کے ساتھ پڑھا جاوے، یوں کافر بھی بعض مرتبہ کلمہ پڑھ دیتے ہیں لیکن ان کا یہ نام الٰہی خالی زبان سے لے لینا آخرت میں ان کو نجات نہ دلائے گا، ایمان بھی ہو اخلاص بھی تب ہی نیکی میں جان پڑتی ہے اور وزن دار بنتی ہے۔

سب سے زیادہ وزنی عمل

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ سب سے زیادہ وزنی چیز جو قیامت کے روز مومن کی ترازو میں رکھی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ فحش اور بے حیائی والے سے بغض رکھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

کفار کی نیکیاں بے وزن ہوں گی

سورہ کہف کے آخری رکوع میں ارشاد ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝

آپ فرما دیجئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں (یہ) وہ لوگ ہیں جن کی کوشش اکارت گئی دنیاوی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام (یہ) وہی ہیں جو منکر ہوئے اپنے رب کی آیتوں کے اور اس کی ملاقات کے سو اکارت گئے ان کے عمل پس ہم قیامت کے دن ان کے لئے تول قائم نہ کریں گے۔

یعنی سب سے زیادہ ٹوٹے اور خسارہ والے حقیقت میں وہ لوگ ہیں... جنھوں نے برسہا برس دنیا میں گذارے اور محنت و کوشش کر کے نفع کماتے رہے اور دنیا جوڑ کر خوش ہوئے اور یہ یقین کرتے رہے کہ ہم بڑے کامیاب

اور بامراد ہیں۔ کل ہزار پتی تھے آج لکھ پتی ہو گئے، پچھلے سال میونسپل بورڈ کے ممبر تھے اس الیکشن میں ممبر پارلیمنٹ بن گئے، غرض کہ اسی پھیر میں زندگی گذاری اللہ کو نہ مانا اس کی آیتوں کا انکار کیا قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضری کو جھٹلایا، مرنے کے بعد کیا بنے گا اس کو کبھی نہ سوچا محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے، جب قیامت کے روز حاضر ہونگے تو کفر اور حُبِّ دنیا اور دنیا کی کوششیں ہی ان کے اعمال ناموں میں ہوں گی۔ وہاں یہ چیزیں بے وزن ہوں گی اور دوزخ میں جانا پڑے گا اس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ کامیابی کیا ہے!

یہود و نصاریٰ اور مشرکین وکفار جو دنیا کی زندگی میں اپنے خیال میں نیک کام کرتے ہیں مثلاً پانی پلانے کے لئے جگہ کا انتظام کرتے ہیں اور مجبور کی مدد کر گذرتے ہیں یا اللہ کے ناموں کا ورد رکھتے ہیں الی غیر ذلک اس قسم کے کام بھی آخرت میں ان کو نجات نہ دلائیں گے۔ سادھو اور راہب جو بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں اور مجاہدہ کر کے نفس کو مارتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے راہب اور پادری جو نیکی کے خیال سے شادی نہیں کرتے اس قسم کے تمام افعال بے سود ہیں آخرت میں کفر کی وجہ سے کچھ۔۔۔ نہ پائیں گے، کافر کی نیکیاں مردہ ہیں، وہ قیامت کے روز نیکیوں سے خالی ہاتھ ہوں گے، سورۂ ابراہیم میں ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ؕ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

یعنی (ان کافروں کو اگر اپنی نجات کے متعلق یہ خیال ہو کہ ہمارے اعمال ہم کو نفع دیں گے تو اس کے متعلق سن لو کہ) جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کی حالت (باعتبار عمل کے) یہ ہے کہ جیسے کچھ راکھ ہو جسے تیز آندھی کے دن میں تیزی کے ساتھ ہوا اڑا لے جائے (کہ اس صورت میں اس راکھ کا کچھ نام و نشان نہ رہے گا اسی طرح) ان لوگوں نے جو عمل کئے تھے ان کا کوئی حصہ ان کو حاصل نہ ہوگا (بلکہ راکھ کی طرح سب ضائع و برباد ہو جائیں گے اور کفر و گناہ ہی قیامت کے روز ساتھ ہوں گے) یہ بڑے دور دراز کی گمراہی ہے (کہ گمان تو یہ ہو کہ ہمارے عمل نافع ہوں گے اور پھر ضرورت کے وقت کچھ کام بھی نہ آئیں گے)[1]

صاحب تفسیر مظہری فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافروں کے اعمال کا کوئی اعتبار یا قدر و منزلت نہ ہوگی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرمایا ہے (جو اس کتاب میں پہلے گذر بھی چکا ہے) کہ (قیامت کے دن) بعض آدمی بھاری بھرکم (پوزیشن کے اعتبار سے یا جسامت کے لحاظ سے) موٹے تازے آئیں گے جن کا وزن[2] اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (میری تائید کے لئے) تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔

پھر صاحب تفسیر مظہری آیت کے ان الفاظ کی دوسری تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

---

[1] از بیان القرآن مع زیادۃ التوضیح والتفہیم ۱۲ [2] دیکھو اور پوزیشن لان الاجسام لا توزن ۱۲

یا یہ معنی ہیں کہ ان (کافروں) کے لئے ترازو نصیب بھی نہ کی جائے گی اور تولنے کا معاملہ
ان کے ساتھ ہونا ہی نہیں کیونکہ ان کے (نیک) عمل وہاں اکارت ہو جائیں گے
لہٰذا سیدھے دوزخ میں ڈالدیئے جائیں گے آیت کے الفاظ مذکورہ کا تیسرا معنی
بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یا یہ معنی ہیں کہ کفار اپنے جن اعمال کو نیک سمجھتے ہیں
قیامت کی ترازو میں ان کا کچھ وزن نہ نکلے گا کیونکہ وہاں اسی نیک کام میں وزن
ہو گا جو ایمان کی دولت سے مشرف ہوتے ہوئے اخلاص کے ساتھ (اللہ تعالےٰ کی
رضا جوئی کے لئے) دنیا میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد علامہ سیوطیؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس میں اختلاف
ہے کہ مومنین کے اعمال کا صرف وزن ہو گا یا کافروں کے اعمال بھی تولے جائیں گے۔
ایک جماعت کا کہنا ہے کہ صرف مومنین کے اعمال تولے جائیں گے (کیونکہ کافروں
کی نیکیاں تو اکارت ہو جائیں گی پھر جب نیکی کے پلڑہ میں رکھنے کے لئے کچھ نہ رہا
تو ایک پلڑہ کیا تولا جائے؟) اس جماعت نے فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا
سے استدلال کیا ہے دوسری جماعت کہتی ہے کہ کفار کے اعمال بھی تولے جائیں گے
(لیکن وہ بے وزن نکلیں گے) ان کا استدلال آیت وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ
فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝ سے ہے جس کا ترجمہ
یہ ہے کہ "اور جن کی تول ہلکی نکلی سو یہ وہ لوگ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان یہ دوزخ
میں ہمیشہ رہیں گے" استدلال هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ سے ہے مطلب یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت کریمہ میں ہلکی تول نکلنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے
کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے، اس سے معلوم ہوا کہ کافروں کے اعمال بھی تولے

عہ سورۂ مومنون (پ ۱۸) ۱۲

جائیں گے کیونکہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ مومن کوئی بھی دوزخ میں ہمیشہ نہ رہیگا
اس کے بعد صاحب تفسیر مظہری علامہ قرطبی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ہر ایک کے
اعمال نہیں تولے جائیں گے (بلکہ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) جو لوگ بغیر حساب
جنت میں جائیں گے یا جن کو دوزخ میں بغیر حساب میدان حشر قائم ہوتے ہی
جانا ہوگا ان دونوں جماعتوں کے اعمال نہ تولے جائیں گے اور ان کے
علاوہ باقی مومنین وکفار کے اعمال کا وزن ہوگا، صاحب تفسیر مظہری اس کے
بعد فرماتے ہیں کہ علامہ قرطبی کا یہ ارشاد دونوں جماعتوں کے مسلکوں اور
دونوں آیتوں (آیت سورہ کہف اور آیت سورہ مومنون) کے مطالب
کو جمع کر دیتا ہے۔

حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ (بیان القرآن میں) سورۂ اعراف کے شروع
میں بعد ایک تمہید مفید کے ارشاد فرماتے ہیں کہ "پس اس میزان میں ایمان و کفر
بھی وزن کیا جائے گا اور اس وزن میں ایک پلہ خالی رہے گا اور ایک پلہ
میں اگر وہ مومن ہے تو ایمان اور اگر کافر ہے تو کفر رکھا جائے گا، جب اس
تول سے مومن و کافر متمیز ہو جائیں گے (تو) پھر خاص مومنین کے لئے ایک
پلہ میں ان کے حسناتؔ اور دوسرے پلہ میں ان کے سیئاتؔ رکھ کر ان اعمال کا
وزن ہوگا اور جیسا کہ درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
مروی ہے کہ اگر حسنات غالب ہوئے تو جنت اور اگر سیئات غالب ہوئے
تو دوزخ اور اگر دونوں برابر ہوئے تو اعراف تجویز ہوگی پھر خواہ شفاعت سے
قبل سزا یا سزا کے بعد مغفرت ہو جائیگی (اور دوزخ والے اور اعراف والے جنت میں
داخل ہو جائیں گے)

؎ نیکیاں ۱۲۔ ؎ گناہ ۱۲

اللہ کی رحمت سے بخشے جائیں گے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی جنت میں اللہ کی رحمت کے بغیر داخل نہ ہوگا؛ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائیں گے؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک سر پر رکھکر فرمایا اور نہ میں داخل جنت ہوں گا الا یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے (الترغیب والترہیب)

اس حدیث مبارک میں اعمال صالحہ کرنے والوں کو اور خصوصًا ان عابدوں اور زاہدوں اور ذاکروں اور مجاہدوں کو تنبیہہ فرمائی گئی ہے جو ہمہ وقت خیر اور نیکی میں مشغول رہتے ہیں کہ اپنے عمل پر ناز نہ کریں اور نہ سمجھیں کہ ہم جنت کے حقدار دائمی طور پر ہو چکے بلکہ چاہئے کہ اپنے اعمال کو ہیچ سمجھتے رہیں اور ڈرتے رہیں کہ شاید قبول نہ ہوں، اگر اللہ رب العزت اعمال قبول نہ فرمائیں تو کسی کا ان پر کیا جبر ہے؟ جو نیک عمل لوگ کرتے ہیں ان کو قبول فرما کر ثواب سے نوازیں اور جنت میں داخل فرمائیں یہ ان کی محض رحمت ہے ان کی ادنےٰ نعمت کا بدل بھی ساری عمر کے اعمال نہیں ہو سکتے ہیں (جیسا کہ نعمتوں کے سوال کے سلسلہ میں روایت گذر چکی ہے) جب آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی اللہ کی رحمت کے بغیر داخلِ جنت نہ ہوگا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم نے یہ سمجھکر کہ آپ تو اللہ تعالےٰ کے حکموں پر پوری طرح قائم ہیں اور سخت محنت اور مجاہدہ عبادت اور تبلیغ کے لئے برداشت کرتے ہیں اور آپ کے

کسی بھی عمل میں ذرا کھوٹ کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا تو یہ تشریح پوچھی کہ آپ جنت میں اعمال کی
وجہ سے جا سکیں گے یا نہیں آپ نے صاف فرمایا کہ میں بھی رحمت الٰہی کا محتاج ہوں اس کی
رحمت کے بغیر جنت میں نہ جاؤں گا، جب تو آپ اللہ کے بندے ہی آخر آپ کیوں
محتاج رحمت نہ ہوں گے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر بے انتہا رحمت
و رضوان کی بارشیں ہوں جنھوں نے سوالات کر کے بعد آنے والوں کے واسطے اچھی طرح دین
سمجھنے کے لئے ارشادات نبویہ کا ذخیرہ مہیا کر لیا اور پھر اس کو بعد والوں
کے سپرد کر گئے، جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدائی اختیارات
دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو لینا ہے لے لیں گے محمد سے - اس حدیث مبارک
کو غور سے پڑھیں۔

ہر ایک پشیماں ہوگا

حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا شبہ
اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے موت آنے تک اللہ کی طاعت میں چہرے کے
بل گرا پڑا رہے تو وہ قیامت کے روز اس سارے عمل کو حقیر سمجھے گا اور یہ
تمنا کرے گا کہ اس کو دنیا کی طرف واپس کر دیا جائے تاکہ اور زیادہ اجر و ثواب
(اعمال صالحہ کر کے) حاصل کرے۔ (احمد)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید
عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کو بھی موت آئے گی
ضرور پشیمان ہوگا۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس چیز کی پشیمانی ہوگی فرمایا
اگر اچھے عمل کرنے والا تھا تو یوں سوچ کر پشیماں ہوگا کہ اور عمل کرتا تو کیا اچھا ہوتا اور اگر
برے عمل کرنے والا تھا تو یوں سوچے گا کہ کاش میں برائیوں سے اپنی جان کو بچائے رکھتا۔
(ترمذی شریف)

شفاعت

قیامت میں شفاعت بھی اللہ جل شانہ، قبول فرمائیں گے اور اس سے ایمان والوں کو بڑا نفع پہونچے گا آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز تین گروہ شفاعت کریں گے (۱) انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) (۲) پھر علماء (۳) پھر شہداء (ابن ماجہ)

لیکن شفاعت وہی کر سکے گا جسے اللہ رب العزت کی طرف سے شفاعت کرنے کی اجازت ہوگی۔ جیسا کہ آیت الکرسی میں فرمایا

مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ	کون ہے جو اس کی بارگاہ میں شفاعت کرے بغیر اس کی اجازت کے۔

اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَہٗ قَوْلًا ؕ	اس روز سفارش نہ دے گی مگر ایسے شخص کو جس کے واسطے اللہ نے اجازت دیدی ہو اور اس کے واسطے بولنا پسند کر لیا ہو۔

جس کو اللہ جل شانہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہوگی وہی شفاعت کر سکے گا اور جس کے لیے شفاعت کی اجازت ہوگی اسی کے بارے میں شفاعت کرنے والے شفاعت کرنے کی جرأت کریں گے۔

کافروں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ کوئی ان کا دوست اور سفارشی ہوگا، ارشاد ربانی ہے۔

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّ لَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ؕ (مومن پ ۲۴) ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن پانچ طرح کی شفاعتیں ہوں گی سب سے پہلی شفاعت میدان حشر میں جمع ہونے کے بعد حساب کتاب شروع کرانے کے لئے (جس کا ذکر تفصیل سے گذر چکا ہے) تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کی جناب میں شفاعت کرنے سے انکار کردیں گے اور آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمام اولین وآخرین مسلمین وکافرین کے لئے شفاعت فرمائیں گے دوسری شفاعت بہت سے مومنین کو جنت میں بغیر حساب داخل کرانے کے بارے میں ہوگی، یہ سفارش بھی آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرمائیں گے تیسری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ کے مستحق ہوچکے ہوں گے یہ شفاعت آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بھی فرمائیں گے اور آپ کے علاوہ مومنین اور شہدا، علماء بھی ان کی شفاعت کریں گے چوتھی شفاعت ان گناہگاروں کے بارے میں ہوگی جو دوزخ میں داخل ہوچکے ہوں گے، ان کو دوزخ سے نکالنے کے لئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور فرشتے شفاعت کرینگے پانچویں شفاعت جنتیوں کے درجے بلند کرانے کے لئے ہوگی۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کے پاس سے ایک قاصد نے آکر (رب تعالےٰ شانہ کی طرف سے) مجھے یہ پیغام دیا کہ یا تو

میں اس بات کو اختیار کرلوں کہ میری آدھی امت (بلا حساب وعذاب) جنت میں داخل ہو جائے یا اس کو اختیار کرلوں کہ (اپنی امت میں سے جس کے لئے بھی چاہوں) شفاعت کرسکوں، لہٰذا میں نے شفاعت کو اختیار کرلیا اور یہ میری شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے (مشکوٰۃ شریف)

چونکہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے امت کا زیادہ نفع اسی میں سمجھا کہ ہر شخص کے لئے شفاعت کرنے کا حق لے لیں اس لئے آپ نے اسی کو اختیار فرمایا (ففی روایۃ فاخترت الشفاعۃ لانہا اعم واکفی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر نبی کو) ایک مقبول دعا دی گئی، پس ہر نبیؑ نے دنیا ہی میں وہ دعا مانگ کر قبول کرالی اور میں نے (اس دعا کو دنیا میں مانگ کر ختم نہیں کردی بلکہ اس دعا) کو قیامت کے دن تک کے لئے چھپا رکھی ہے تاکہ اس روز اپنی امت کی شفاعت میں اس کو کام میں لاؤں۔ پس میری شفاعت انشاء اللہ میرے ہر اس امتی کو پہونچے گی جو اس حال میں مرگیا ہو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا تھا (مسلم شریف)

اس حدیث مبارک کے انداز بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی یہ عادت تھی کہ ہر نبی کو خصوصی طور پر یہ اختیار دیتے تھے کہ ایک دعا ضرور ہی قبول ہوگی خواہ کچھ ہی مانگ لیں یوں تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مستجاب الدعوات ہوتے ہی تھے لیکن خصوصی اعزاز کے لئے اللہ جل شانہٗ نے

ہر نبی کو اختیار دیا کہ ایک مرتبہ تم جو چاہو مانگ لو۔ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خصوصی دعا ہر نبی نے دنیا ہی میں مانگ لی میں نے یہاں نہیں مانگی بلکہ روز قیامت کے لئے رکھ چھوڑی ہے اسے اپنی امت کی شفاعت کے لئے استعمال کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ہمارے) اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوگی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے (اور یہ دوزخ کا داخلہ) بوجہ اللہ کی نافرمانیوں ورنافرمانیوں پر جرأت کرنے اور اللہ کے حکم کے خلاف چلنے کی وجہ سے (ہوگا) پس میں سجدہ میں پڑ کر اللہ کی تعریف میں لگ جاؤں گا جیسا کہ کھڑے ہو کر اس کی تعریف بیان کروں گا۔ اس کے بعد (اللہ تعالےٰ کی طرف سے) حکم ہوگا کہ اپنا سر اٹھاؤ اور سوال کرو تمہارا سوال پورا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مانی جائے گی (ترغیب وترہیب)

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا ہی رہوں گا اور اللہ میری شفاعت قبول فرماتے رہیں گے حتّٰی کہ میرا رب تبارک و تعالےٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے محمد کیا راضی ہوگئے میں عرض کروں گا کہ اے رب میں راضی ہوگیا (ایضاً) ؎

قرئنا فی الضحی ولسوف یرضی ـ فسر قلوبنا ذالک العطاء

وحاشا یا رسول اللہ ترضی وفینا من یعذب او یساء

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبیوں کیلئے (قیامت کے روز) نور کے منبر رکھدیئے جائیں گے جن پر وہ تشریف فرما ہوں گے اور میرا منبر خالی رہے گا۔ میں اس پر اس ڈر سے نہ بیٹھوں گا کہ کہیں جنت میں مجھے نہ بھیجدیا جائے اور میرے بعد میری امت (شفاعت سے محروم) نہ رہ جائے میں عرض کروں گا کہ اے رب میری امت! میری امت! اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ اے محمدؐ تم اپنی امت کے بارے میں مجھ سے کیا چاہتے ہو میں عرض کروں گا کہ ان کا حساب جلدی کردیا جائے۔ چنانچہ امت کو بلا کر ان کا حساب شروع ہوجائے گا، نتیجہ کے طور پر کچھ تو ان میں سے اللہ کی رحمت سے اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں داخل ہوں گے، میں سفارش کرتا ہی ہونگا حتےٰ کہ جو لوگ دوزخ میں بھیجدیئے گئے ہوں گے ان کے نکالنے کے لئے بھی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مجھے (ان کے درج شدہ ناموں کی) ایک کتاب دے دی جائے گی حتیٰ کہ (مالک علیہ السلام) داروغۂ دوزخ مجھ سے کہیں گے کہ آپنے اپنی امت میں سے کسی کو بھی اللہ کے غصہ کے لئے نہیں چھوڑا جو عذاب میں مبتلا ہتے چلا جاتا (بلکہ سب کو نکلوالیا) (الترغیب والترہیب)

تنبیہ

آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت ضرور ہوگی اور حدیثوں میں جو جو کچھ آیا ہے سب حق اور درست ہے لیکن شفاعت کے بھروسہ پر

عمل نیک نہ کرنا اور گناہوں میں مبتلا رہنا بڑی نادانی ہے یہ تو شفاعت کی حدیثوں سے ہی معلوم ہوا اور آئندہ آنے والی حدیثوں سے بھی یہ بات صاف طور پر واضح ہوگی کہ اس امت کے آدمی بہت بڑی بھاری تعداد میں دوزخ میں جائیں گے دوزخ میں جانے اور پھر کتنے عرصہ عذاب بھگتنے کے بعد شفاعت سے نکلنا ہوگا، اب کون سا گنہ گار اور نیک عمل سے خالی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں دوزخ میں ہرگز نہ جاؤں گا اور بلا عذاب وحساب جنت میں پہونچ جاؤں گا ؟ کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا پھر گناہوں پر جرأت کرنا اور نیکیوں سے خالی ہاتھ رہنا کون سی سمجھداری ہے ؟ ان ہی صفحات میں عنقریب گذر چکا ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہماسے) اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے اس قدر کثیر تعداد دوزخ میں داخل ہوگی کہ جس کا علم اللہ ہی کو ہے اور یہ دوزخ کا داخلہ اللہ کی نافرمانیوں اور نافرمانیوں پر جرأت کرنے اور خدا کے حکم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہوگا۔

مومنین کی شفاعت

آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت امت کے لئے رحمت ہوگی اور آپ کے طفیل میں آپ کے بہت سے امتیوں کو بھی شفاعت کرنے کا اعزاز ملے گا حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ میری امت کے بعض افراد پوری جماعت کے لئے شفاعت کریں گے اور بعض ایک قبیلہ کے لیے اور بعض ایک عصبہؔ کے لئے اور بعض ایک شخص کے لئے سفارش کریں گے حتیٰ کہ

عہ دس سے ۴۰ تک کے عدد کی جماعت کو عصبہ کہتے ہیں ۱۲

ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم کے آدمیوں سے بھی زیادہ جنت میں داخل ہوں گے (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اہل جنت کے راستہ میں) دوزخ میں جانے والوں کی صف بنی کھڑی ہوگی۔ اسی اثنا ء میں ایک جنتی وہاں کو گذرے گا۔ دوزخیوں کی قطار والوں میں سے ایک شخص اس جنتی سے کہے گا کہ اے صاحب کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں میں نے آپ کو دنیا میں) ایک مرتبہ پانی پلایا تھا (لہٰذا کرم فرما کر میری شفاعت کر دیجئے) اور دوزخیوں کی اس قطار والوں میں سے کوئی گذرنے والے جنتی سے کہے گا کہ میں نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا (مہربانی فرما کر شفاعت کر دیجئے) چنانچہ جنتی شفاعت کر کے جنت میں داخل کرا دے گا (ابن ماجہ)

لعنت کرنیوالے عہدۂ شفاعت سے محروم ہوں گے

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لعنت کرنے کی عادت والے قیامت کے روز نہ گواہ بنیں گے نہ شفاعت کرنے کے اہل ہوں گے یعنی ان کی اس عادت بد کی وجہ سے شہادت اور شفاعت کا عہدہ نہ دیا جائے گا جو بڑی سعادت اور عزت کا مرتبہ ہے (مسلم شریف)

مجاہد کی شفاعت

ترمذی شریف کی ایک طویل روایت میں ہے جس کے راوی حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں کہ

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے شہید کی فضیلتیں بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ستر رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جائے گی (مشکوٰۃ شریف)

والدین کے حق میں نابالغ بچّہ کی سفارش

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تین بچے (پہلے سے اپنے) آگے (آخرت میں) بھیجد یئے جو بالغ نہ ہوئے تھے تو وہ بچے اس کے لئے (مرد ہو یا عورت) دوزخ سے بچانے کے لئے مضبوط قلعہ (کی طرح کام آنے والے) بن جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے توصرف دو بچے آگے بھیجے ہیں (میرے بارے میں کیا فرماتے ہیں) ارشاد نبویؐ ہوا کہ دو بچے جو آگے بھیجے ہوں ان کے بارے میں بھی یہی بات ہے، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔۔ نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک ہی بچّہ آگے بھیجا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کے بارے میں بھی یہی بات ہے (مشکوٰۃ شریف)

آگے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ ماں باپ یا دونوں میں سے ایک کی موجودگی میں بچہ کا انتقال ہو جائے، بچہ کی موت پر جو ماں باپ کو غم ہوتا ہے اس کے بدلہ اللہ جل شانہٗ نے یہ خوشی رکھی ہے کہ وہ بچہ ماں باپ کو بخشوانے کی کوشش کرے گا اگر ادھورا بچہ گر گیا تو وہ بھی ماں باپ کے بخشوانے کے لئے زور لگائے گا۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ بلاشبہ ادھورا گیا ہوا بچہ بھی اس وقت اپنے رب سے بڑی زبردست سفارش ماں باپ کے لئے کرے گا جب کہ اس کے ماں باپ دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے اس کی زوردار سفارش پر اس سے کہا جائے گا۔ کہ اے ادھورے بچے جو اپنے رب سے (ماں باپ کی بخشش کیلئے) زور لگا رہا ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے، اس کے بعد وہ اپنی ناف کے ذریعہ کھینچتا ہوا لے جا کر ان دونوں کو جنت میں داخل کر دے گا (ابن ماجہ)

حافظِ قرآن کی شفاعت

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو اچھی طرح یاد کر لیا اور قرآن نے جن چیزوں اور کاموں کو حلال بتایا ہے ان کو (اپنے عمل اور عقیدہ میں) حلال رکھا اور جن چیزوں کو اس نے حرام بتایا ہے ان کو (اپنے عمل اور عقیدہ میں) حرام ہی رکھا تو اس کو اللہ جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کے لئے (اعمال بد کی وجہ سے) دوزخ میں جانا ضروری ہو چکا ہو گا (ترمذی وغیرہ)

تنبیہ

جسے قرآن مجید یاد ہو اس کی شفاعت دس آدمیوں کے حق میں قبول ہو گی جیسا کہ ابھی حدیث بالا میں گذرا لیکن اسی کے ساتھ حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ قرآن کریم پر عمل کرنے والا ہو، قرآن مجید کے مطالبوں اور تقاضوں

کو پورا کرتا ہو حرام سے بچتا ہو حلال پر عمل کرتا ہو، لیکن جسنے قرآن کے تقاضوں اور مطالبوں کو پس پشت ڈالا تو خود قرآن شریف اس پر دعوےٰ کرے گا اور دوزخ میں داخل کردے گا، بہت سے لوگ گناہ پر گناہ کرتے جاتے ہیں اور نیک عمل سے کتراتے ہیں اور نصیحت کرنے پر کہتے ہیں کہ صاحب ہمارا بیٹا یا بھتیجا یا فلاں عزیز حافظ ہے وہ بخشوالے گا۔ حالانکہ یہ نہیں دیکھتے کہ قرآن شریف پر وہ عمل بھی کرتا ہے یا نہیں! آج کل تو عمل کرنے والا کوئی کوئی ہے، دوسرے کے بھروسہ پر خود گناہوں میں پڑنا نادانی ہے ہاں نیک عمل کرتے ہوئے اپنے عزیز حافظ کی شفاعت کی امید رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ اسے قرآن کے مطابق چلاتے بھی رہیں۔

روزہ اور قرآن کی شفاعت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے روزے عرض کریں گے کہ اے رب میں نے اس کو دن میں کھانے سے اور (دیگر) خواہشات سے روک دیا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمایئے اور قرآن عرض کرے گا کہ (اے رب) میں نے اس کو رات کو سونے سے روک دیا تھا (کیونکہ یہ رات کو مجھے پڑھتا یا سنتا تھا) لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے اس کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالآخر دونوں کی شفاعت قبول کرلی جائے گی (مشکوٰۃ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید

عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف پڑھو کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے آدمیوں کے لئے شفاعت کرنے والا بن کر آئے گا (پھر فرمایا کہ) دونوں سورتوں بقرہ اور آل عمران کو پڑھا کرو جو بہت زیادہ روشن ہیں، کیونکہ وہ قیامت کے روز دو بادلوں یا دو سائبانوں یا پرندوں کی دو جماعتوں کی طرح جو صف بنائے ہوئے ہوں آئیں گی اور اپنے پڑھنے والے کے لئے بڑے زور سے سفارش کریں گی (مسلم شریف)

تجلی ساق، پلصراط، تقسیم نور

کفار و مشرکین اور منافقین کی بے پناہ مصیبت

قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا ہر شخص بچشم خود اپنے اعمال کا وزن دیکھکر جنت یا دوزخ میں جائے گا کسی کو یہ کہنے کی مجال ہرگز نہ ہوگی کہ مجھ پر ظلم ہوا میں بلا وجہ دوزخ میں جا رہا ہوں وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۔

اللہ جل شانہ نے ایمان اور اعمال صالحہ کی جزا کے لئے جنت تیار فرمائی ہے اور کفر و شرک اور دوسرے گناہوں کی سزا کے لئے جہنم تیار فرمایا ہے، اپنے اعمال و کردار کے نتیجے میں ان دونوں میں سے جس کو جہاں جانا ہوگا جائے گا۔ جنت میں جانے کے لئے دوزخ کے اوپر سے راستہ ہوگا، جسے احادیث کریمہ میں "صراط" فرمایا گیا ہے اور عام طور سے ہمارے ملک والے اسے پلصراط کہتے ہیں۔ خدا سے ڈرنے والے مومنین اپنے اپنے درجہ کے موافق صحیح سلامت اس پر سے گذر جائیں گے اور بدعمل چل نہ سکیں گے اور دوزخ کے اندر سے بڑی بڑی سنڈاسیاں نکلی ہوئی ہوں گی جو گذرنے والوں کو پکڑ کر دوزخ میں گرانے والی ہوں گی ان سے چھیل چھلا کر گذرتے ہوئے بہت سے (بدعمل) مسلمان پار ہو جائیں گے اور جن کو دوزخ میں گرانا ہی منظور ہوگا وہ سنڈاسیاں ان کو گرا کر چھوڑیں گی۔

پھر کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ملائکہ اور صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب لوگ دوزخ سے نکال لئے جاویں گے جنھوں نے سچے دل سے کلمہ پڑھا تھا اور دوزخ میں صرف کافر و مشرک و منافق ہی رہ جائیں گے

نور کی تقسیم پلصراط پر گذرنے سے پہلے نور تقسیم ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بقدر ان کے اپنے اپنے عمل کے نور تقسیم ہوگا (جس کی روشنی میں) پلصراط پر گذریں گے (اور یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا راستہ بتانے والا ہوگا[عہ]) ان میں سے کسی کا نور پہاڑ کی برابر ہوگا اور کسی کا نور کھجور کے درخت کے برابر ہوگا اور سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جس کا نور صرف انگوٹھے پر (ٹمٹماتے چراغ کی طرح) ہوگا جو کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہو جائے گا (درمنثور)

سورۂ حدید میں اللہ جل شانہٗ نے فرمایا

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ط	جس دن آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوگا (اور فرشتے ان سے کہیں گے کہ) آج تم کو بشارت ہے ایسے باغوں کی جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

عہ اخرج صاحب الدر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال وکان النور لہم دلیلا الی الجنۃ من اللہ ۱۲

نور ملنے کے بعد مومنین اور مومنات پلصراط پر گذرنے لگیں گے اور ان عــہ کے نور کی روشنی میں منافق مرد و عورت بھی پیچھے پیچھے ہولیں گے لیکن جب مومن مرد و عورت آگے بڑھ جائیں گے اور منافق مرد و عورت پیچھے رہ جائیں گے تو ایمان والوں کو آواز دے کر کہیں گے کہ ذرا سا انتظار کرو ہم بھی آرہے ہیں تمہاری روشنی سے ہمیں بھی فائدہ پہونچ جائے گا اور ہم بھی آگے بڑھ چلیں گے۔ ایمان والے جواب دیں گے (یہاں اپنا ہی نور کام دیتا ہے دوسرے کے نور سے فائدہ پہونچنے کا قانون نہیں ہے۔ جاؤ) واپس اپنے پیچھے جہاں نور تقسیم ہوا تھا وہیں ڈھونڈو، چنانچہ منافق مرد و عورت نور لینے کے لئے واپس ہوں گے لیکن وہاں کچھ نہ ملے گا لہٰذا پھر ایمان والوں کا سہارا لینے کے لئے دوڑیں گے لیکن ان کو پا نہ سکیں گے۔ ایک دیوار دونوں فریق کے درمیان حائل ہو جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندرونی جانب میں (جدھر مسلمان ہوں گے) رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا (جدھر منافق ہوں گے) اس کا تذکرہ مذکورہ بالا آیت کے بعد سورۂ حدید میں اس طرح ہے۔

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ	جس روز منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ	کہ ہمارا انتظار کر لو تا کہ ہم بھی تمہارے نور سے
نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا	روشنی حاصل کریں ان کو جواب ملے گا کہ تم اپنے
نُوْرًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ط	پیچھے لوٹ جاؤ پھر (وہاں سے) روشنی تلاش کرلو
بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ	پھر دونوں فریق کے درمیان ایک دیوار قائم

عــہ وقیل ان المنافقین ایضًا یعطون النور ثم یطفا خدیعۃ لہم ۱۲

قِبَلِهِ الْعَذَابُ ؕ — کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ بھی ہوگا اس کے اندرونی جانب رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا

اس بے پناہ مصیبت اور حیرانی و پریشانی میں پھنسکر کوئی بچنے کی صورت منافقین نہ پائیں گے اور ایمان والوں کو آواز دے کر مہربانی کرنے کی دلیل بیان کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے ساتھی تھے، تمہارے ساتھ نماز پڑھتے اور روزے رکھتے تھے۔ اب حق رفاقت آپ حضرات کو ادا کرنا چاہئیے۔ قرآن مجید میں منافقین کی اس بات کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۔ منافقین ایمان والوں کو پکاریں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے

مسلمان جواب دیں گے کہ

بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ؕ

ہاں (یہ تو) صحیح ہے کہ تم دنیا میں ہمارے ساتھ تھے، لیکن (سیاسۃً) مصلحتاً ساتھ ہو گئے دل سے ساتھ نہ تھے، تم نے اپنی جانوں کو (نفاق کے) فتنہ میں ڈال کر ہلاک کیا اور تم منتظر رہا کرتے تھے کہ (دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی کب ختم ہوں) اور تم کو (اسلام کے حق ہونے میں) شک رہا اور تم کو بیہودہ تمناؤں نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ تم تک اللہ کا حکم (یعنی موت) آپہونچا اور تم کو دھوکہ دینے والے (یعنی شیطان) نے اللہ کے بارے میں دھوکہ میں ڈال رکھا تھا۔

آگے فرمایا

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَاْوٰىكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلٰىكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

تو آج نہ قبول کیا جائے گا تم سے جان کا بدلہ اور نہ کھلے کافروں سے جو اعلانیہ کافر تھے تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔

ساق کی تجلی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا قیامت کے روز ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہاں (ضرور دیکھو گے) کیا دوپہر کے وقت سورج کے دیکھنے میں تم کو زحمت ہوتی ہے جبکہ سورج بالکل صاف ہو (اور) اس پر ذرا بادل نہو؟ اور کیا چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں تم کو کوئی زحمت ہوتی ہے جبکہ وہ بالکل صاف ہو اور اس پر ذرا بادل نہ ہو! صحابہؓ نے جواباً عرض کیا کہ یا رسول اللہ نہیں! (کوئی زحمت نہیں ہوتی آسانی سے دیکھ لیتے ہیں) فرمایا اسی طرح قیامت کے روز تم اللہ کو خوب اچھی طرح دیکھو گے اور کوئی زحمت نہوگی۔ جیسا کہ چاند سورج کے دیکھنے میں (بحالت مذکورہ) کوئی زحمت نہیں ہوتی ہے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی ندا دے گا کہ جس کو جو پوجتا تھا وہ اپنے معبود کے پیچھے لگ لیوے، پس جو لوگ غیر اللہ یعنی بتوں اور استھانوں کے پتھروں کو پوجتے تھے وہ سب کے سب دوزخ میں گر پڑیں گے کیونکہ ان کے معبودان باطل بھی عہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے، حتیٰ کہ جب

عہ کما قال اللہ جل وعلا۔ انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم (الانبیاء)

اہل کتاب اور وہ لوگ رہ جائیں گے جو صرف اللہ کو پوجتے تھے تو یہود کو بلا کر سوال کیا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی پرستش کرتے تھے اس جواب پر (ان کی سرزنش ہوگی اور) ان سے کہا جائے گا کہ (یہ جو تم نے عزیرؑ کو اللہ کا بیٹا بنایا اس کہنے میں) تم جھوٹے ہو اللہ نے کسی کو اپنی بیوی یا اولاد قرار نہیں دیا! اس کے بعد ان سے سوال ہوگا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پلا دیجئے، ان کے اس کہنے پر دوزخ کی طرف اشارہ کر کے ان سے کہا جائے گا کہ وہاں جا کر کیوں نہیں پی لیتے چنانچہ وہ لوگ دوزخ کی طرف (چلا کر) جمع کر دئے جائیں گے (اور وہ دور سے ایسا معلوم ہو رہا ہوگا) گویا کہ وہ ریت ہے[عہ] (اور حقیقت میں وہ آگ ہوگی) جس کے اجزا آپس میں ایک دوسرے کو جلا رہے ہوں گے پس وہ لوگ اس میں گر پڑیں گے، پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے سوال ہوگا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ جواب میں کہیں گے کہ ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے اس جواب پر (سرزنش کے لئے) کہا جائے گا کہ (یہ جو تم نے مسیح کو اللہ کا بیٹا بنایا اس کہنے میں) تم جھوٹے ہو، اللہ نے کسی کو اپنی بیوی یا اولاد قرار نہیں دیا اس کے بعد ان سے سوال ہوگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہم کو پلا دیجئے ان کے اس کہنے پر دوزخ کی طرف اشارہ کر کے ان سے کہا جائے گا کہ وہاں جا کر کیوں نہیں پی لیتے؟ چنانچہ

عہ ریت دور سے دیکھنے میں پانی معلوم ہوتا ہے ۱۲

وہ لوگ دوزخ کی طرف (چلا کر) جمع کر دئیے جائیں گے (اور وہ دور سے ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا ریت ہے (اور حقیقت میں وہ آگ ہوگی) جس کے اجزا آپس میں ایک دوسرے کو جلا رہے ہوں گے، پس وہ لوگ اس میں گر پڑیں گے (الحاصل تمام یہود ونصاریٰ دوزخ میں گر پڑیں گے) یہاں تک کہ جب صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے (یعنی مسلمان) نیک بھی اور بد بھی، تو اللہ تعالیٰ کی ان کے سامنے ایک تجلی ہوگی (اور) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم کو کیا انتظار ہے؟ ہر جماعت کو اس کے معبود کے پیچھے جانے کا حکم ہے! مومنین عرض کریں گے کہ (جانے والے جا چکے ہمارا ان کا کیا ساتھ ہم کو اپنے معبود کا انتظار ہے جب تک ہمارا معبود نہ آئے ہم یہیں رہیں گے، جب ہمارا رب ہمارے پاس پہونچے گا ہم پہچان لیں گے) اے پروردگار! ہم دوسری جماعتوں اور گروہوں سے دنیا میں جدا رہے جب کہ ان کے ساتھ رہنے کے بہت زیادہ محتاج تھے اور (بہت زیادہ محتاجگی میں بھی) ان کا ساتھ نہ دیا (اب ان کے ساتھ کیوں کر ہو سکتے ہیں) اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ مومنین (چونکہ ساق کی تجلی سے اللہ کو پہچاننے کے دھیان میں ہوں گے اس لئے اللہ رب العزت کی اس تجلی کو جو اس وقت ہوگی غیر اللہ سمجھ کر جواب میں) کہیں گے کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ (ہم تجھے اپنا رب مان کر کیا مشرک ہو جائیں، ہم اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں بناتے دو یا تین بار ایسا ہی کہیں گے، ان کے اس جواب پر اللہ جل شانہٗ سوال

عہ فی روایۃ ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ ۱۲

فرمائیں گے کیا تمھارے رب اور تمہارے درمیان کوئی نشانی (مقرر) ہے جس سے تم اپنے رب کو پہچان لوگے! مومنین عرض کریں گے جی ہاں نشانی ضرور ہے! اس کے بعد ساق کی تجلی ہوگی جسے دیکھکر تمام وہ لوگ جو خلوص کے ساتھ اللہ کو سجدہ کرتے تھے باذن الٰہی سجدہ میں گر پڑیں گے اور جو لوگ دکھاوے یا مصلحتوں کی بنا پر (دنیاوی مشکلات سے) بچنے کے لئے (یعنی نفاق کے ساتھ) سجدہ کرتے تھے اللہ ان سب کی کمر تختہ بنا دیں گے (جس کی وجہ سے سجدہ نہ کرسکینگے) جو بھی کوئی ان میں سے جب بھی سجدہ کا ارادہ کرے گا گدّھی کے بل گر پڑے گا پھر مومنین سجدوں سے سر اٹھائیں گے اور اب جو اللہ کو دیکھیں گے تو اسی تجلی میں جو تجلی ساق سے پہلے تھی، اب اللہ فرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں تو مومنین مان لیں گے کہ ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔

اس کے بعد دوزخ کی پشت پر پلصراط قائم کی جائے گی (اس پر سے گذرنے کا حکم ہوگا) اور اس وقت (شفاعت کے جو اہل ہوں گے ان کو) شفاعت کی اجازت دی جائے گی اور اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ (اے اللہ سلامت رکھ، سلامت رکھ) کہتے ہوں گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ پل صراط کی کیا صفت ہے؟

سہ ساق پنڈلی کو کہتے ہیں اور اللہ جل شانہ، جسم اور اجزاء جسم سے پاک اور منزہ ہیں، یہاں پنڈلی کا کیا مطلب ہے؟ اس کے متعلق علماء کرام نے بتایا ہے کہ یہ کوئی خاص صفت ہے، صفات الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے ساق فرمایا ہے، جیسے قرآن میں یَدُ اللّٰہ (اللہ کا ہاتھ) وجہ اللّٰہ (اللہ کا چہرہ) کا لفظ آیا ہے یہ سب متشابہات ہیں ان سب پر بغیر سمجھے اور عقل لڑائے اور اللہ کو جسمیت سے پاک سمجھتے ہوئے بلاکیف ایمان رکھنا لازم ہے ۱۲

ارشاد فرمایا وہ چکنی اور پھسلنے کی جگہ ہے اس میں (دوزخ کی طرف لٹکی ہوئی) اچکنے والی چیزیں اور سنڈاسیاں ہوں گی اور بڑے بڑے کانٹے بھی ہوں گے جن کی صورت کے کانٹے نجد میں ہوتے ہیں جن کو سعدان کہا جاتا ہے پس مومنین پلصراط پر (جلدی جلدی) گذریں گے (اور یہ گذرنا اعمال صالحہ کے بقدر جلدی ہوگا) کوئی پل جھپکنے میں اور کوئی بجلی کی طرح اور کوئی ہوا کی طرح اور کوئی پرندوں کی طرح اور کوئی بہترین تیز رفتار گھوڑوں کی طرح اور کوئی اونٹوں کی طرح (گذر جائے گا اور دوزخ کے اندر سے جو سنڈاسیاں اور کانٹے نکلے ہوئے ہوں گے وہ کھینچ کر دوزخ میں گرانے کی کوشش کریں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ) بہت سے مومنین سلامتی کے ساتھ نجات پاکر پار ہو جائیں گے اور بہت سے اہل ایمان (گذرتے ہوئے) چھل چھلا کر چھوٹ جائیں گے اور بہت سے دوزخ کی آگ میں دھکیل دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب (نیک) ایمان والے دوزخ سے بچ جائیں گے تو میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم (یہاں اس دنیا میں) اللہ سے حق لینے کے بارے میں ایسی مضبوطی کے ساتھ بات کرنے والے نہیں ہو جیسا کہ (دوزخ سے بچ کر پلصراط پار ہو جانے والے) مومنین اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں (گر چکے) ہوں گے اللہ سے مضبوطی کے ساتھ سفارش کریں گے، دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس موقع پر یوں فرمایا کہ (دنیا میں) جو حق تمہارا کسی کے ذمہ معلوم ہو جائے تو اس حق کو حاصل کرنے کے لئے جیسی سختی سے مطالبہ کرتے ہو اس روز اللہ سے جو ایمان والے اپنے

دوزخی بھائیوں کے لئے جس زور سے مطالبہ کریں گے تمھارے دنیاوی مطالبہ سے بہت زوردار ہوگا جب کہ مومنین یہ دیکھ لیں گے کہ ہم نجات پا چکے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار یہ لوگ (جو دوزخ میں گناہوں کی وجہ سے گر گئے) ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور حج کرتے تھے (اب بھی ان کو ہمارے ساتھ جنت میں داخل فرمایئے) ارشاد ہوگا کہ تم جسے پہچانتے ہو نکال لو! چنانچہ (وہ ان کو نکالنے کے لئے روانہ ہوں گے اور) ان کے جسم دوزخ کی آگ پر حرام کر دیئے جائیں گے (یعنی دوزخ کی آگ ان نکالنے والوں کو نہ جلا سکے گی) نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگ دوزخ میں سے بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے اور ان دوزخیوں میں سے کسی کو آگ نے آدھی پنڈلی تک اور کسی کو گھٹنے تک پکڑا ہوگا۔

پھر مومنین بارگاہِ خداوندی میں عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب آپ نے جن لوگوں کے نکالنے کے متعلق حکم دیا تھا ان میں سے اب کوئی بھی دوزخ میں باقی نہیں رہا، ارشاد ربانی ہوگا کہ جاؤ دوزخ میں جو کوئی ایسا بھی ملے کہ جس کے دل میں دینار[1] کے برابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو چنانچہ مومنین اس ارشاد ربانی کے بعد بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالیں گے پھر عرض کریں گے کہ اے رب دوزخ میں ہم نے ایسے کوئی بھی نہیں چھوڑا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا، اس کے بعد ارشاد ربانی ہوگا کہ جاؤ جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو چنانچہ اس ارشاد کے بعد مومنین بھاری تعداد میں

[1] دینار سونے کی اشرفی کو کہتے ہیں جو عرب میں ہوتی ہے ۱۲

لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے، پھر عرض کریں گے کہ اے رب ہم نے دوزخ میں ان میں سے کوئی بھی نہیں چھوڑا جن کے نکالنے کے بارے میں آپ نے حکم فرمایا تھا، اس کے بعد ارشاد ربّانی ہو گا کہ جاؤ جس کے دل میں ذرّہ کی برابر بھی خیر دیکھو اس کو بھی نکال لو، چنانچہ وہ بھاری تعداد میں لوگوں کو نکالینگے پھر عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے دوزخ میں (کوئی ذرا) خیر (والا) نہیں چھوڑا۔

اب اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ فرشتوں نے شفاعت کرلی اور نبیوں نے شفاعت کرلی اور ایمان والوں نے شفاعت کرلی اب بس ارحم الراحمین ہی باقی ہے۔ اللہ جل شانہٗ یہ فرما کر دوزخ میں سے ایک مٹھی[عـہ] بھریں گے پس اس میں سے ایسے لوگوں کو نکالیں گے جنھوں نے کبھی کوئی خیر انجام نہیں دی تھی (اور صرف ایمان ہی کی پوشیدہ دولت ان کے پاس تھی) یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے ان کو اللہ جل شانہٗ ایک نہر میں ڈال دیں گے جو جنت کے ابتدائی حصہ میں ہوگی جس کو نہر الحیات (زندگی کی نہر) کہا جاتا ہے (نہر میں پڑکر ان کی حالت بدل جائے گی) پس ایسے نکلیں گے جیسے بیج بہتے پانی کے خس وخاشاک پر (جلد ترین اُگ کر) نکل آتا ہے (پھر فرمایا کہ) اس حال میں اس نہر سے نکلیں گے کہ جیسے موتی ہیں، ان کی گردنوں میں نشانیاں ہوں گی (جن کے ذریعہ دوسرے) جنتی ان کو پہچانیں گے (کہ) یہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں جن کو اللہ نے جنت میں بغیر کسی (نیک) عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جو انہوں نے آگے بھیجی ہو جنت میں داخل فرمایا۔

عـہ مٹھی کا مطلب سمجھنے کے لئے صفحہ ۱۵۲ کا حاشیہ دیکھئے ۱۲

پھر اللہ تعالےٰ ان سے فرمائیں گے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ وہاں جو نظر پڑے وہ تمہارے لئے ہے وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو وہ عطا فرمایا ہے جو آپ نے جہانوں میں سے کسی کو بھی نہیں دیا اللہ تعالےٰ فرمائیں گے کہ میرے پاس تمہارے لئے اس سے بھی افضل نعمت ہے، وہ عرض کریں گے یا رَبَّنَا اس سے افضل کیا ہوگا؟ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے (کہ اس سے افضل) میری رضا ہے، سواب میں تم پر کبھی بھی ناراض نہیں ہوں گا (مشکوٰۃ شریف مع الترغیب والترہیب کلاہما عن البخاری والمسلم)

یہ مسلسل ایک حدیث ہے جو ابھی ختم ہوئی اس میں بتایا گیا ہے کہ تجلیِ ساق کے بعد پلصراط قائم ہوگی، اس سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ نور کی تقسیم تجلیِ ساق اور عبور پلصراط کے درمیان ہوگی کیوں کہ عبور پلصراط کے لئے نور تقسیم کیا جائے گا لیکن ترتیب میں ہم نے پوری حدیث کو ایک ہی جگہ مسلسل رکھنے کے لئے تقسیم نور کو تجلیِ ساق سے پہلے بیان کر دیا ہے۔

اس حدیث مبارک سے پلصراط اور اس پر سے گذرنے والوں کا مفصل حال معلوم ہوا دوسری روایات میں مزید تفصیل آئی ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیغمبروں میں سب سے اول میں اپنی امت کے ساتھ پلصراط پر سے گذروں گا اور اس روز پیغمبروں کے سوا کوئی نہ بولتا ہوگا اور پیغمبروں کا بولنا اس روز اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ[1] ہوگا (بخاری ؤسلم عن ابی ہریرۃ رض) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

---

[1] اے اللہ سلامت رکھ سلامت رکھ ۱۲

اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ دوزخ پر پلصراط رکھی جائے گی جو تیز کی ہوئی تلوار کی طرح ہوگی۔ (ترغیب عن الطبرانی. ھو فی حکم المرفوع)

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ (پلصراط پر) لوگوں کے اعمال لے کر چلیں گے (جیسے جس کے عمل ہوں گے اسی اندازہ سے تیز اور سست رفتار ہوگا، اور سست رفتاروں کی حالت یہاں تک پہونچ جائے گی کہ بعض گذرنے والے اس حال میں ہوں گے کہ گھسٹتے ہوئے چلیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ دوزخ میں سے جو سنڈاسیاں نکلی ہوئی ہوں گی ان میں سے ایک ایک کا طول وعرض اور ان کے پکڑ کرانے کا یہ ماجرا ہوگا کہ ایک ہی کے ذریعہ قبیلہ ربیعہ[1] اور مضر کے افراد سے بھی زیادہ پکڑ کر دوزخ میں ڈالے جائیں گے (اخرجہ فی الترغیب وقال رواہ البیہقی مرسلا وموقوفاً)

تاجدار کونین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جنت کھلوائیں گے

آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام پیغمبروں سے زیادہ میرے طریقہ پر چلنے والے موجود ہوں گے اور میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ (کھلوانے کے لئے) کھٹکھٹاؤں گا (مسلم شریف) نیز ارشاد فرمایا کہ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آکر کھولنے کو کہوں گا، داروغہ جنت سوال کرے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں جواب دوں گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، یہ سن کر وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ آپ کے لئے کھولوں (اور

---

[1] عرب کے دو قبیلے تھے ۱۲

آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں (مسلم شریف) نیز ارشاد فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کے (دروازہ کے) حلقوں کو ہلاؤں گا، پس اللہ میرے لئے جنت کھول کر مجھے داخل فرمائینگے اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور میں یہ فخریہ بیان نہیں کر رہا ہوں (پھر فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک تمام اولین و آخرین سے زیادہ معزز ہوں (ترمذی شریف)

جنت و دوزخ میں گروہ گروہ جائینگے

اہل دوزخ پر ملامت اور اہل جنت کا استقبال، دوزخ کے دروازے جیل کی طرح پہلے سے بند ہوں گے اور جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے

تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا اور چونکہ کفر کے اقسام اور مراتب بہت ہیں اس لئے ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا، ارشاد ربانی ہے

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا — اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے۔

جب وہ دوزخ کے دروازوں پر پہونچیں گے تو دروازے کھول کر اس میں داخل کر دئیے جائیں گے اور دوزخ کے دروازوں پر جو فرشتے مقرر ہوں گے وہ ملامت کرنے کے لئے سوال کریں گے کہ کیا تمھارے پاس رسول نہیں آئے تھے؟

چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ یَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ رَبِّكُمْ وَیُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰی وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ قِیْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۝

یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہونچیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور ان سے دوزخ کے محافظ کہیں گے، کیا تمہارے پاس تم میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے اور تم کو آج کے دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے؟ دوزخی جواب دیں گے کہ ہاں (پیغمبر آئے تھے) لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہوکر رہا (پھر ان سے) کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ (اور) اس میں ہمیشہ کے لئے رہو، غرضکہ تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔

اہل جنت کے بارے میں فرمایا۔

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَی الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے گروہ گروہ ہوکر جنت کی طرف روانہ کئے جائیں گے۔

ایمان و تقوی کے مراتب اور درجے متفاوت یعنی کم اور زیادہ ہیں۔ ہر درجہ اور مرتبہ کے مومنین کی جماعت الگ الگ ہوگی اور ان سب جماعتوں کو اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ ان کے استقبال کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے اور دروازوں پر پہونچتے ہی جنت کے محافظ ان کو سلامتی اور خوش عیش رہنے کی خوش خبری سنائیں گے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

حَتّٰی اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ ۝ [1]

یہاں تک کہ جب جنت کے پاس پہونچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوں گے، اور اس کے محافظ کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم مزہ میں رہے سو جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ۔

دوزخیوں کی آپس میں ایکدوسری پر لعنت

دوزخی آپس میں یہاں بڑی محبتیں رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے اکسانے اور پھسلانے پر کفر و شرک کے کام کیا کرتے تھے لیکن جب سب اپنے کردار بد کا نتیجہ دوزخ میں جانے کی صورت میں دیکھیں گے تو ایک دوسرے پر لعنت کی بوچھار کریں گے۔

سورۂ اعراف میں ارشاد ہے۔

كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰی اِذَا ادَّارَكُوْا فِیْهَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ۝

جس وقت بھی کوئی جماعت داخلِ دوزخ ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب سب اس میں جمع ہو جاویں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا سو ان کو دوزخ کا عذاب دوگنا دیجئے!

---

[1] سورۂ زمر (پ ۲۴) ۱۲

دوزخیوں کو ایک عجیب حیرت

دنیا میں کفار اہلِ ایمان کا مذاق بناتے تھے اور ان کا ٹھٹھا کرتے تھے، جب دوزخ میں پہونچیں گے تو ان بارگاہ ربانی کے مقربوں کو اپنے ساتھ نہ دیکھکر حیرت زدہ ہوں گے جیسا کہ سورہ صٓ میں فرمایا۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا — اور یہ دوزخی کہیں گے کہ کیا بات ہے وہ
نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ۝ اَتَّخَذْنٰهُمْ — لوگ ہمیں دکھائی نہیں دیتے جن کو ہم بُرے
سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ — لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے
کیا ہم نے اُن لوگوں کی غلطی سے ہنسی کر رکھی تھی یا ان رے دیکھنے سے آنکھیں چکرا رہی ہیں۔

یعنی جب کہ وہ لوگ یہاں نظر نہیں آتے تو اس کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہم ان کو بُرا سمجھنے اور شرارت والے شمار کرنے اور ان کا مذاق بنانے میں غلطی پر تھے اور وہ حقیقت میں اچھے لوگ تھے جو آج یہاں نہیں ہیں یا یہ ہے کہ وہ ہیں یہیں مگر ہماری آنکھیں چوک گئی ہیں، وہ لوگ دیکھنے میں نہیں آرہے ہیں۔

اپنے ماننے والوں کے سامنے شیطان کا صفائی پیش کرنا

دنیا میں شیطان نے عہد اپنے گرد کے انسانوں کو خوب بہکایا اور راہِ حق سے ہٹا کر کفر و شرک میں پھانسا مگر قیامت کے دن انسانوں ہی کو الزام دیگا کہ تم نے میری بات کیوں مانی میرا تم پر کیا زور تھا چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ — اور جب فیصلے ہوچکیں گے شیطان کہے گا

إِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ
وَعَدْتُّكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ
لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّآ أَنْ
دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا
تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا أَنْفُسَكُمْ مَّآ
أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ أَنْتُمْ
بِمُصْرِخِيَّ إِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ
أَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ
الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ

(سورہ ابراہیم)

کہ (مجھے بُرا کہنا ناحق ہے، کیونکہ) بلاشبہ اللہ
نے تم سے سچے وعدے کئے تھے اور میں نے
(بھی) تم سے وعدے کئے تھے سو میں نے وہ
وعدے خلاف کئے تھے اور تم پر میرا کچھ زور
اس سے زیادہ تو چلتا نہ تھا کہ میں نے تم کو
دعوت دی، سو تم نے (خود ہی) میرا کہنا
مان لیا سو تم مجھ پر ملامت نہ کرو، اور اپنے
کو ملامت کرو نہ میں تمہارا مددگار رہوں نہ تم
میرے، میں تمہارے اس فعل سے خود بیزار
ہوں کہ تم نے اس سے پہلے (دنیا میں) مجھے
(خدا کا) شریک قرار دیا یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے تم کو بہکایا راہ حق سے ہٹانے
کی کوشش کی یہ تو میرا کام تھا تم نے میری بات کیوں مانی ؟ تم خود مجرم ہو۔ پیغمبروں
کی دعوت کو چھوڑ کر جو معجزہ اور حجت و دلیل کے ذریعہ ہوتی تھی میرے جھوٹے
اور باطل بلاوے پر تم نے کیوں کان دھرا، کوئی زبردستی ہاتھ پکڑ کے تو میں نے
تم سے کفر و شرک کے کام کرائے نہیں، مجھے برا کہنے سے کیا بنے گا، خود اپنے
نفسوں کو ملامت کرو ہم آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے۔ اب تو
عذاب چکھنا ہی ہے، دنیا میں جو تم نے مجھے خدا کا شریک بنایا میں اس سے
بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔

شیطان کے کہنے پر چلنے والے کی حسرت اور افسوس کا جو اس وقت حال ہوگا ظاہر ہے اعاذنا اللہ من تسویلہ وشرہ۔

جنت میں سب سے پہلے امت محمدیہ داخل ہوگی اور سب سے زیادہ ہوگی

مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم دنیا میں آخر میں آئے اور قیامت کے روز دوسری مخلوق سے پہلے ہمارے فیصلے ہوں گے اور یہ بھی فرمایا کہ ہم (یہاں) آخر میں آئے (اور) قیامت کے روز اول ہوں گے اور سب سے پہلے جنت میں ہم داخل ہوں گے (مشکوٰۃ شریف باب الجمعۃ)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتیوں کی ۱۲۰ صفیں ہوں گی (یعنی میدان قیامت میں) جن میں ۸۰ اس امت کی اور ۴۰ ہم سب امتوں کو ملا کر ہوں گی۔ (مشکوٰۃ)

مالدار حساب کی وجہ سے جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنگدست لوگ جنت میں مالداروں سے پانچسو برس پہلے داخل ہوں گے (ترمذی)

اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے جنت کے دروازہ پر کھڑے ہوکر دیکھا تو اس میں جو داخل ہو چکے تھے اکثر مسکین لوگ تھے اور مال والے (حساب دینے کے لئے) اٹکے ہوئے تھے، مگر دوزخیوں کو دوزخ میں پہونچانے کا حکم ہو چکا تھا اور میں نے دوزخ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر دیکھا تو اس میں اکثر عورتیں تھیں (بخاری ومسلم)

اس مبارک حدیث میں آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے

قیامت کے دن کا ایک منظر بیان فرمایا ہے جو آپ کو دکھا دیا گیا تھا۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ مالداروں کو جنت میں جانے میں دیر لگے گی وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ تنگدستی اور فقر و فاقہ والے پانچسو برس مالداروں سے پہلے جنت میں جائیں گے اس روز فقر و فاقہ کی قیمت معلوم ہوگی، مگر یہ بھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ تنگدستی بذات خود جنت میں لے جانے والی نہیں ہے اس کے ساتھ نیک عمل بھی ہونے چاہئیں۔ بدعمل تنگ دست یہ نہ سمجھیں کہ ہم لامحالہ جنتی ہیں اور ہماری بڑی فضیلت ہے، فضیلت آخرت میں نیک اعمال سے ہوگی ہاں جس کے نیک عمل جنت کے لائق ہوں گے وہ تنگ دستی کی وجہ سے مالدار سے پہلے جنت میں چلا جائے گا، بہت سے لوگ تنگ دست بھی ہیں اور بدعمل بھی، نماز روزہ سے غافل ہیں گناہوں میں لتھڑے ہوئے ہیں ایسے لوگ سخت نقصان میں ہیں اور دونوں جگہ کی بدنصیبی کے لئے زندگی گذار رہے ہیں، آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدنصیبوں کا بدنصیب وہ ہے جو تنگ دست بھی رہا اور آخرت کا عذاب بھی بھگتا (ترغیب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگ) قیامت کے روز جمع ہوں گے اس کے بعد ندا ہوگی کہ اس امت کے تنگدست کہاں ہیں؟ پھر ان سے سوال ہوگا کہ تم نے کیا کیا (حساب دو) وہ عرض کریں گے کہ آپ نے ہم کو تنگدستی دے کر جانچ میں ڈالا سو ہم نے صبر کیا (اور آپکی رضا میں راضی رہے) اور آپ نے مال اور اقتدار ہمارے سوا دوسروں کو دے دیا۔ اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے کہ تم نے سچ کہا اس کے بعد

(اور) لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے حساب کی سختی مالداروں اور اقتدار والوں پر رہے گی، صحابہ رضؓ ...... نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مومن اس روز کہاں ہوں گے؟ ارشاد نبوی ہوا کہ ان کے لئے نور کی کرسیاں رکھ دی جائیں گی اور ان پر بادلوں کا سایہ کر دیا جائے گا (پہاڑ دن سے بھی بڑا) دن ایمان والوں کے لئے دن کے ایک چھوٹے سے حصے سے بھی کم ہوگا (ترغیب عن الطبرانی وابن حبان)

دوزخ میں اکثر عورتیں اور مالدار جائیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانکا تو دیکھا اس میں اکثر تنگدست ہیں اور میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ اس میں اکثر مال والے اور عورتیں ہیں (ترغیب) ایک روایت میں ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو بلند مرتبہ والے جنتی فقراء مہاجرین اور مومنین کے نابالغ بچے تھے اور جنت میں سب سے کم مالدارؤں اور عورتوں کی تعداد تھی، اس وقت مجھے بتایا گیا کہ مالداروں کا حساب دروازہ پر ہو رہا ہے اور ان کو پاک وصاف کیا جا رہا ہے اور عورتوں کو (دنیا میں) سونے اور ریشم نے (خدا سے اور خدا کے دین سے) غافل رکھا (اس لئے یہاں ان کی تعداد کم ہے (ترغیب)

مال بڑے وبال کی چیز ہے، اس کو دھیان کر کے حلال کے ذریعہ کمانا اور پھر اس میں سے اللہ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق ادا کرنا اور گناہوں میں نہ خرچ کرنا بڑا کٹھن کام ہے اس میں اکثر لوگ فیل ہو جاتے ہیں اور مال ہونے پر اپنی خواہش یا

اولاد و بیوی کی فرمائش پر یا دنیاوی رسم و رواج سے دب کر گناہ کے کاموں میں روپے کو لگاتے ہیں، زکوٰۃ صحیح حساب کر کے اکثر مالدار نہیں دیتے ہزاروں اشخاص جن پر حج فرض ہو چکا تھا بغیر حج ادا کئے مر جاتے ہیں اور مالداروں کے لئے گناہوں کے مواقع بہت ہیں جن میں مال لٹاتے اور لگاتے ہیں، دوزخ میں مالدار زیادہ ہوں اور حساب کی وجہ سے اٹکے رہیں اس میں کوئی تعجب کی جگہ نہیں!

دوزخ میں عورتوں کی تعداد بھی بہت بھاری ہوگی ان کے دوزخ میں جانے کا سبب ابھی ابھی حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ دنیا میں ریشم اور سونے کے پھیر میں رہ کر خداوند کریم سے غافل رہیں عورتوں میں کپڑے اور زیور کی حرص جو ہوتی ہے اس کو کون نہیں جانتا؟ کپڑے اور زیور کے لئے شوہر کو حرام کمانے رشوت لینے قرض ادھار کرنے پر مجبور کرتی ہیں اور دکھاوے کے لئے پہنتی ہیں ایک محفل میں ایک جوڑا پہن کر گئی تھیں تو اب دوسری محفل میں اسی جوڑے کو پہن کر جانے کو عار سمجھتی ہیں، زیور پہن کر کہیں گرمی کے بہانے گلا کھول کر دکھاتی ہیں کہیں زیور کے ڈیزائنوں پر بحث چلا کر اپنے زیور کے انوکھا ہونے کی بڑائی ہانکتی ہیں۔ دکھاوا بہت بڑا گناہ ہے۔ ارشاد فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بھی عورت دکھاوے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی عذاب پاوے گی (مشکوٰۃ)

جو زیور حرام کمائی کا ہے اس کا باعثِ عذاب ہونا ظاہر ہے لیکن جو زیور حلال کمائی سے بنتا ہے اس کی زکوٰۃ نہ عورتیں ادا کرتی ہیں نہ ان کے شوہر ادا کرتے ہیں جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی وہ آخرت میں وبال اور عذاب بنے گا۔

تفصیل صفحہ ۵۳ اور ۵۴ پر گذر چکی ہے)

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ عورتیں دوزخ میں زیادہ جانے والی کیوں ہوں گی؟ ارشاد فرمایا (اس لیے کہ) تم لعنت (دھتکار) بھیجنے کا مشغلہ بہت رکھتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ (مشکوۃ شریف)

اہل جنت کو دوزخ اور اہل دوزخ کو جنت دکھائی جائے گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں جو کوئی داخل ہوگا اس کا دوزخ میں مقرر شدہ وہ ٹھکانا ضرور اس کو دکھلا دیا جائے گا جو برے عمل کرنے پر اس کو ملتا۔ تاکہ زیادہ شکر ادا کرے۔ اور جو کوئی دوزخ میں داخل ہوگا اس کا جنت میں مقرر شدہ وہ ٹھکانا ضرور اس کو دکھلا دیا جائے گا جو اچھے عمل کرنے پر ملتا۔ تاکہ اس کو زیادہ حسرت ہو (بخاری شریف)

جنت اور دوزخ دونوں پُر کر دیئے جائیں گے

سورۂ قٓ میں فرمایا۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَّزِيدٍ

جس دن کہ ہم دوزخ سے کہیں گے کہ کیا تو بھر گئی وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخی ڈالے جاتے رہیں گے اور وہ کہتی رہے گی کہ کیا اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دیں گے

جس کی وجہ سے سمٹ جائے گی اور کہے گی کہ آپ کی عزت اور کرم کی قسم بس ! بس !
اور جنت میں بھی فاضل جگہ باقی ہی رہتی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نئی مخلوق
پیدا فرما کر اس فاضل جگہ میں بسا دیں گے (بخاری و مسلم) دوسری حدیث میں ہے کہ
اللہ جل شانہٗ نے جنت و دوزخ دونوں کے بھر دینے کا ذمہ لیا ہے (مشکوٰۃ شریف)
دوزخ خالی رہ جائے گی تو نئی مخلوق پیدا فرما کر اس کو پُر نہ فرمائیں گے کیونکہ وہ بے
قصور[2] ہوں گے اور جنت میں جو جگہ بچ جائے گی اس کو نئی مخلوق پیدا فرما کر پُر فرما دیں گے
ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے کہا کہ وہی مزے میں رہے جو پیدا ہوتے ہی جنت
میں ہوں گے انہوں نے فرمایا کہ ان کو کیا خاک مزا آئے گا نہ دنیا میں آئے نہ دُکھ
درد سہنے کی مصیبت پڑی، آرام کا مزہ اسی کو خوب محسوس ہوتا ہے جسے دُکھ کے
بعد نصیب ہوا ہو۔

دوزخ میں جانیوالوں کا اندازہ

حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو خطاب کرکے فرمائیں گے
اے آدم ! وہ عرض کریں گے لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ (میں حاضر
ہوں اور حکم کا تابع ہوں اور ساری بہتری آپ ہی کے ہاتھ میں ہے) اللہ جل شانہٗ فرمائیں گے
(اپنی اولاد میں سے) دوزخی نکال دو، وہ عرض کریں گے دوزخی کتنے ہیں ! ارشاد ہوگا

---

[1] اللہ تعالیٰ ہاتھ یا قدم تمام اعضاء اور جسمیت سے پاک ہیں قرآن و حدیث میں جہاں ایسا
ذکر آوے اس کے متعلق یہی عقیدہ رکھیں کہ اس کا جو مطلب اللہ کے نزدیک ہے وہی ہمارے نزدیک ہے ۱۲
[2] فی المشکوٰۃ عن الشیخین فلا یظلم اللہ من خلقہ احدا ۱۲۔

فی ہزار ۹۹۹ ہیں (یہ سن کر اولادِ آدم کو سخت پریشانی ہوگی اور رنج و غم کی وجہ سے) اس وقت بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور حاملہ عورتوں کا حمل گر جائے گا اور لوگ حواس باختہ ہوجائیں گے اور حقیقت میں بے ہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا جس کی وجہ سے بدحواسی ہو جائے گی) یہ سن کر حضرات صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک جنتی ہم میں سے کون کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ (گھبراؤ نہیں) خوش ہوجاؤ کیونکہ یہ تعداد اس طرح ہے کہ ایک تم میں سے ہے اور ہزار یاجوج ماجوج ہیں (مشکوٰۃ) مطلب یہ ہے کہ یاجوج ماجوج کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے اگر تم میں اور ان میں مقابلہ ہو تو تم میں سے ایک شخص کے مقابلے میں یاجوج ماجوج ایک ہزار آئیں گے اور چونکہ وہ بھی نسل آدم سے ہیں ان کو ملا کر فی ہزار ۹۹۹ دوزخ میں جائیں گے۔ وہ زمین میں فساد کرنے والے اور خدا کا انکار کرنے والے ہیں۔

روزِ قیامت کی مقدار

قیامت کا دن بہت لمبا ہوگا۔ حدیث شریف میں اس کی مقدار پچاس ہزار برس بتائی ہے[1] یعنی پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے وقت سے لے کر بہشتیوں کے بہشت میں جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں قرار پکڑنے تک پچاس ہزار برس کی مدت ہوگی۔ اتنا بڑا دن مشرکین و کافرین اور منافقین کے لئے بڑا سخت ہوگا، ایمان والے بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ آسانی فرما دیں گے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں سوال کیا گیا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی کہ اس دن کی لمبائی کا کیا ٹھکانا ہے (بھلا وہ کیسے کٹے گا)

[1] دیکھو مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ ص۱۵۵ اور اس کتاب کا صفحہ ۵۳ اور ۵۴

آپ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ وہ دن مومن پر اس قدر آسان کر دیا جائے گا کہ فرض نماز جو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس سے بھی ہلکا ہوگا (مشکوٰۃ شریف) جھٹ سے گذر بھی جائے گا اور ہول و مصیبت ہونے کی وجہ سے پریشانی بھی نہ ہوگی۔

موت کی موت دوزخ میں ہمیشہ کے لئے کافر اور مشرک منافق ہی رہیں گے اور ان کو اس میں کبھی موت نہ آئے گی نہ عذاب ہلکا کیا جائے گا جیسا کہ سورۂ فاطر میں ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ	اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی
لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا	آگ ہے نہ تو ان کو قضا آئے گی کہ مر ہی جاویں
وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا	اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا
كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ط	جائے گا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔

گنہ گار مسلمان جو دوزخ میں جائیں گے سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل کر دئے جائیں گے، جو جنت میں داخل ہوگا اس میں ہمیشہ رہے گا، جنت میں کسی کو موت نہ آئے گی۔ نہ اس سے نکالے جائیں گے نہ نکلنا چاہیں گے (خَالِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا [ع]) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سارے جنتی جنت میں اور (سارے) دوزخی دوزخ میں پہونچ چکیں گے تو موت حاضر کی جاوے گی۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کے درمیان لانے کے بعد ذبح کر دی جائے گی پھر ایک منادی زور سے پکار دے گا کہ اے

ع اس میں ہمیشہ رہیں گے اس کو چھوڑ کر کہیں جانا نہ چاہیں گے ۱۲

جنتیو (اب) موت نہیں! اور اے دوزخیو (اب) موت نہیں! اس اعلان کے سبب جنتیوں کی خوشی میں خوشی بڑھ جائے گی اور دوزخیوں کے رنج پر رنج کا اضافہ ہو جائے گا (مشکوٰۃ شریف عن البخاری والمسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے (سورہ مریم کی آیت) وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ عہ پڑھی (اور اس کے بعد حسرت کی تفسیر میں) فرمایا کہ موت (جسم و صورت دیکر) لائی جائے گی گویا کہ وہ شکل و صورت میں سفید مینڈھا ہوگی جس میں سیاہ داغ بھی ہونگے اور وہ جنت اور دوزخ کے درمیان والی دیوار پر کھڑی کیجائیگی پھر جنت والوں کو آواز دی جائے گی کہ اے جنت والو! یہ سُن کر وہ نظر اٹھا کر دیکھیں گے اور ندا دی جائے گی کہ اے دوزخ والو! یہ سن کر وہ (بھی) نظر اٹھا کر دیکھیں گے اس کے بعد ان (تمام اہل جنت اور اہل دوزخ) سے سوال ہوگا کہ کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ سب جواب دیں گے کہ ہاں (پہچانتے ہیں) یہ موت ہے اس کے بعد (ان سب کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے کہ اب موت نہ آئے گی) موت کو لٹا کر ذبح کر دیا جائے گا (اس وقت اہل جنت کی خوشی اور اہل دوزخ کا رنج بے انتہا ہوگا) پس اگر جنت والوں کے لئے ہمیشہ زندہ اور باقی رہنے کا فیصلہ اللہ کی طرف سے نہ ہو چکا ہوتا تو اس وقت کی خوشی میں مرجاتے اور اگر دوزخ والوں کے لئے ہمیشہ کے لئے موت نہ آنے اور دوزخ میں ہمیشہ پڑے ہی رہنے کا فیصلہ اللہ کی طرف سے نہ ہو چکا ہوتا تو اس وقت کے رنج سے مرجاتے (ترمذی شریف)

عہ اور ڈرا دے ان کو حسرت کے دن سے ۱۲

اصحاب الاعراف

اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان ایک آڑ یعنی ایک دیوار ہوگی اس دیوار کا یا اس کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے، اعراف پر عارضی مدت کے لئے ان مسلمانوں کو رکھا جائے گا جن کی نیکیاں اور بُرائیاں وزن میں برابر اُتریں گی، اعراف کے اوپر سے یہ لوگ اہل جنت اور اہل دوزخ دونوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہوں گے اور دونوں فریق سے گفتگو کریں گے جس کی تفصیل سورہ اعراف میں مذکور ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ۝

اور ان دونوں فریق (اہل جنت و اہل دوزخ) کے درمیان ایک آڑ (یعنی دیوار ہوگی اور (اس دیوار یا اس کے بالائی حصہ کا نام اعراف ہے اس پر سے جنتی اور دوزخی سب نظر آویں گے) اعراف کے اوپر بہت سے آدمی ہوں گے وہ (اہل جنت اور اہل دوزخ میں سے) ہر ایک کو ان کے قیافہ سے پہچانتے ہوں گے اور یہ (اعراف والے) اہل جنت کو پکار کر کہیں گے کہ السلام علیکم، ابھی یہ اہل اعراف جنت میں داخل نہ ہوئے ہوں گے اور اس کے امیدوار ہوں گے[عہ]

آگے فرمایا

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا

اور جب اِن (اصحاب اعراف) کی نگاہیں اہل دوزخ کی طرف جا پڑیں گی تو اس وقت (ہول کھا کر)

عہ بعد میں ان کی امید پوری کر دی جائے گی ۱۲

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو ان ظالم لوگوں کے ساتھ عذاب میں، شامل نہ کیجیے!

پھر اصحاب اعراف کا دوزخ والوں کو ملامت کرنے کا تذکرہ فرمایا۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

اور اہل اعراف (دوزخیوں میں سے) بہت سے آدمیوں کو جن کو کہ وہ ان کے قیافہ سے پہچانیں گے پکاریں گے اور کہیں گے کہ تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا (اب دیکھو) کیا یہ (جو جنت میں عیش کر رہے ہیں) وہی (مسلمان) ہیں جن کی نسبت تم قسمیں کھا کر کہا کرتے تھے کہ ان پر اللہ (اپنی) رحمت نہ کرے گا۔ (حالانکہ ان پر رحمت یہ ہوئی کہ) ان سے کہدیا گیا کہ جاؤ جنت میں، تم پر نہ کچھ اندیشہ ہے نہ تم رنجیدہ ہوگے[1]

اہل اعراف بالآخر جنت میں داخل ہو جائیں گے[2] جنت اور دوزخ دوہی مقام اعمال کے بدلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ جنت میں جانا حقیقی کامیابی ہے اور دوزخ میں جانا اصلی گھاٹا اور واقعی نقصان ہے جس سے بڑا کوئی نقصان نہیں، اس دنیا میں لوگ کامیابی اور بامرادی کی کوشش کرتے ہیں اور طرح طرح کی مصیبتوں کو مختلف راہوں میں کامیاب ہونے کے لئے خوشی خوشی برداشت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور کتابوں کے ذریعہ حشر ونشر

---

[1] از بیان القرآن ۱۲ [2] ایضاً ۱۲

اور حساب وقصاص میزان پلصراط، جنت دوزخ کے احوال سے اور حقیقی نفع ونقصان اور واقعی کامیابی سے باخبر فرمادیا ہے اور اعمال صالحہ کی اچھی جزا سے اجمالاً وتفصیلاً اور اسی طرح بداعمال کی بُری پاداش سے اجمال وتفصیل کے ساتھ مطلع فرماکر اعمال صالحہ کرنے کی ترغیب اور تاکید فرمادی ہے، دنیا میں جو آتا ہے ضرور محنت وکوشش اور عمل کرتا ہے، نیک وبدسب دوڑدھوپ کرتے اور جان ومال اور وقت خرچ کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ بدبخت کوئی نہیں ہے جس نے زندگی کی بہترین پونجی اور جان ومال کے سرمایہ کو دوزخ کے کاموں میں خرچ کرکے انتہائی ٹوٹا اور گھاٹا خریدا اور اپنی جان کو عذاب آخرت میں ڈالا، مرنا تو سب ہی کو ہے مگر بہتر مرنے والے وہ ہیں جو جنت کے لئے جیتے اور مرتے ہیں یہی بندے کامیاب اور بامراد ہیں، سورۂ آل عمران میں فرمایا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۔	ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پورے پورے بدلے قیامت ہی کے روز ملیں گے سو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا پس وہ کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی دھوکے کے سودے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے ۔

اللہ رب العزت نے جب حضرت آدم، حضرت حوا علیہم السلام کو زمین پر بھیجا تھا تو فرمادیا تھا کہ جو بھی میری ہدایت کا اتباع کرے گا سو وہ نہ گمراہ ہوگا نہ شقی ہوگا اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو ایسوں پر نہ کچھ اندیشہ ہوگا نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے اور جو کفر کریں گے اور

جھٹلائیں گے ہمارے احکام کو یہ دوزخ والے ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے
سورہ طٰہٰ اور سورۃ بقرۃ میں یہ اعلان موجود ہے جس نے دنیا میں اس اعلان
پر کان دھرا اور اللہ کی ہدایت کو مانا بلا شبہہ نہ یہاں راہ سے بھٹکا ہوا ہے
نہ آخرت میں نامراد اور بدبخت ہوگا، اور جس نے اللہ کی ہدایت کو پس پشت
ڈالا اس کے احکام کو جھٹلایا دوزخ میں جاکر اپنے کردار کی پاداشش
پادے گا۔ ادخلنا اللہ الجنۃ دار النعیم واعاذنا من عذاب
الجحیم انہ ھو التواب الرحیم ۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

تمت بالخیر

ناشر
انیس احمد غفرلہٗ
حضرت نظام الدین اولیاءؒ نئی دہلی ۱۳
یکم جمادی الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۵۷ء
محبوب المطابع برقی پریس دہلی